۸۹۴

۹ ۶ ۱۳

رویداد مناظرہ شیعہ و سنی

امروہہ ضلع مراداباد

669

فانظروا یا اولی الالباب بالصدق والانصاف

روئداد مناظرہ سُنّی و شیعہ

یعنی

امروہہ کے شاندار مناظرہ کی کارروائی

جسمیں

وجوہات مناظرہ۔ شرائط مناظرہ فریقین کے سوالات
فریقین کے مناظرین کی لفظ بلفظ تقریریں اور وہ تمام
اشتہارات جو فریقین کیجانب سے اسوقت تک شایع ہوئے

درج ہیں

جسکو

سید مجاہد حسین جوہر نے ترتیب دیکر اپنے جوہر پریس
امروہہ میں چھاپا اور شائع کیا

مناظرے کی وجوہات

امروہہ قدیم سے سادات کی بستی مشہور ہے۔ یہاں پینتالیس ہزار کی مردم شماری میں چونتیس ہزار مسلمان شمار کئے جاتے ہیں جن کے عادات اور خصائل شریفانہ اور طرز عمل دوستانہ اور مخلصانہ رہا ہے اور اگرچہ بعض اوقات مذہبی جھگڑے اور مقدمہ بازی بھی ہوئی لیکن اُس کا اثر تعزیہ داری پر ایسا نہ پڑا تھا جیسا کہ اب تین سال سے ظہور میں آیا۔ تیسرا سال ہے کہ سنیوں میں تعزیہ داری کے خلاف جلسے منعقد کئے گئے اور عوام میں عزاداری کے خلاف اسپرٹ پیدا کی گئی۔ لوگوں پر ہر طرح زور ڈالا گیا اور انھیں طرح طرح کے خوف دلائے گئے۔

یہاں تیسری محرم سے نویں محرم تک روزانہ علم اٹھائے جاتے ہیں ان علموں میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں پیشہ وروں کو باجہ بجانے سے اور دوسرے کام کرنے سے روکا گیا جس کی وجہ سے شیعوں کی نوجوان پارٹی کو خود گلے میں تاشے اور ڈھول ڈالکر ان خدمات کو انجام دینا پڑا۔ اسیطرح اور اور باتیں اسی قسم کی پیش آئیں کہیں تخت کو امام بارہ میں جانے سے روکا گیا تو کسی کے مکان میں غلاظت پھینکی گئی۔ غرض ان حضرات نے حتی الامکان کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ اُس سال کوئی سنی تعزیہ داری میں شریک نہ ہوا اور خود تعزئے بند رکھے حتی کہ دیہات سے جسقدر تعزئے عشرہ کے

روز آتے تھے وہ بھی بند رہے غرض ان واقعات سے پولیس کے کاغذات بھرے پڑے ہیں اور عشرہ محرم کی مثل اسکا پورا ثبوت دے سکتی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے امروہہ کے مسلمان بھائیوں نے یکلخت ایسی طرز عمل کیوں اختیار کیا اگرچہ اسکی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ چونکہ شیعہ حضرات مجالس اربعین میں واعظین اور ذاکرین نے بجائے فضائل و مناقب ائمہ اطہار بیان کرنیکے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی ہے جس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے لہذا ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنے سُنی بھائیوں کو ایسی مجلسوں کی شرکت سے روکیں لیکن اسی کے ساتھ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ ان وعظ و ہدایت میں سُنی علماء اور واعظین کے ہوتے ہوئے میونسپل کمشنران کو اس میدان میں قدم بڑھانیکی ضرورت کیوں پڑی۔ اصل یہ ہے کہ چند سال سے ہمارے میونسپل بورڈ میں پارٹی فیلنگ کے اثرات غالب ہیں اور ہمارے سکریٹری میونسپل بورڈ نے جو ہندو مذہب ہیں پارٹی فیلنگ کو اپنی اغراض کی کامیابی کا اعلیٰ ترین مقصد قرار دے رکھا ہے۔

یہاں پیشتر بورڈ میں ہندوؤں کی دو پارٹیاں کردی گئی تھیں اور اب اس الیکشن کے بعد جبکہ شیعہ اور ہندو متحد ہو گئے تو سنیوں کی پارٹی مغلوب ہو گئی۔

میونسپل بورڈ کی کشمکش اور سکریٹری صاحب کی [illegible] دوائیوں پر ہم اخبار اتحاد میں بارہا مضامین لکھ چکے ہیں لیکن محرم کے واقعات کے متعلق جو مضمون ہم نے لکھا تھا اُس کے جواب میں سُنی صاحبان نے ایک طولانی پمفلٹ ۱۹۱۶ء میں [illegible] کرتے ہوئے ہم نے اتحاد ۲۴ [illegible]

کی اشاعت میں یعنی آج سے سوا برس قبل ایک تفصیلی مضمون لکھا جسکا
اقتباس اس موقع پر مناظرہ کی اصلی وجہ تک پہنچنے میں ناظرین کو آسانی پیدا کریگا
ہم ذیل میں اسکا اقتباس درج کرتے ہیں سُنی صاحبان کے پمفلٹ میں تحریر تھا کہ

مضمون پمفلٹ اہل سُنت

ایڈیٹر صاحب کا یہ خیال کہ سکریٹری میونسپل بورڈ اگر چاہیں تو سُنی شیعہ کے موجودہ نفاق
کو قطع کرنا ممکن ہے اگر اسکا مقصود عارضی نا اتفاقیاں ہیں جو آئے دن بورڈ میں
پیش آیا کرتی ہیں تو ہمیں بھی اس سے اتفاق ہے ضرور سکریٹری صاحب کی ذات شیعوں پر
ایسی با اثر ہے کہ اگر وہ چاہیں تو بورڈ میں اختلاف ہو اور ممبران بورڈ کے باہمی اختلافات
ہیں جنکا نتیجہ امروہہ کا نان آفیشل چیرمین سے محروم رہنا ہے ہم مانتے ہیں کہ سکریٹری
صاحب کو پورا دخل ہے جسکے واسطے وہ ہمیشہ گروہ بندی کے حامی رہتے ہیں
ہندو پارٹی میں دو فریق کرا دینا خاص انھیں کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔
شیعہ سنی ممبران کو متفق نہ ہونے دینا اس سے زیادہ آسان ہے کہ شیعہ ممبران
عموماً اور سید محمد حسین خصوصاً ہر معاملہ میں سکریٹری صاحب کے زیر اثر رہتے ہیں
اس پمفلٹ کے ان فقرات کے جواب میں ہمنے اتحاد ۲۲ دسمبر ۱۹ء کی اشاعت
میں عرض کیا تھا کہ آپکو بجائے مذہبی منافرت پھیلانے کے بورڈ کی اصلاح کیجانب توجہ کرنا چاہئے
سید محمد حسین کی جو شکایت کیجاتی ہے وہ ایک حد تک بجا ہے لیکن شیعوں نے انھیں اپنی
طرف سے ممبر منتخب نہیں کیا بلکہ حکام نے محض اس وجہ سے کہ بورڈ میں
شیعوں کی تعداد کم رہی جاتی ہے انھیں سرکاری طور پر ممبر مقرر کر دیا ہے لہٰذا
انکا کوئی فعل شیعوں کے ذمہ نہیں ہو سکتا۔ نیز حکام کا یہ عمل بھی نیک نیتی پر مبنی تھا
انھیں کیا معلوم تھا کہ سید محمد حسین اور سکریٹری میونسپل بورڈ ایک جان دو قالب ہیں
اور محمد حسین کے ممبر ہونے سے سکریٹری کی قوت بڑھکر بورڈ کے فتنوں کو ٹون ہال
سے باہر لیجائیگی۔ غرض ہمارا یہ مضمون ایک تفصیلی مضمون تھا اور ہم نے ہر پہلو سے
تمام باتیں حکام کے گوش گزار کر دی تھیں۔ چنانچہ مسٹر جے ایم چارلس حاکم پرگنہ

بہادر رہے جو چیرمین میونسپلٹی امروہہ بھی ہیں اس مضمون پر ہمنے کہا تھا کہ بورڈ کی اصلاح میں متوجہ ہوں لیکن بجائے اصلاح کے مذہبی فتنے پیدا ہوتے رہے اور اب بورڈ کی نوبت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ ۶ مارچ سنہ ۲۶ء کو چھ سات ہزار اشخاص کا مجمع بالشہدیا پارک میں جمع ہوا اور علانیہ طور پر سکرٹری میونسپل بورڈ اور بورڈ کے خلاف جبکہ بعض ممبران بورڈ بھی موجود تھے اظہار نفرت کے ووٹ پاس ہوگئے۔ اس جلسہ کی کارروائی ۱۶ مارچ کے اتحاد میں درج ہے۔ غرض امروہہ میں شیعہ و سنیوں کے تازہ نفاق کی اصلی وجہ بورڈ کی کشمکش اور سکرٹری صاحب کی ناروا کارروائیاں ہیں۔ اگر امروہہ کے ہندو و مسلمان مصلحان اسطرف توجہ کرتے تو مسلمانوں میں نااتفاقیوں کی نوبت یہانتک نہ پہنچتی۔ مسلمانوں کے لئے علموں میں تخت روکے جانے کا واقعہ کچھ کم عبرت آموز نہ تھا۔ اگر اس موقعہ پر حکیم راحت علی خان جیسا تجربہ کار اور متحمل مزاج اور دوراندیش بزرگ موجود نہ ہوتا تو آج کے روز امروہہ میں خون کے دریا بہہ جاتے۔ حکیم صاحب موصوف نے تخت رکے جانیکے وقت شیعوں کی نوجوان پارٹی کو تحمل سے کام لینے کی تعلیم دی اور وہاں سے ہٹا لائے۔ اس کے دوسرے روز اس موقع پر فریقین کا بڑا اجتماع ہوا۔ پولیس بھی مسلح تھی لیکن سنیوں میں منشی شریف احمد صاحب مختار اور مولوی آل احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ نے اپنے فریق پر بڑا اثر ڈالا اور اسطرف شیعہ مصلحان نے اپنے گروہ کو روکا اور اسطرح بلوہ ہونیکا غرض یہ تمام فتنے ٹون ہال میں پرورش پاکر مذہبی رنگ میں بھڑکتے رہے اور مناظرہ کے لئے فریقین کو آمادہ کرتے رہے۔ عرصہ دراز تک اشتہار بازی ہوتی رہی لیکن یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مناظرہ کے جلسوں میں کوئی بدمزگی نہ ہونے پائی۔ غرض شیعہ و سنیوں کی مخالفت اور مناظرہ کی اصلی وجہ میونسپل بورڈ کے باہمی جھگڑے اور قضیے ہیں۔

حال میں ایک کمیٹی اصلاح بورڈ کے متعلق بنائی گئی ہے۔ لیکن ہمیں توقع نہیں کہ سکرٹری صاحب کی موجودگی میں کوئی اصلاح ہوسکے۔

سید مجاہد حسین جوہر مؤلف

شرائط مجوزہ و مسلمہ برائے مناظرہ میان اہل تشیع و اہل تسنن واقع امروہہ ضلع مرادآباد

(۱) جلسہ مناظرہ حسب ضرورت پندرہ یوم تک منعقد رہے گا۔ اگر ان ایام میں کوئی مسئلہ کسی فریق کی جانب سے باقی رہجائے گا تو اُس کے لئے توسیع میعاد بتراضی طرفین ہوسکتی ہے۔

(۲) فریقین نے یکم دسمبر ۱۹۲۰ء تاریخ مناظرہ مقرر کرلی اور تحریرات بابت تسلیم مناظرہ فریقین نے حاصل کرلیں۔

(۳) فریقین کی تعداد شرکا رجلسہ چار ہزار معیّن ہے جس میں جملہ اقوام مسلم و غیر مسلم کے افراد شامل ہیں۔

(۴) مقام مناظرہ سید سبط رسول صاحب کا مکان تجویز و منظور ہوچکا ہے۔

(۵) فریقین کی جانب سے زائد از زائد دس دس منتظم مقرر ہوں گے۔

(۶) کسی شخص کو دوران مناظرہ میں مناظر سے بولنے کی بہ استثنائے معاونین اجازت نہیں۔ آپس میں شرکار جلسہ طرح گفتگو کرسکتے ہیں کہ شوروغل نہو۔ اور کسی مسئلہ کے موافق یا مخالف طے ہونے پر ایسے کنایات والفاظ جو دوسرے فریق کی دل آزاری کے باعث ہوں استعمال کرنے کی طرفین کے لئے سخت ممانعت ہے۔ اگر کوئی شخص اس شرط کے خلاف ورزی کرے گا تو اُس کو اُس فریق کا منتظم جلسہ سے علیحدہ کردے گا اگر علیحدہ نہ کرے گا تو مناظرہ بند۔ اور اس فریق کی شکست متصور ہوگی۔

(۷) فریقین کی جانب سے تقریریں قلمبند ہوا کریں گی اور محرران فوراً بعد مقابلہ تحریرات ان پر مناظرین طرفین کے دستخط بعد ختم مناظرہ لیکر روزانہ ۸ بجے شب تک مناظرین کے سپرد کر دیا کریں گے - اگر تحریر حوالہ نہ کی جائے گی تو اس فریق کی ہار متصور ہو گی -

(۸) اگر سائل کے جواب دینے میں کسی فریق کو مہلت لینے کی ضرورت ہو تو زائد از زائد تین مرتبہ کُل مدت مناظرہ میں مہلت دیجا سکتی ہے - حصول مہلت کے لئے مناظر کی دستخطی تحریر فریق مقابل کو دیجائے گی - اِس مہلت کی میعاد ایک یوم ہو گی اگر دوسرے دن جواب نہ دیا جائے گا تو اُس فریق کی ہار متصور ہو گی اور مہلت لینے والا فریق اپنا سوال پیش نکر سکے گا بلکہ سائل اوّل ہی دوسرا سوال اسی جلسہ میں پیش کرے گا

(۹) سوال اوّل اہل سنت کی جانب سے ہو گا اور بعد طے ہو جانے اِس سوال کے دوسرا فریق سوال پیش کرے گا اور تا اختتام مناظرہ یہی طریقہ جاری رہیگا -

(۱۰) یوم مناظرہ سے پانچ روز قبل سوالات فریقین ایک دوسرے کو حوالے کر دیں گے اور دستخطی رسید بانیانِ مناظرہ ایک دوسرے سے حاصل کرینگے -

(۱۱) وقت مناظرہ صبح کے ۸ بجے سے ایک بجے تک مقرر کیا گیا ہے اور منتظمین حضرات کو نصف گھنٹہ قبل پہنچنا ضروری ہے -

(۱۲) غیر مذہب کا ایک شخص مسلمہ فریقین صدر جلسہ عربی کا سند یافتہ مقرر کیا جائے گا جسکا بہم پہنچانا فریق شیعہ کے ذمہ ہے اور جسکے فرائض حسب ذیل ہونگے اور جسکے دستیاب ہونے پر فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہو گا اور اگر دستیاب نہو گا تو بغیر اس شرط کے فریقین کو مناظرہ کرنا ہوگا

فرائض صدر جلسہ

(۱) تمام شرائط مناظرہ مسلمہ فریقین کی فریقین سے پابندی کرائے
(۲) کسی مسئلہ کے جواب میں تکرار عبث کے مرتکب مناظر سے ایک تحریری اقرار عجز و مغلوبیت کا لے کر دوسرا مسئلہ شروع کرائے۔
(۳) صدر جلسہ کی فروگزاشت پر منتظمین فریقین کو حق ہے کہ اس کو متنبہ کریں۔
۳ ہر فریق کی جانب سے ایک مستند و مشہور مناظر ہوگا جس کے مستند و مشہور ہونے پر چند معززین شہر کے دستخط ہوں گے اور اس کی شکست و فتح فریقین کے مذہب کی شکست و فتح ہوگی اور مناظر اپنے معاونین سے جن کی تعداد پانچ سے زائد نہ ہوگی مدد لے سکتا ہے۔
(۴) تاوقتیکہ مسئلہ زیر بحث طے نہ ہو جائے دوسرا مسئلہ خلاف زیر بحث پیش نہ ہو سکے گا اگر مناظر صاحب ایسا کریں گے تو اُنکی شکست متصور ہوگی
(۵) مناظر صاحب کا دس بجے تک انتظار کیا جائے گا وہ بھی احتیاطاً و اتفاقاً بعد دس بجے کے جلسہ مناظرہ اس روز برخاست ہو جائے گا اور اُن کی شکست خیال کیجائے گی۔ البتہ اگر کوئی مناظر صاحب کسی خاص معذوری کی وجہ سے تشریف نہ لاسکیں تو اپنا قائمقام مثل اپنی مستند و مشہور مناظر پیش کریں جس کے لئے ایک یوم کی مہلت ہے اور قبل از وقت جلسہ مناظر صاحب کو اپنی معذوری کی وجہ بذریعہ منتظم تحریری دینی ہوگی جس پر ان کے دستخط ثبت ہوں گے
(۶) اگر کوئی ایسا سوال پیش کیا جائے گا جو فریقین میں جائز ہو تو بعد جواز

ثابت کر دینے کے وہ سوال مناظر کی ناواقفیت پر محمول کر کے مسترد کر دیا جائیگا

(۱۷) قرآن شریف کی تفسیر بالرائے نہ ہو گی۔

(۱۸) احادیث مراسل وضعاف سے احتجاج نہ کی جائے گی اور بتصریح علمائے فریقین باب عقائد ضروریہ میں اخبار احاد سے کلیۃً احتجاج ناجائز ہے گو وہ مرسل نہیں بلکہ متصل اور ضعیف نہیں بلکہ صحیح واصح بلکہ معمول بہا ہوں۔

۱۹:- ہر دیانت مستندہ سے من طریق روایت استدلال ہو گا۔

(۲۰) اقوال علمائے مذہب سوائے قول مجتہد وحافظ الحدیث ومحدث معتبر معتبر نہو نگے۔

(۲۱) اعتراضات بہ نہج شرعی ثابت کرنے ہوں گے نہ بنا بر مطاعن عرفی وطبعی کے اور عذر الحاق عبارت کا صحیح نہ ہو گا۔

(۲۲) ہر مسئلہ میں پہلی تقریر کے لئے آدھ آدھ گھنٹہ اور اس کے بعد جبتک بحث ختم نہ ہو دس دس منٹ بہ ضرورت بتراضی طرفین اس میں اضافہ ہو سکے گا۔

(۲۳) بعدان طے شدہ شرائط کے کوئی شرط جدید پیش کرنے کا کسی فریق کو حق نہیں ہے۔ العبد سید محمد عبدالرؤف بقلم خود۔ العبد سید سبط رسول بقلم خود۔

شرائط مندرجہ بالا چھاپکر شایع کی گئیں۔ چونکہ ان شرائط میں جلسہ مناظرہ کی ابتدا یکم دسمبر سے تھی اور یوم مناظرہ سے پانچ روز قبل ایک دوسرے کو اپنے اپنے سوالات دیدینے کی شرط طے ہو چکی تھی لیکن اہل سنت حضرات نے اپنے سوالات دینے کے لئے ایک روز کی مہلت مانگی اور وہ شیعوں کی طرف سے منظور کر لی گئی لیکن دوسرے روز بھی باوجود تاکید اور یاد دہانیوں کے شام تک سوال وصول نہ ہوئے اور پھر شام کو بھی یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ چند سوال

لکھکر بھیجدئے گئے اور بقیہ سوالات کی بابتہ یہ کہا گیا کہ ہمارے فلاں رسالہ میں ہمارے سوالات موجود ہیں حالانکہ یہ بالکل بےقاعدہ تھا انھیں اپنے سوالات ایک علیحدہ کاغذ پر لکھکر اور اُنپر دستخط کرکے دیدینا چاہئیں تھے لیکن ایسا نہیں ہوا بالآخر ۲۷ نومبر کی شام کو بہت سی تاکید اور یاددہانیوں کے بعد اُن کے یہاں سے سوالات وصول ہوئے اب ہم ذیل میں فریقین کے سوالات درج کرتے ہیں۔

سوالات منجانب شیعہ پارٹی

(۱) حدیث اِن اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمٰن میں دو قول ہیں امام مالک منع کرتے ہیں اور امام ذہبی ظاہر معنی پر صحیح فرماتے ہیں تمہارا کیا قول ہے الخ

(۲) خدا قدیم ہے یا حادث اپنی دلیل سے ثابت کرو۔ الخ

(۳) خدا زمین پر آسمان سے اُترتا ہے یا نہیں مع دلیل بتاؤ۔ الخ

(۴) خدا اصحاب نار سے ہے یا نہیں مع دلیل ثابت کرو۔ الخ

(۵) خدا مجسم حقیقی ہے یا نہیں مع دلیل ثابت کرو۔ الخ

(۶) خدا بغیر گناہ کے کسی بندہ کو سزا دیکر عادل رہ سکتا ہے یا نہیں مع دلیل ثابت کرو۔ الخ

(۷) خدا سے من طریق المسافت قرب و بُعد حسی ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۸) غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۹) نماز رو بقبلہ پڑھنی بھی جائز ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۰) نماز بغیر وضو جائز ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۱) عدل باریتعالیٰ کے کیا معنی ہیں اور وہ عادل ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وصلعم کے نسب میں کوئی نقصان یا خرابی تو نہیں ہے مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۳) نبی قبل نبوت مشرک تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۴) نبی اپنے کام کی پروا کرتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ
(۱۵) بعد نبوت نبی نے اصنام کی عبادت کی ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ
(۱۶) نبی اپنے حلقہ سے پھر جاتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ
۱۷ فدک دعوالی مدینہ رسول نے جناب سیدہ کو دیا یا نہیں مع دلیل بیان کرو الخ
(۱۸) حالت جنابت میں رسولؐ نماز پڑھتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ
(۱۹) زمانہ حیض میں آنحضرتؐ اپنی ازواج سے مباشرت کرتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ
(۲۰) آنحضرتؐ اور صحابہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو الخ
(۲۱) آنحضرتؐ کی خشک منی کو کپڑے سے مل کر صاف کرنے پر حضرت عائشہ اکتفا کرتی تھیں یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ
(۲۲) حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ صحیح مرقوم ہے یا نہیں۔
(۲۳) کیا پیغمبر وہ کلام بھی کیا کرتے تھے کہ اگر وہی کلام غیر کرے تو معیوب سمجھا جائے۔
(۲۴) نبیؐ نے اپنا خلیفہ بنایا یا نہیں۔
(۲۵) شرائط امامت وخلافت کیا ہیں بہ نص شرعی بیان کیجئے۔
(۲۶) حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ صحیح ومحتج بہ ہے یا نہیں۔
(۲۷) حدیث الائمہ اثنا عشر متواتر ہے یا مستفیض اور وہ بارہ کون ہیں۔
(۲۸) اجماع سابق اولیٰ ہے اُس اجماع سے جو پہلے کا منافی ہے یا یہ منافی اجماع مع دلیل بیان کرو۔
(۲۹) اجماع کیا چیز ہے اور وہ حجت ہے یا نہیں اس میں دلیل شرعی کیا ہے۔
(۳۰) ایمان کم وبیش ہوتا ہے یا نہیں۔

(۳۱) امام حسین کا قاتل اور قتل کا حکم دینے والا کافر ہے یا نہیں۔
(۳۲) تمام اولیا اوصیا کو موت علی الایمان پر یقین کیونکر ہو سکتا ہے۔
(۳۳) شراب نبیذ کو جو شخص حلال کر دے وہ کافر ہے یا نہیں۔
(۳۴) منکر خبر احاد کافر ہے یا مسلمان مع دلیل بیان کرو۔
(۳۵) حدیث بشارت مبشر بالجنۃ خبر۔ احاد ہے یا نہیں۔
(۳۶) اعملوا ما شئتم خبر۔ احاد سے ہے یا نہیں۔
(۳۷) محارم سے بعد نکاح کے زنا کرنے پر حد شرعی کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کا کیا قول ہے۔
(۳۸) وطی موضع مکروہ زنا اور قوم لوط کا عمل کرنے والے کو سزا دیجائیگی یا نہیں۔
(۳۹) بیعت جائزین یقیناً جائز ہے یا نہیں
(۴۰) گناہ صغیرہ و کبیرہ بغیر توبہ کئے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں اور کیوں۔
(۴۱) اعمال صالح پر ثواب و اجر موقوف ہے یا نہیں۔
(۴۲) ضب یعنی گوہ کے کھانے کی اجازت شارع نے دی ہے یا نہیں۔
(۴۳) نبی نے مصلیین اہل قبلہ پر لعنت کرنے کا کیا حکم فرمایا ہے۔
(۴۴) سور کی چربی حلال ہے یا نہیں۔
(۴۵) نقض سنت نبی جائز ہے یا نہیں۔
(۴۶) رائے اور اجتہاد سے سنت کی اصلاح کرنا جائز ہے یا نہیں اور کیا دلیل ہے
(۴۷) جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور قبل موافقت مر جائے پس وہ اُس کی زوجہ ہے یا نہیں۔
(۴۸) احراق قرآن جائز ہے یا نہیں اور سنت خلفاء پر قرآن مسلمانوں کو جلانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴۹) اجتہاد صحابہ باعیانہم اذن شارع سے ہے یا امر اختراعی ہے اور دلیل کیا ہے۔

(۵۰) مسئلہ قیاس میں کوئی دلیل سمعی ہے۔

(۵۱) تفضیل صحابہ امر ظنی ہے یا عقلی یا سماعی۔

(۵۲) مسئلہ عدالت صحابہ کلہم من جہتہ النص ہے یا محض حسن ظن

(۵۳) افضل الاعمال ایمان کے بعد کیا ہے اور اس کے منحرف کے لئے کیا حکم ہے مع دلیل بیان کرو۔

(۵۴) مجاہد کے لئے محض لشکر میں شامل ہونا ہی کافی ہے یا تلوار سے جہاد کرنا بنفسہ اسکی کیا دلیل ہے۔

(۵۵) عسب الفحل کی بابتہ کیا نہی وارد ہوئی ہے اس کا جواز بنا بر فتویٰ جائز ہی یا نہیں

(۵۶) کتے اور بلی کی قیمت شرعاً جائز ہے یا نہیں یا بنا بر فتوے کے جائز ہوسکتی ہی

(۵۷) جو زنا پر مجبور کیا جائے اس پر شرعاً حد جاری ہوگی یا نہیں۔

(۵۸) بوریہ کی سجدگاہ پر نماز جائز ہے یا نہیں اور اس کے خلاف اپنی رائے سے عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۵۹) اجتہاد کا جواز خلاف نص کے ہے یا جواز اس کا بہ نص ہے۔

(۶۰) چوری کرنا مال غیر کا کسی خاص صورت میں جائز ہے یا نہیں تشریح کیجئے۔

(۶۱) جنگ صفین و جمل میں بمقابل ابن ابیطالب کے خروج کرنا موجب بغاوت ہی یا نہیں۔

(۶۲) حکم رجم کا مجنونہ زانیہ پر بغیر علم شریعت کے داخل اجتہاد ہے یا نہیں اور حاکم اس کا مجتہد ہوگا یا نہیں۔

(۶۳) رسول صلعم کو گالیاں دینے والے کافر ذمی کا عہد ٹوٹ جائیگا یا نہیں۔

(۶۴) آپ خلفاء ثلثہ کو خلفاء راشدین کسی دلیل سمعی سے ثابت کر سکتے ہیں یا نہیں

اگر کر سکتے ہیں تو کیجیے۔

(۶۵) جناب فاطمہ کو رسول اللہ کا ورثہ کس بنا پر نہیں دیا گیا۔

(۶۶) ام المومنین عائشہ حضرت عثمان کی نسبت اقتلو نعثلا قتل اللہ نعثلا فقد کفر جو فرماتی تھیں آیا حضرت عثمان اس قابل تھے یا وہ صدیقہ نہ تھیں۔

(۶۷) طلحہ و زبیر اور حضرت عثمان تینوں کو عشرہ مبشرہ میں شمار کیا جاتا ہے اور طلحہ و زبیر دونوں قتل عثمان میں کمال ساعی تھے آیا یہ دونوں آیہ من قتل مومنا متعمدا الخ کے مصداق ہوئے یا نہیں۔

(۶۸) اگر عورت منتہائے مشرق اور مرد منتہائے مغرب میں ایک سال کی مسافت پر رہتے ہوں اور بذریعہ وکلا ان کا نکاح پڑھا دیا جائے اور چھ مہینے میں اس عورت کے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ حلالی ہے یا حرامی۔

(۶۹) نکاح ہو گیا اور رخصتی ابھی نہیں ہوئی (یعنی زن و شوہر نے ایک دوسرے کی صورت تک نہیں دیکھی) اور یہاں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچہ حلالی ہے یا حرامی۔

(۷۰) اگر انگلی پر گندگی یعنی نجاست لگ جائے تو تین مرتبہ چاٹ لینے سے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(۷۱) جناب خلیفہ ثانی بعد حرمت خمر شراب پیتے رہے یا نہیں۔

(۷۲) اگر شراب کی تیزی کسی قدر پانی ملا کر کم کر دی جائے تو اس کا پینا جائز ہے یا نہیں اور حضرت عمر اس طرح تیزی کم کر کے شراب پیتے تھے یا نہیں۔

(۷۳) قرآن کو پیشاب یا خون سے جلد میتہ یعنی مردار کی کھال پر بنظر شفا لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۷۴) کسی چوپایہ یا زن خفتہ یا مردہ سے مجامعت کی جائے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب ہے یا نہیں۔

(۷۵) خلافت منصوصہ زیادہ باوقعت ہے یا وہ خلافت جو دو چار آدمیوں کے اجماع سے ہو۔

(۷۶) زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے یا نہیں۔

(۷۷) اگر کوئی شخص کسی کی عورت کو لے بھاگے اور قاضی کے سامنے دو جھوٹے گواہ پیش کر دے اور قاضی اُس کے حق میں (یعنی سے بھاگنے والے کے حق میں) فیصلہ کر دے تو وہ عورت ظاہر و باطن میں اُس بھگانے والے پر حلال اور شوہر اصلی پر حرام ہو جائے گی یا نہیں۔

(۷۸) اگر عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر حالتِ صوم میں مجامعت کیجائے اور انزال نہو تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں اور غسل واجب ہوگا یا نہیں۔

(۷۹) اگر نماز میں بجائے سلام کے ارادۃً گوز صادر کریں تو نماز ہوگی یا نہیں اور اگر بلا ارادہ گوز صادر ہو جائے تو اُس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۸۰) پیش نماز یا امام جماعت بننے کے جب کئی شخص دعویدار ہوں تو اُن کے انتخاب میں کن کن باتوں کا لحاظ کیا جائے گا۔

(۸۱) رسول اللہ صلعم نے حضرت ثلثہ کو اسامہ بن زید کے ماتحت دے کر جیش اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا یا نہیں اور یہ حضرات اسامہ کی ماتحتی میں گئے یا نہیں۔

(۸۲) حضرت شیخین رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے یا نہیں۔

(۸۳) کیا ضرورت واقع ہوئی کہ حضرت عمرؓ جناب حذیفہ سے پوچھا کرتے "کہ رسول اللہ نے میرا نام تو اُن منافقوں میں نہیں لیا جنہوں نے عقبہ کے موقع پر رسول اللہ کے اونٹ کو بھڑکایا تھا۔

(۸۴) مکرر سہ کرر اقرار کرنے کے بعد جن لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر خاص اسی امر پر بیعت کی تھی کہ اب نہیں بھاگیں گے اور وہ پھر بھاگے تو وہ کس حکم میں ہیں۔

(۸۵) مذہب حنفی میں کسی موقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے یا نہیں۔

(۸۶) کیا لعن و تبرا کے معنی گالیاں دینے کے ہیں اگر نہیں تو لعن و تبرا کے کیا معنی ہیں اور کسی بُرے پر لعنت کرنا یا اُس سے تبرا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۸۷) کیا حضرت ابو بکر گلیہ (یعنی گالی دینے والے تھے یعنی وہ لوگوں کو گالیاں بہت دیا کرتے تھے۔

(۸۸) صحیح مسلم میں جو لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حذیفہ سے فرمایا کہ میرے بعد ہی شیاطین مالک شریعت کے مالک بنجائیں گے جو لوگوں کو راہ راست سے بھٹکا کر ضلالت میں پھنسائیں گے آیا وہ شیاطین مالک شریعت کے مالک ہوئے یا نہیں اگر ہوئے تو وہ کون تھے (نام بتاؤ) نیز حذیفہ نے حضرت رسولؐ سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم شر میں تھے اس کے بعد خدا نے ہمیں خیر عطا فرمائی کہ حضور کا زمانہ آیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے حضرت نے فرمایا ہاں اس خیر کے بعد شر ہے پس بتایا جائے کہ حذیفہ کی حیات میں رسول اللہ صلعم کے بعد کونسا زمانہ شر کا ہوا۔

(۸۹) سورۂ تحریم میں جن دو عورتوں پر عتاب نازل ہوا ہے وہ کون ہیں۔

(۹۰) مشارق الانوار میں صحیحین (یعنی بخاری و مسلم) سے لکھا ہے کہ مومن کو مومن سے تین دن سے زیادہ مہاجرت نہیں کرنی چاہئے اور جناب فاطمہؑ نے جبکہ حضرت ابو بکر سے ناراض ہوئیں تا دم انتقال جو بروایت بخاری چھ ماہ بعد ہوا کلام نہیں کیا اور مہاجرت اختیار کی تو دونوں میں کون مومن رہا۔

(۹۱) رسول اللہ صلعم کا ابو بکر سے فرمانا کہ اے صدیق تم میں شرک چیونٹی کی چال کی طرح مخفی ہے کیا معنی رکھتا ہے۔

(۹۲) ذکر امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہم السلام سے بعض صحابہ جلتے تھے یا نہیں اور کیوں۔

سوالات منجانب اہل سُنت

(۱) کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔

توضیح:- ایمان بالقرآن کے دو مطلب ہیں اور دونوں مُراد ہیں۔ دونوں کا ثبوت مطلوب ہے۔

(ا) اس بات پر ایمان کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کے یہاں سے اُتری تھی۔

(ب) اس بات پر ایمان کہ قرآن موجودہ بے کم وکاست بے تغیر و تبدل وہی قرآن ہے جس کو حضرت محمد صلعم کتاب اللہ فرماتے تھے۔

(۲) کیا شیعوں کا ایمان حضرت محمد صلعم کی نبوت و رسالت پر ہے یا ہو سکتا ہے۔

(۳) کیا شیعہ اپنے اصول مذہب اور اپنی کتاب معتبرہ کی رو سے بتا سکتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ نے کس دین کی تعلیم دی اور یہ کہ وہ دین مذہب اہل سُنت تھا یا مذہب شیعہ۔

(۴) کیا شیعہ اپنے مذہب کی رو سے یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت علی کا خصوصاً اور باقی ائمہ کا عموماً کیا مذہب تھا اور یہ کہ انھوں نے خلق اللہ کو کس دین کی تعلیم دی تھی۔

(۵) کیا شیعہ کسی دلیل عقلی و نقلی سے یہ بتا سکتے ہیں کہ آل رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ کون تھے اور نہ بتا سکنے کی صورت میں کیا وہ محب اور پیرو اہل بیت و آل رسولؐ کہے جا سکتے ہیں۔

(۶) کیا شیعہ اپنی کتب کی رو سے اپنا محب آل رسولؐ ہونا ثابت کر سکتے ہیں اور کیا اُن کے علما معتبرین نے آل رسول۔ عترت نبی کی دشمنی کا اقرار نہیں کیا۔

(۷) کیا قاتلان حسینؑ شیعہ و شیعوں کے پیشوا نہ تھے۔ کیا اُن کی کتب میں اس کا کافی ثبوت نہیں ہے۔

(۸) کیا شیعوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خدا کو جاہل ماننا ضروریات مذہب شیعہ سے ہے اور کیا عقیدۂ بداء کے متلزم جہل باری تعالیٰ ہونے کی تصریح اُن کے مجتہد صاحب نے نہیں کی۔

(۹) کیا جھوٹ بولنا اور وہ بھی بے ضرورت مذہب شیعہ میں عبادت عظمیٰ اور فریضہ کبریٰ نہیں ہے۔

(۱۰) کیا کتب معتبرہ شیعہ میں حضرت علی مرتضیٰ پر دیوثیت کا الزام نہیں لگایا (معاذ اللہ)

(۱۱) مومنین کی صف اول کے مجروح ہو جانے اور قرن اول میں تقیہ مفروضہ شیعہ کا وجود تسلیم کرنے کے بعد دوسرے لوگوں تک اسلام پہنچنے کا باوثوق ذریعہ کونسا رہا۔

(۱۲) جناب امیرؑ اور ائمہ مابعد کا ایمان قرآن و رسولؐ پر بروایت شیعہ حسب اصول شیعہ کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔

(۱۳) جناب امیرؑ کی خلافت بلافصل ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہونے کی ضرورت ہے کہ اُس کو داخل ایمان تسلیم کیا جائے۔

(۱۴) جناب امیرؑ کے مجموعہ اقوال سے حقیت مذہب سنت ثابت ہوتی ہے یا حقیت مذہب شیعہ۔

واقعہ یکم دسمبر ۱۹۳۰ء امروہہ

یکم دسمبر کو صبح کے ۷ بجے سے سید سبط رسول صاحب کے مکان میں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ یہ مکان نہایت وسیع ہے۔ اس کا بلند و وسیع چبوترہ مناظرین اور عام لوگوں کی نشست کے لئے ترتیب دیا گیا تھا۔

شرق و غرب میں ایک دوسرے کے سامنے چوکیوں پر فرش تھا اور
اُسپر فریقین کے علماء و مناظرین اپنی اپنی سمت میں فروکش تھے۔ چبوترہ پر
اور اُس سے نیچے صحن میں بھی فرش موجود تھا جسپر عام لوگ بیٹھے تھے
اِن دونوں فریق کی شناخت کے لئے ایک حدو میان میں رسیاں باندھکر
قائم کردی گئی تھی تاکہ جس فریق کا کوئی شخص جلسہ میں آئے وہ اپنے فریق میں بیٹھ سکے
اہل ہنود کی ایک جماعت بھی مناظرہ میں تشریف لائی تھی اور اُن کی نشست کیلئے
دونوں فریق کے درمیان کی جگہ اِن رسیوں کے درمیان مقرر کی گئی تھی اور یہ
حضرات اسی مقام پر فروکش تھے۔
چبوترہ کے وسط میں ایک چھوٹی سی میز اور اُس کی برابر کرسی عدد نشین صاحب کی
نشست کے لئے رکھی گئی تھی اور صدر نشین صاحب اپنی جگہ پر فروکش تھے۔
آج کے جلسہ میں فریقین کی مجموعی تعداد تخمیناً ڈیڑھ ہزار کے قریب تھی جس میں
پانسو شیعہ اور باقی اہل سنت حضرات تھے۔ فریقین کے بڑے ہوئے اور پہچوہر
علماء و مناظرین میں حسب ذیل حضرات قابلِ ذکر ہیں۔

اہل سنت حضرات کے علماء و مناظرین

مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی۔ مولانا حافظ عبد الرحمن صاحب مدرس اعلےٰ
مدرسہ اسلامیہ امروہہ۔ مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی۔ مولانا معظم علی صاحب
مرادآبادی۔ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ مولانا عبد الحکیم صاحب لکھنوی۔

شیعہ علماء و مناظرین

جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ ممتاز الافاضل صدر الافاضل۔ مولانا الحاج حکیم
سید مقبول احمد صاحب دہلوی۔ مولانا محمد سجاد صاحب لکھنوی۔

ان کے علاوہ مولانا سید محمد رضا صاحب بھی تشریف لے آئے تھے لیکن بوجہ علالت جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔

۹ بجے کے قریب حکیم اسرار الحق صاحب نے اہل سنت حضرات کی جانب سے مولانا خلیل احمد صاحب کو اپنے فریق کے لئے اپنا صدر منتخب کر کے اسکا اعلان کیا اور شیعہ حضرات سے درخواست کی کہ آپ بھی اپنے لئے انہوں میں سے کسی صاحب کو صدر منتخب فرمائیے چنانچہ جناب صدر الافاضل مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ شیعوں کی طرف سے صدر مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد حکیم اسرار الحق صاحب نے اہل سنت حضرات کی جانب سے تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اعلان مجوزہ و مسلمہ فریقین کی رو سے ایک غیر مذہب کا شخص صدر جلسہ ہونا چاہیے تھا جسکا فراہم کرنا شیعہ حضرات کا فرض تھا لیکن وہ اس وقت تک کسی ایسے شخص کو دستیاب نہیں کر سکے لہذا بغیر حکم اور صدر کے مناظرہ کا افتتاح کیا جاتا ہے حالانکہ یہ واقعہ بالکل غلط تھا۔

مولوی کالیچرن صاحب ساکن بلند شہر اپنی اس جگہ پر جو صدر کے لئے مقرر کی گئی تھی کرسی پر فروکش تھے اور یہ اک ایسی عام کھلی ہوئی جگہ وسط چبوترہ میں تھی کہ ہر شخص بخوبی دیکھ رہا تھا۔ گویا وہ فریقین کے بہت قریب اپنی کرسی پر موجود تھے۔ البتہ یہ ضرور تھا کہ اہل سنت حضرات کو ان کی صدارت کے لئے کوئی اطلاع باضابطہ اس وقت نہیں دی گئی تھی۔

اس تقریر پر سید مسیح الحسن صاحب وکیل نے شیعوں کی طرف سے تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ مولوی کالیچرن صاحب جو اس وقت سب کے سامنے بیٹھے ہیں عربی کے سند یافتہ ہیں اور غیر مذہب ہیں اور یہی صدر ہیں۔ جس کے جواب میں حکیم اسرار الحق صاحب نے ان کی صدارت تسلیم کرنے سے انکار کیا اور قواعد

مقررہ کی دفعہ ۱۲ پڑھکر سُنائی جو یہ ہے۔

دفعہ ۱۲۔غیر مذہب کا ایک شخص مسلمہ فریقین صدر جلسہ عربی کا سند یافتہ مقرر کیا جائے گا جسکا بہم پہنچانا فریق شیعہ کے ذمہ ہے اور جس کے فرائض حسب ذیل ہوں گے اور جس کے دستیاب ہونے پر فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہوگا اور اگر دستیاب ہوگا تو بغیر اس شرط کے فریقین کو مناظرہ کرنا ہوگا۔

اس بحث نے بہت طول پکڑا۔اہل سنت حضرات کی جانب سے کہا جاتا تھا کہ موجودہ صاحب اس وجہ سے پریسیڈنٹ نہیں ہو سکتے کہ وہ مسلمہ فریقین نہیں ہیں شیعوں کی طرف سے اسکا جواب یہ دیا جاتا تھا کہ دفعہ ۱۲ کی رو سے ہمارا یہ فرض تھا کہ ہم صدارت کے لئے کسی ایسے شخص کو دستیاب کریں جو غیر مذہب ہو اور عربی کا سند یافتہ بھی ہو۔اب اس دفعہ کی رو سے جبکہ اس میں طے ہوا ہے کہ ایسے شخص کے دستیاب ہونے پر فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہوگا اور جب آپ تسلیم کرلیں گے تو وہی مسلمہ فریقین ہو جائے گا۔

اہل سنت حضرات کی طرف سے مسلمہ فریقین پر زور دیا جارہا تھا اور ادھر سے یہ کہا جاتا تھا کہ ہم جس شخص کو بھی آپ کے سامنے پیش کریں گے اس سے آپ برابر انکار کرتے رہیں گے اور ہمارا ہزار ہا روپیہ اس تلاش میں خرچ ہوتا رہیگا سید مسیح الحسن صاحب نے اس موقع پر نہایت عمدگی سے اس امر کو ثابت کیا کہ اس دفعہ میں اس شق کے لگانے کی کیا ضرورت تھی کہ فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہوگا اس دفعہ کا یہی مطلب ہے کہ شیعہ حضرات ایک ایسے شخص کو دستیاب کریں اور جب وہ دستیاب ہو جائے تو اہل سُنت کو اُسے صدر تسلیم کرنا ہوگا۔ اور تسلیم کرنے پر وہ مسلمہ فریقین ہو جائے گا۔

سید مسیح الحسن صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ اصل واقعہ بھی یہی ہے چنانچہ سید

سبط رسول صاحب جنھیں مناظرہ کی دعوت دی گئی تھی اسٹیج پر کھڑے ہوئے اور انھوں نے فرمایا کہ سید معظم حسنین و مولوی سید عبدالروف صاحبان اور شیخ ثمر الدین صاحب موجود ہیں ان سے دریافت کیا جائے۔

یہی واقعہ ہے اور اسی وجہ سے ضابطہ میں میں نے یہ فقرے لکھا بھی لئے تھی کیونکہ جب میں نے صدر کے لئے زیادہ زور دیا تو انھوں نے فرمایا کہ صدر کو اگر آپ دستیاب کر سکتے ہیں تو آپ دستیاب کریں اس کا بار آپ پر ہو گا لیکن جب میں نے اُن کے جواب میں یہ کہا کہ میں خرچ کثیر کر کے کسی ایسے شخص کو تلاش کر بھی لایا اور پھر آپ نے اس سے انکار کر دیا تو میں اپنا ہزار ہا روپیہ اسی طرح خرچ کرتا رہونگا جس کے جواب میں ان حضرات نے فرمایا تھا کہ نہیں ہم اسے تسلیم کریں گے اور وہی شخص مسلمہ فریقین ہو گا چنانچہ میں نے اسی وجہ سے دفعہ ۲ الکھوا کر ان کے دستخط کرا لئے تھے اب ایسی حالت میں انکار کرنا اقرار کے خلاف ہے۔

میں ان حضرات کے سامنے یہ بھی کہتا ہوں کہ جب صدر کی تلاش کے لئے ان سے ساتھ چلنے کو کہا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم اسٹیشن پر مل جائیں گے لیکن یہ اسٹیشن پر نہ پہنچے۔

سید سبط رسول صاحب کے ان فقروں کا کوئی جواب ثمر الدین و مولوی سید عبدالروف صاحبان کی طرف سے نہیں دیا گیا بلکہ ان فقروں پر بالکل خاموشی اختیار کی گئی سید معظم حسنین صاحب نے بعض فقروں کو تسلیم کیا اور بعض سے لاعلمی ظاہر کی غرض یہی بحث ہوتی رہی۔ سید مسیح الحسن ہر طرح دفعہ ۱۲ کا مطلب سمجھاتے تھے لیکن دوسری طرف سے وہی جواب ملتا تھا ان دونوں حضرات کی تقریروں کا خلاصہ کلام یہ تھا۔

حکیم اسرار الحق صاحب: چونکہ آپ مسلمہ فریقین کسی شخص کو نہیں لائے لہذا ہم انھیں صدر نہیں بنا سکتے۔

سید مسیح الحسن صاحب: ہمارا فرض تھا کہ ہم شرط کی موافق اپنے فرض کو ادا کریں۔ ہم نے یہ خرچ بھی برداشت کیا اور صدر کو دستیاب کر کے اُسے پیش کر دیا اب آپ کو شرط کی پابندی کرنا چاہئے۔ لفظ ہوگا سے مراد یہی ہے کہ ایسے شخص کے دستیاب ہونے پر آپ کو تسلیم کرنا ہوگا۔

حکیم اسرار الحق صاحب: میں تسلیم کرتا ہوں کہ اخراجات کے ساتھ تمام کوششیں بھی آپ کے ذمہ تھیں جنہیں پوری طرح آپ نے ادا کیا۔ لیکن

سید مسیح الحسن: اس بحث میں بہت طوالت ہو رہی ہے اس وقت غیر مذہب کے بہت سے حضرات موجود ہیں اُن سے اس معاملہ میں دریافت کیجئے۔ علاوہ بریں جب ہم نے کہا تھا کہ ہم صدر کی تلاش کے لئے جاتے ہیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلئے تو آپ کیوں نہ گئے حالانکہ سید معظم حسین صاحب نے اسٹیشن پر پہنچنے کے لئے کہہ دیا تھا۔

حکیم اسرار الحق: چونکہ یہ طریقہ بالکل خلاف ہے۔ بارہویں شرط میں یہ الفاظ نہیں ہیں جبکہ ہمیں انھیں صدر بنانا منظور نہیں ہے پھر کیوں دوسروں سے پوچھا جائے لہذا بلا صدر کے مناظرہ ہوگا۔

سید مسیح الحسن: جبکہ صدر دستیاب کر دیا تو بلا صدر کے مناظرہ کس طرح ہو سکتا ہے اگر آپ جلسہ کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں تو اپنی تحریر دیجئے آج کا جلسہ ملتوی کیا جائے۔ ہم نے بڑا بار دستیابی کا اپنے ذمہ لیا تھا ہم اگر دس آدمیوں کو دستیاب کر کے لائیں گے تو آپ اُن سب سے انکار کرتے رہیں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ صدر کے واسطے دو شرطیں تھیں کہ ایک تو وہ غیر مذہب ہو

دوسرے عربی کا سند یافتہ ہو جب دونوں شرطیں پوری ہیں تو پھر کسطرح آپ اُسے منظور نہیں کرتے۔

حکیم اسرار الحق:۔ جب آپ دس کو لاتے تو کیا ہمیں اُن دسوں کو تسلیم کرنا پڑتا۔

سید مسیح الحسن:۔ غرض ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا اب آپ اپنا فرض ادا نہیں کرتے۔

حکیم اسرار الحق:۔ چونکہ آپ مسلّمہ فریقین کسی شخص کو نہیں لائے لہذا اِس صدر کو ہم تسلیم نہیں کرتے۔

بالآخر یہ قرار پایا کہ دونوں فریق کے صدر اس معاملہ کو آپس میں بیٹھکر طے کریں۔ چنانچہ جناب مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ اہل سنت حضرات کے اسٹیج پر تشریف لے گئے اور وہاں گفتگو ہوتی رہی لیکن معاملہ طے ہونا تھا نہ ہوا۔ مولانائے ممدوح واپس آئے اور اب یہ کہا گیا کہ سید سبط رسول صاحب و سید معظم حسین صاحب نے باہم یہ طے ہوا ہے کہ یہ مناظرہ نتیجہ خیز ہو لہذا معاملہ کو طے کرنا چاہئے اور آخر کار باہم مندرجہ ذیل تحریر لکھی گئی۔

صدر جلسہ کو حسب شرط مطبوعہ شرائط کے نتیجہ میں حق و باطل کے فیصلہ کرنیکا کوئی حق نہ ہوگا البتہ کسی خاص بحث پر کسی مناظر کے تکرار عبث پر عجز و مغلوبیت کا اقرار تحریری لینے کا اختیار ہوگا۔

چنانچہ اس تحریر کی تین نقلیں کی گئیں اور تینوں پر فریقین کے دستخط اور صدر صاحب کے دستخط ثبت ہو گئے اور ان میں سے ایک فریق شیعہ کو اور ایک فریق اہل سنت کو اور ایک مولوی کاظم حسن صاحب صدر کو دی گئی گویا تمام کارروائی مکمل ہو گئی۔

اس وقت ہر شخص کے چہرہ سے خوشی کے آثار نمایاں تھے کہ اب مناظرہ شروع

ہو جائے گا۔ کہ صدر نشین صاحب سے اہل سُنّت حضرات نے اُن کی سند طلب کی یہ سند مدرسۃ العلوم لاہور کی دی ہوئی اور چھپی ہوئی تھی لیکن اس کی جانچ پڑتال میں اہل سُنّت حضرات نے بہت بڑا وقت لیا اور بالآخر پھر وہی مسئلہ جو طے ہو کر تحریر ہو گیا تھا اور جس پر فریقین نے اپنے اپنے دستخط کر کے ایک دوسرے کو دیدیا تھا اور ایک نقل صدر صاحب کو بھی دیدی گئی تھی پھر بحث میں لایا گیا اور کہا گیا کہ ہم اِن صدر صاحب کو تسلیم نہیں کرتے اور اب ان کی بابت یہ عذر پیش ہوا کہ چونکہ صدارت کی قابلیت ان میں نہیں ہے کہ ہمارے معاملات پر فیصلہ دے سکیں یا ہمارے معاملات کو سمجھ سکیں لہٰذا ہم انھیں تسلیم نہیں کر سکتے۔ البتہ صدر صاحب اپنی سند کی عبارت پڑھیں عربی سے ترجمہ کر کے سنائیں۔ اس کے جواب میں صدر صاحب نے خود اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر بیان کیا کہ چونکہ میرا امتحان لیا جاتا ہے میں اس شرط پر امتحان دینے کے لئے آمادہ ہوں کہ امتحان لینے والوں میں سے ایک صاحب میرے سامنے آئیں اور وہ اپنی عبارت مجھے دیں میں اس کا عربی ترجمہ کروں گا اور سب کو سناؤں گا میں بھی انھیں ایک اردو کی عبارت لکھ کر دیتا ہوں وہ اسکا عربی میں ترجمہ لکھکر سنائیں۔ اس پر اہل سُنّت حضرات کی طرف سے کہا گیا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن صدر صاحب نے فرمایا کہ اس وجہ سے اس کی ضرورت ہے کہ میں بھی تو سمجھ لوں کہ جو صاحب میرا امتحان لینا چاہتے ہیں اُن میں خود بھی عربی ترجمہ کرنے کی اور عربی سمجھنے کی قابلیت موجود ہے یا نہیں۔

غرض پھر اسی سبجکٹ پر بحث شروع ہو گئی اور پھر اہل سُنّت حضرات کی طرف سے مولوی معظم علی صاحب نے ایک تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب مُراد آباد۔ دہلی۔ لاہور۔ دیوبند۔ لکھنؤ۔ میرٹھ وغیرہ وغیرہ میں عربی کے

اسکول موجود ہیں تو اس خاص مدرسے کے سند یافتہ کا دستیاب کر لینا اور ایسے شخص کا دستیاب کر لینا جو اپنی عربی کی سند بھی نہیں پڑھ سکتا کیا معنی رکھتا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا جو فریقین کے مناظرین سے اعلیٰ قابلیت رکھتا ہوتا۔ جس کے جواب میں سید مسیح الحسن صاحب نے فرمایا کہ شرائط مقرر کرتے وقت کیوں نہیں ایسا قرار دیا گیا کہ صدر جلسہ ایسا شخص ہونا چاہیئے جو مناظرین سے زیادہ قابلیت رکھتا ہو نیز ان مدرسوں کا پاس شدہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے اور نہیں ملا اگر ملتا تو پیش کیا جاتا۔

مولوی معظم علی صاحب: میرا یہ مطلب نہ تھا کہ ایسی قابلیت کا شخص ہو جو مناظرین سے زیادہ قابل ہو بلکہ اتنا تو ہو کہ اُن کے مطالب کو سمجھ سکے۔

سید مسیح الحسن صاحب: امتحان لینے کی شرط کب تھی۔

مولوی معظم علی صاحب (خلاصہ تقریر یہ) یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں باگ دیدی جائے جو شریعت اسلامیہ کے دائرہ سے باہر ہو۔

سید مسیح الحسن صاحب: میں آپ کے سامنے اس وقت لکھنؤ کے مناظرہ کا چھپا ہوا رسالہ جو مولوی عبدالشکور صاحب اور وہاں کے شیعوں سے ہوا تھا پیش کرتا ہوں اس کو ملاحظہ فرمائیے چھپا ہوا ہے۔ اس مناظرہ میں جگت پرشاد صاحب صدر تھے جو ہندو تھے۔ اور باوجود اس کے کہ عربی بالکل پڑھے ہوئے نہ تھے صدر تجویز کئے گئے۔ بہر حال جو ہمارا فرض تھا ہم نے اُسے انجام دیا اور اُس سے سبکدوش ہو گئے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ بلا صدر کے جلسہ ہو۔

مولوی معظم علی صاحب: آپ رات تک اور کوشش کیجئے اگر رات تک صدر دستیاب نہ ہوگا تو بغیر صدر کل مناظرہ ہوگا۔

سید مسیح الحسن صاحب:- آپ ان صدر کو تسلیم نہیں کرتے تو ایک تحریر اسی مضمون کی دیدیجئے۔

اس کے بعد جلسہ ساکت رہا اور سید معظم حسنین صاحب داعیٔ مناظرہ اپنے علما کے مشورہ سے ایک تحریر لکھکر لائے لیکن اس کے قبول کرنے سے شیعہ حضرات کو اس وجہ سے عذر رہا کہ اس میں مجمل عبارت تھی اور اس طرف سے یہ خواہش کی گئی کہ جلسہ کی خلاصہ حالت کہ کس وجہ سے ان صدر کو منظور نہیں کیا جاتا اور جو کیفیت پیش آئی ہے وہ لکھدیجئے تاکہ صدر نشین صاحب کی ذات پر جو حملہ ہوا ہے وہ بھی صاف ہو جائے اور ہر وہ شخص جو اس جلسہ میں موجود نہیں ہے آپ کی اس عبارت کا مطلب سمجھ سکے کہ یہ کس موقعہ پر اور کس مصلحت سے لکھی گئی تھی لیکن سُنی حضرات کی طرف سے انکار رہا۔

اس تحریر کا مطلب یہ تھا کہ جو صاحب صدر تجویز کئے جا رہے ہیں اُن کی سند اصلی معلوم نہیں ہوتی اس کے جاننے کے لئے یہ مناسب تھا کہ وہ خود آ کے پڑھکر سُنا دیں جس کے لئے وہ تیار نہیں ہیں۔

اس تحریر کی بابت اوّل تو صدر نشین صاحب کے نام کے اضافہ کو کہا گیا جسے سُنی حضرات نے تسلیم کر لیا لیکن اس کے متعلق واقعات کے اندراج سے انھوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد مولانا سید محمد سجاد صاحب لکھنوی نے تقریر کی جو تمام باتوں پر حاوی تھی اور جس سے عام حاضرین کے قلب پر عجیب اثر کیا لیکن اہل سنت حضرات کی طرف سے وہی جواب دیا گیا۔ اب صدر نشین صاحب خود کھڑے ہوئے اور انھوں نے فرمایا کہ اہلِ سُنت حضرات کی طرف سے حق کو بالکل چھپایا جا رہا ہے میں نے جو اُن سے فیصلہ دینے کے متعلق سوٴال کیا تھا وہ اس کو نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے خلاف تقریریں

کررہے ہیں بعدہٗ مولانا سید محمد سجاد صاحب نے پھر تقریر کی۔ غرض یہ تمام بحث و مباحثہ اس طرح ختم ہوا کہ سید سبط الحسن صاحب جعفرانے فرمایا کہ اچھا ہم منظور کرتے ہیں کہ پانچ پانچ اشخاص فریقین کے بیٹھکر آج شام تک صدر کے لئے کوئی تجویز کرلیں۔ مناظرہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مناظرہ بند کرکے کسی ایک فریق کا فرار دکھایا جائے۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

۲ر دسمبر ۱۹۲۶ء

کل جلسہ کے بعد فریقین کی اُس کمیٹی نے جو پانچ پانچ اشخاص کی بیٹھی تھی یہ طے کیا کہ بابو رگھبیر سرن صاحب بی اے ایل ایل بی رئیس امروہہ صدر جلسہ مقرر کئے جائیں اور شرائط کے موافق وہ تکرار عبث پر مغلوبیت وغیرہ کے احکام فریقین پر صادر کرسکتے ہیں چنانچہ ٹھیک ۹ بجے مناظرہ کا افتتاح ہوا۔

بابو رگھبیر سرن کی صدارت کے لئے ایک طرف سے تحریک ہوکر دوسری طرف سے تائید کی گئی اور وہ کرسیِ صدارت پر تشریف لے گئے۔

جلسہ کا افتتاح تلاوت کلام مجید سے کیا گیا۔ پہلے اہل سنن حضرات کے اسٹیج پر تلاوت کلام مجید کی گئی اور پھر اسی طرح شیعہ حضرات کے اسٹیج پر تلاوت ہوئی اس کے بعد مولوی عبدالشکور صاحب نے خطبہ پڑھا اور ایک تقریر جو خطبہ کے ساتھ لکھی ہوئی تھی پڑھکر سُنائی۔

اس تقریر میں مولانائے موصوف نے اپنے سوال کو بیان فرمایا اور شیعہ حضرات سے جواب طلب کیا وہ سوال یہ ہیں۔

(۱) کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔

توضیح:۔ ایمان بالقرآن کے دو مطلب ہیں اور دونوں مراد ہیں دونوں کا ثبوت مطلوب ہے۔

(ا) اس بات پر ایمان کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کے یہاں سے اُتری ہے

(ب) اس بات پر ایمان کہ قرآن موجودہ بے کم و کاست و بے تغیر و تبدل

وہی قرآن ہے جس کو حضرت محمد صلعم کتاب اللہ فرماتے تھے۔

اسکا جواب جناب صدر الافاضل مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نے اسطرح دیا۔

تقریر مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

خطبہ:۔ اگرچہ حقیر کبھی نہ ان اقوال کی طرف متوجہ ہوا اور نہ ذی فہم مخاطب کی تقریر کو کبھی سنا تھا۔ اگرچہ آپ کے دعوے اور براہین بقول خود شائع ہو چکی ہیں اور اب مرتب کر کے لائے ہیں۔ حاضرین بزم نے اس کو خوب سنا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔ جو عالم ہوگا وہ اسے سمجھتا ہوگا۔

ایمان کا تعلق قلب سے ہے اور امور قلبی پر غیر از خدا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ خداوند عالم ہی خطرات قلب کو خوب جانتا ہے۔ اسپر واقعی نہایت تعجب کی بات ہے کہ کوئی ایک شخص یہ دعوےٰ کرے کہ کسی فرقہ کا یا فرقہ شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں ہے۔

ہمارا اقرار ایمان کے متعلق کافی ہے اس لئے کہ سلف صالحین نے بھی زبان ہی سے اقرار کیا ہے اور زبان ہی کے اقرار کو معتبر سمجھا گیا ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب کی زیارت آج خداوند کریم نے مجھے کرائی ہے اور آج ہی میں نے پہچانا ہے کہ عبدالشکور صاحب آپ ہیں۔

میں یہ عرض کروں گا کہ علماء شیعہ نے آپ کے کلمات پر کبھی اعتنا نہیں کی پھر جو یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہمارا ایمان قرآن پر نہیں ہے جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عقدہ لاینحل ہے۔ باوجودیکہ اس معاملہ پر میں نے نہ پہلے غور کیا ہے

اور نہ یہ معلوم تھا کہ یہ سوال ہوگا (مولانائے ممدوح تین سال سے بیمار رہیں
جن کو انھوں نے جلسہ میں خود ظاہر کر دیا تھا اور وہ ۳۰ نومبر کے بعد شب میں
تشریف لائے تھے) تاہم میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔

مجھے یہ بتلا کر مطمئن کیا جائے کہ ہمارے فرقہ امامیہ ہمارے فرقہ کا بھی شمار ہے یا نہیں
(یہاں رسولِ خدا کی مشہور تہتر فرقے والی حدیث پڑھی) مولوی عبدالشکور صاحب
نے جواب میں فرمایا کہ میں اس کا جواب بعد آپ کی تقریر کے دوں گا)

اگر وہ شمار میں رکھیں تو ظاہر ہے کہ ہم پر مسلم کا اطلاق ہوتا ہے اور جو مسلم ہے وہ
وہ مومن بالقرآن ہے اس لئے کہ قرآن کے ایک حصہ کا انکار بھی کفر ہے۔
قرآن جو معجزۂ باہرہ رسولؐ ہے اور فصحائے عرب کو جس نے اپنی قوت قاہرہ
سے مغلوب و مقہور کر دیا تھا اُس پر ایمان نہ ہونا کیا معنی۔

اگر ہمارا فرقہ اس سے خارج ہے تو اسلام سے خارج اور اگر نہیں تو آپ نے
خود تسلیم کر لیا کہ ہم اسلام میں ہیں جس کے ذریعہ سے ہم ایمان لائے ہیں۔ اگر
آپ نے اقرار کیا تو آپ نے ہمیں اسلام میں شامل رکھا۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ بات جو بیان کی گئی ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں
ہے یا ہو سکتا ہے تو یہ یوں ہونا چاہئے تھا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر ہو سکتا ہے
یا ہے (یعنی اُردو محاورات کے لحاظ سے آپ کی ترتیب غلط ہے) اب یہ سوال آتا
یہ بتلائیے کہ قرآن پر ایمان لانا محال ہے یا ممکن۔ اگر محال ہے تو خدا نے محال
کی تکلیف دی حالانکہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا
اور اگر ممکن ہے تو دونوں کے لئے اور اگر نہیں تو دونوں کے لئے۔ محال پر تکلیف دینا
نہیں ہے اگر معاذ اللہ قرآن پر ایمان لانا ناممکن ہے تو وہ ایسی تکلیف نہیں دے سکتا
اور اگر ایمان کے لئے اقرار کافی ہے تو ہمارا اتنا کافی ہے کہ ہم مومن ہیں اور

اگر ممکن نہیں تو اُن کے بڑے بڑے لوگ جو زبان ہی سے ایمان لائے ہیں اُن
ایمان بھی ویسا ہی رہا ورنہ وہ نشانی اور علامت دکھائی جائے جس سے اُن کا
ثابت ہوتا ہوا اور ہمارا ثابت نہ ہوتا ہو۔ ہم کھلا اقرار کرتے ہیں کہ اس قرآن مجید پر
ہم ایمان لائے ہیں (اب یہاں سے بُرہان شروع کرتا ہوں) ہم قرآن کو خدا کا
اس وجہ سے کہ آسمان سے نازل ہوا یا نبی پر نازل ہونے کی وجہ سے کتاب اللہ
نہیں مانتے بلکہ وہ اخبارِ غیب پر بھی مشتمل ہے یعنی آئندہ کے حالات گذشتہ سا
حالات اور حال کے حالات سب صحیح ثابت ہوئے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جس
رسول نے کفار سے اُس کا مثل بھی طلب کیا مگر وہ نہ لا سکے۔ وہ فصحائے عرب
لشکروں کو اپنی فصاحت کی قوت سے پھرا دیتے تھے وہ ایک سورۃ کا مثل بھی
نہ لا سکے بلکہ ایک آیت کا بھی۔ انہوں نے لڑنا۔ مغلوب ہونا۔ قتل ہونا سب
گوارا کر لیا۔ اگر مثل لا سکتے تو ضرور لاتے۔ یہ اعجاز ہی ہے جو قرآن کو منزل من اللہ
ثابت کرتا ہے اور ہر آدمی پر پیش گوئی کرنے والوں سے ہوتا ہے۔ جب شعاع آفتاب
دیکھیں گے تب ہی معلوم ہو جائیگا کہ آفتاب طالع ہوا۔ اگر قرآن کے متعلق یہ دلیلیں
قطعی اور یقینی ہیں تو ثابت ہو گیا کہ وہ منزل من اللہ ہے اور جب یہ دلائل قطعی ہیں
تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ یہ سب قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے پر دلالت کرنے والی
ہیں اور جو ان دلیلوں کو بیان کرتا ہے وہ دل سے ان کا معتقد ہے اور قرآن پر
ایمان رکھتا ہے اب اگر کوئی شخص باوجود دل سے ایمان رکھنے کے زبان سے انکار
کرے تو وہ اُس حد میں آجاتا ہے جس کے لئے ارشاد ہے وجحدوا بھا واستیقنتھا
انفسھم اور انہوں نے انکار کیا حالانکہ اُن کے نفوس اُس کا یقین رکھتے تھے
اب غور فرمائیے کہ دلوں میں تو یقین ہونا ثابت کر دیا اب زبان سے بھی ہم اقرار
کرتے ہیں تو تکمیلِ ایمان ثابت ہو گئی اب رہی یہ بات کہ کس حیثیت سے کہا جاتا ہے

مجید کہ تمہارا ایمان قرآن پر نہیں ہے تو آیا یہ مطلب ہے کہ جو قرآن حضرت عثمان
نے جمع کیا اُسپر ہمارا ایمان نہیں ہے تو یہ نئے معنی بات ہے اس لئے کہ ہمارا
ایمان تو اُس قرآن پر ہے جسپر جناب رسولِخدا کا ایمان تہا۔ جسپر شہدائے بدر کا ایمان
تہا جسپر شہدائے احد کا ایمان اور جسپر ان کل شہدا کا ایمان تہا جو زمانۂ
رسولِ خدا میں شہید ہو گئے۔ نیز اس قرآن پر ہمارا ایمان ہے جسپر بقول آپ کے
حضرت ابوبکر کا ایمان تہا اور حضرت عمر کا ایمان تھا۔ اب آپ ہی بتلا دیجئے
جن حضرات کا میں نے ذکر کیا آیا یہ حضرات عثمان کے مرتبہ قرآن پر ایمان
رکہتے تھے یا وہ قرآن کوئی دوسرا قرآن تھا اگر ہم سے پوچھیے تو یہ قرآن وہی قرآن
ہے صرف ترتیب کا فرق ضرور ہے۔

اگر بحیثیت جمع کرنے کے یہ قرآن عثمان کا قرآن قرار دیا جاتا ہے تو صریح غلط
ہے قرآن مجید خدا کا قرآن ہے جسکو عثمان نے بہت سے دوسروں کے قلوب
سے لیکر جمع کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید پہلے سے تھا اسی پر ہمارا
ایمان ہے۔ یہ کتاب وہ ہے جو جمع سے پہلے تھی اور بعد میں بھی وہی رہی گو ترتیب کا
فرق ہے۔ ہم اس قرآن کو اُسی طرح قرآن مانتے ہیں جسطرح نولکشور کے مطبع میں
چھپے ہوئے قرآن مجید کو قرآن مانیں گے جیسے نولکشور کا چھاپنا قرآن کو قرآن
ہونے سے خارج نہیں کرتا اسی طرح عثمان کے جمع کرنے نے قرآن کے قرآن ہونے
میں کوئی اثر نہیں ڈالا۔

رہی یہ بات کہ ہم حضرت عثمان کو اچھا نہیں جانتے یا غاصب سمجھتے ہیں تو اس
سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن اُن کا قرآن ہو گیا۔

قرآن مجید خدا کا کلام ہے جسکو انہوں نے اس شان سے جمع کیا ہے کہ
بہت سے اصحاب جمع کرنے کے کام پر بٹھا دیئے جنہوں نے حافظوں کے قلوب

اور اصحاب کی یادداشت سے اور دوسرے قرآنوں سے آیات اخذ کر
قرآن مرتب کیا کچھ حضرت عثمان نے اپنے دل سے جمع نہیں کیا۔ بعد جمع ہو
اس قرآن مجید کے پہلے بزرگوں کے سب قرآن جلا دیئے گئے اگر وہ مصاحف
نہ جلا دیئے گئے ہوتے یعنے وہ جو جلا دیئے گئے موجود ہوتے تو کم از کم یہ تو معلوم
ہو جاتا کہ جلا دینے کی وجہ کیا تھی۔

قرآن مجید کے متواتر ہونے پر شیعہ و سُنی دونوں متفق ہیں۔

قرآن مجید کا وجود ہم ثابت کر چکے یعنی قرآت نبی ہے اب اس میں
گھٹانا بڑھانا یا تغیر و تبدل ہونا کہیں نہیں لکھا۔ یعنی عثمان کے مرتبہ قرآن میں
و بیشی نہیں ہوئی اس سے پہلے زیادتی یعنی بڑھانا ناممکن۔ اس لئے کہ انسا
کے کلام میں اگر کوئی دوسرا اپنے الفاظ داخل کر دے تو صاحب ذوق
اُس کو فوراً پہچان لیتے ہیں تو خدا کے کلام میں کسکی طاقت ہے کہ داخل کر
مثلاً مرزا نوشاہ غالب کے کلام میں اگر کوئی شخص اپنی فکر سے کوئی لفظ ملا د
فوراً معلوم ہو جائیگا کہ الحاق ہے۔

اب کمی کی بابت عرض کرتا ہوں کہ خود مذہب اہلسنت میں تواتر سے ثابت
بہت سے صحابہ کے قول سے ثابت ہے مثلاً حضرت عمر فرماتے ہیں کہ سورۃ الا
سورۃ البقرہ کی برابر تھی۔ یہ صحاح میں موجود ہے۔ نیز حضرت ابی ابن کعب
قول چند کتب میں موجود ہے از انجملہ اتقان سیوطی میں ہے۔ درمنثور میں
کہ آیت یوں نازل ہوئی تھی بلّغ ما انزل الیک من ربک فی علیؑ۔ اگ
فی علی فرض کر لیا جائے کہ ساقط کر دیا گیا تو قرآن مجید کا نقص نہیں اس لئے
باقی ہے وہ تو کلام خدا ہے ایک ایک آیت بر مشتمل پاروں پر ایک ایک
حتی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر لفظ قرآن صادق آتا ہے۔ مثلاً پانی کو

اُس کا ایک چُلّو بھی پانی ہے اور سارا دریا بھی پانی ہے۔ اگر ابی ابن کعب کی روایت تسلیم کرلیجائے تو قرآن مجید قرآنیت سے خارج نہیں ہوسکتا۔

امر مشترک یہ ہوا کہ بعض چیزون کی کمی کے قائل حضرات اہلسنت بھی ہین اور اسی طرح بعض روایات شیعون کے یہان بھی ہین تو اس سے اپنے کو مسلمان قرار دینا اور شیعون کو کافر قرآن قرار دینا فریق مخالف کی سراسر زیادتی ہے۔

قرآن مجید جو موجود ہے اسکی اصل پہلے ہی سے تھی کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا جو ہماری کتاب اصول کافی مین موجود ہے کہ اِنّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَین کِتَابَ اللّٰہِ وَعِترَتِی اَھلبیتی مَا اِن تَمَسَّکتُم بِھِمَا لَن تَضِلُّوا بَعدِی کہ مین تم مین دو بزرگ چیزین چھوڑتا ہون۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہل بیت جبتک تم ان دونون سے متمسک رہوگے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے اگر کتاب خدا پہلے سے نہ تھی تو حضرت نے وہ کیا چیز چھوڑی جو اہلبیت کے ساتھ تھی۔

یہ حدیث خود آپ کی یہان مسلمہ او رمشہور تر ہے پس ہم اسی حکم کے تابع ہین اور قرآن مجید اور عترت رسولؐ سے یکسان تمسک رکھتے ہین عترت کا ہمکو حکم ہے کہ اسی قرآن سے ہم متمسک رہیں۔ خود معصوم نے فرمایا ہے کہ ہم اسی کو قرآن سمجھتے ہین۔ اسی سے تم احکام اخذ کرو۔ اسی کو تم یاد کرو۔ اسی کو تم سیکھو اسی حکم کے ہم پابند ہین۔ پھر ہم ایمان بالقرآن سے کیونکر خارج ہوئے۔

اب یہ ثابت کرنا آپ کا فرض ہے کہ شیعہ نے تعداد آیتون کے کم ہوجانے کے قائل ہین۔ رہی یہ بات کہ ترتیب غلط ہے اسپر علمائے اہلسنت کا اجماع ہے۔ مختلف صورتون مین مکی اور مدنی آیات شمولی ہوئی ہین۔ یعنی مکی سورتون مین مدنی آیتین اور مدنی سورتون مین مکی آیتین ترتیب مین رکھدی گئی ہین۔

حضرت عثمان کی ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب نہین ہوسکتی جیسا کہ حضرات اہلسنت کا خیال ہے آیات وہی ہین خواہ اقراء کا سورہ جو سب سے پہلے آیا تھا آخر کردیا گیا۔ اس مین کوئی پردہ کی بات نہین۔ ترتیب صریح الٹ دیگئی ہے۔ پھر بھی قرآن مجید ہے جو کچھ ہے وہ کلام خدا ہے اور اُسپر ہمارا ایمان ہی ہم کو کوئی بے ایمان ثابت نہین کرسکتا۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہمارے اُن تمام دلائل اور براہین اور بیان کو سنکر اور سمجھکر حضار جلسہ ہم کو کیونکر بے ایمان سمجھ لینگے۔

مولوی عبد الشکور

ہمارے فاضل مخاطب نے اپنی فاضلانہ تقریر مین چند چیزین حیرت انگیز فرمائی ہین۔ قرآن مین عبارت کا بڑھانا ناممکن فرماتے ہین۔ ہماری کتاب مین نہین ہے۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۱۲۳ پیش کرتا ہون جو عبارت اس مین درج ہے اسکا ترجمہ یہ ہے۔

بڑھا دیا قرآن مین اُن کو جو قابل نفرت ہین۔

انہون نے ثابت کردیا کہ جو خدا نے اسنے نہین فرمایا۔

مجھسے یہ پوچھنا بیکار ہے کہ ہم ایمان پر ہین یا نہین جن لوگون سے قرآن پہنچا ہے اُن سب کو جھوٹا جاننا آپ کا مذہب ہے۔ آپکا یہ فرمانا کہ جامع قرآن سے ہم کو حسن ظن نہین ہے تو یہ قرآن کے نہ ماننے پر دلالت نہین کرتا۔

نولکشور کی مثال دینا صحیح نہین کیونکہ ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ اُسوقت قرآن کا ناشر ایک ہی تھا۔ نولکشور کا چھاپا ایک نہین ہے۔ ایسے چھاپنے والے دوسرے بھی چھاپتے ہین۔ اگر تنہا ناشر نولکشور ہی کے یہانسے ہوتا تو ہم اسکو نہ مانتے۔

اقرار زبانی کافی نہیں ہے اس کے علاوہ کچھ اور بھی درکار ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

یہ وجوہ ثابت کر دی گئیں اصول مذہب آپ کا کہ سب کے سب جھوٹ اب صاف لکھتا ہوں کہ ناممکن و محال ہے۔ اصول کی وجہ سے ناممکن و محال ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے محال کر لیا۔ یہ کہ علمار شیعہ نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔ ایڈیٹر اصلاح وشمس میری تحریرات پر برابر تحریریں نکالتے رہے۔ شاید وہ عالم نہ ہونگے۔ آپ کی روایات میں اقرار علما، دکھلایا۔ آپ بھی تمام روایات دکھائیں۔ ہرگز مشترک نہیں۔ آپ نے کوئی قول نہیں دکھایا۔ عبارت فصل الخطاب سناتا ہوں صفحہ ۳۔ قال سید المحدث الجزائری فی القرآن۔

قرآن کا اعجاز ایمان پر بلاتا ہے۔ جناب مولانا دلدار علی صاحب فرماتے ہیں۔ وہ مفید یقین نہیں سمجھتے اور آپ کی کتاب میں موجود ہے باوجود یکہ قطعی ہے مگر آپ اساس الاصول میں ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

جناب نے جو کچھ میرے کلام پر نوٹ فرمایا کہ تم نے کہا کہ پڑھا یا نہیں اگرچہ "احتجاج" میں موجود ہے مگر آپنے اُس عبارت کا اول و آخر نہیں پڑھا۔ میں وہ پوری روایت پڑھ کر سُنا دوں۔

(یہ روایت موجودہ ۵ صفحہ کی ہے دس منٹ میں پڑھی نہیں جا سکتی اور تقریر کے لئے صرف ۱۰ منٹ دیئے گئے ہیں) اس لئے اس کا خلاصہ

سُنا دیا گیا)

ایک جگہ زندیق کے جواب مین فرمایا ہے کہ یُحَرِّفُوْنَ الکلم عن مَّوَاضِعہ یعنی جو مفسرین کلام خدا ہیں وہ لوگ تحریف کرتے ہین کلمون کو اُن کے مقامات سے اور وہ لوگ آیات خدا کو فروخت کرتے ہین تھوڑی قیمت پر۔

ان آیات مین خداوند کریم ان کا قصہ فرماتا ہے کیونکہ بیچتے تھے وہ لوگ اور مول لیتے تھے یعنی عوض مین وہ چیز لیتے تھے جو کم قیمت اور فانی تھی۔

اگر آپ ملاحظہ فرمائین کہ اِس روایت کے اوّل و آخر مین کیا کیا ہے تو یہ سارا معاملہ حل ہو جائے۔

یہ جو کہا کہ تم بھی اہل عصمت کے قول پیش کرو تو اس کا کیا علاج کہ آپکے یہان عصمت کہان ہم تو اپنے ائمۂ معصومین کے قائل ہین۔ آپ جن کو مانتے ہین انھین تھوڑی دیر کے لئے معصوم سمجھ لیجئے۔

ملاحظہ ہو اتقان صفحہ ۹۲ من المشکل من القرآن متواترات سو یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود الحمد للہ اور سورت معوذتین کو قرآن نہین جانتے تھے بلکہ لوگون کے قرآن مجید مین سے معوذتین کو چھیل ڈالا کرتے تھے۔ پھر ہم نہین جانتے کہ آپ کی نماز کیونکر صحیح ہو جاتی ہے جبکہ سورۂ الحمد قرآن نہیں ہے اس روایت کو امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی درج کیا ہے کہ اسکی سندین صحیح ہین۔ اگر اس روایت کے برخلاف یہ سورتین قرآن مین بڑھالی گئی ہین اور داصل قرآن نہین ہیں تو آپ کی نمازین یون ہی اکارت گئین۔ آپ کے یہان یہ زیادتی کی مثال موجود ہے لیکن ہمارے یہان کوئی ایسی مثال نہین ہے۔

مولوی عبدالشکور

فاضل مخاطب نے جو فرمایا ہے کہ آپ زندیق والی پوری روایت ملاحظہ فرمائیں وہ پوری روایت شروع سے آخر تک میرے پیش نظر ہے۔ جناب امیرؑ کا اس قرآن مجید کے متعلق یہ فرمانا ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری ھذا المجری لطال وظھر ما تحظرہ التقیہ اظہارہ من مناقب الاولیاء ومثالب الاعداء اس کا ترجمہ مقرر صاحب نے نہیں کیا لیکن ترجمہ یہ ہے۔ اور اگر میں تیرے لئے وہ سب باتیں کھولکر بیان کروں جو ساقط کی گئی ہیں یا اُن میں تحریف و تبدیل یا اسی قسم کی کارروائی ہے تو بہت طول ہو جائیگا اور ایسی باتیں ظاہر ہونگی جنکے اظہار کی تقیہ اجازت نہیں دیتا اور وہ باتیں جو ظاہر ہوں گی اولیاء خدا کی تعریفیں ہونگی یا دشمنان خدا کی بُرائیاں) مجھ سے سوال ہے کہ کہاں کہاں بڑھایا گیا ہے میں تو قائل نہیں ہوں آپ بتلائیے اس زندیق سے آپ فرماتے ہیں و زاد وا فیہ ما ظھر نکرہ و تنافرہ۔ جب مقامات تحریف ائمہ معصومین نے معین نفرمائیے تو باقی جو بچے ہوئے ہیں وہ بھی مشکوک ہونگے صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں کہ قرآن میں تحریف و تخفیف سب موجود ہے۔ آپ کے علماء کا بیان اور اقرار دکھا دیا کہ معصومین سب فرماتے ہیں۔ اقرار علماء آپ بھی دکھائیے۔ ہمارے پاس اگر معصوم نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمارے معصوم ہیں مصحف عثمان کو ہم کامل قرآن سمجھتے ہیں۔ مولوی حامد حسین صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اس قرآن سے انکار کیا تو حکم قتل ملتا تھا عقیدہ اور اعتقاد بتا دیجئے کمی کی روایات جو آپ فرماتے ہیں

خدا ہم کو دکہا دیجئے ورنہ کیسے یہ امر مشترک ہوسکتا ہے خود کتاب استقصاء الافحام میں فرماتے ہیں
علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں خود فرما دیا ہے .... جماعت محدثین ان روایات سے انکار قطعی کرتی ہے بلکہ نقل کیا جانا بعض کتب کا فرماتے ہیں۔ اگر اہل سنت کی کتب کا قول فرمائیں تو صاف صاف مع ناقلین مفصل فرمائیے۔

مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ

علامہ حامد حسین صاحب نے جو کچھ قرآن مجید کے متعلق لکھا ہے کہ اہل سنت اُسکو کامل فرماتے ہیں نقل قول ہے۔ ہمپر حجت نہیں۔ البتہ حضرت عمر کا قول جو صحیح بخاری میں ہے کہ آیت رجم خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔ ہم اُسکو پڑھا بھی کرتے تھے اور سمجھ بھی چکے تھے اور آج تک اُسپر عمل بھی جاری ہے وہ غائب ہے۔

آپ غور کیجئے کہ اتنا بڑا حضرت عمر سا صحابی جو خود فرماتا ہے کہ اب وہ غائب ہے اور حضرت عمر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہینگے کہ عمر نے یہ آیت بڑہا دی ہے تو میں اسے داخل قرآن کر دیتا۔
ایسی ہی بہت سی روایات صحاح وغیرہ میں موجود ہیں۔ خواہ اقوال علماء مانئے یا احادیث مندرجہ کتب صحاح کو۔ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ تبدیل الفاظ کی نسبت میں کہہ چکا ہوں کہ وہ امر مشترک ہے اسی طرح ہر کمی بھی۔ البتہ بیشی کے آپ قائل ہیں جیسا کہ ثابت کیا جا چکا۔ اور ہم قائل نہیں ہیں حضرت عمر کا فرمانا اور پھر صحیح بخاری میں روایت کیا یہ سب کچھ غلط ہے۔
روایت فخر رازی کی بابتہ کہ عبد اللہ ابن مسعود معوذتین کو چھیل ڈالتے تھے

اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ اس کی نسبت آپنے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ مطلب صاف ہو گیا کہ آپکی کتب میں کمی اور زیادتی کی روایتیں اسناد صحیح سے موجود ہیں۔

مولوی عبدالشکور صاحب

اوّل بات تو یہ ہے کہ شروط مندرجۂ شرائط مناظرہ ہذا میں احادیث پیش نہونگی تین مرتبہ کہا گیا کہ آپ کے علماء کے اقرار سے تواتر دکھایا قول متواتر دکھایا۔ آپ بار بار احادیث پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ بخاری بعد از قران ہی آپ متواتر سے ثابت کیجئے فصل الخطاب صفحہ ۳۰ ملاحظہ فرمائیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ لفظ اعتقاد دکھاؤ میں صاف صاف پیش کرتا ہوں تفسیر صافی محسن کاشی ہمارے بزرگ کا اعتقاد اسپر یہ ہے واما اعتقاد نامشائخنا فی ذالک فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد ابن یعقوب الکلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القران لانہ روی روایات فی ھذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ کان یثق بما رواہ فیہ وکذالک استاذہ علی ابن ابراھیم القمی فان تفسیرہ مملو منہ ولہ غلو فیہ وکذالک الشیخ احمد ابن ابی طالب الطبرسی فانہ ایضا نسج علی منوالھا فی کتاب الاحتجاج۔ اس کے بعد کتاب الاحتجاج کی ایک عبارت پڑھی جو پوری تھی

مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو روایات متعلق تحریف آپ فرماتے ہیں اسکی بابت عرض کیا کہ وہ مشترک ہیں آپ کو معلوم ہو گا کہ اخباری و اصولی شیعوں میں دو فرقہ ہیں۔ میں آپکو

اس بات میں الزام دیتا ہوں کہ آپ ایک کا فعل دوسرے کے لئے حجت قرار دیتے ہیں آپ یہ کہتے ہیں تواتر ثابت کیجئے۔ بسم اللہ لیجئے۔ علامہ ابن حجر مکی نے حدیث امامت ابوبکر کو متواتر لکھا ہے اور تواتر کی وجہ بصفحہ ۱۳ یہ لکھی ہے کہ اس کے سات صحابی ہیں اور اُن کے نام درج کیے ہیں۔ محلی میں ابن حزم نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ چار صحابی کی روایت متواتر سمجھی جائیگی نورالانوار میں بھی ایسا ہی تحریر ہے ہم تحریف قرآن کو آپ کے یہاں متواتر ثابت کر چکے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

متواتر نہیں دکھایا جاتا۔ دوسری یہ بات کہی گئی ہے کہ اخباری روایت پیش کیجئے اساس الاصول میں صفحہ ۲۱۸ یہ فرماتے ہیں کہ متواتر کی تعریف ہماری کتاب میں یہ ہے کہ جن کے راویوں کا کوئی شمار ہوتا ہو اور وہ لوگ وہم بھی جھوٹ پر نہ کر سکیں اور اُن کا کوئی عدد معین نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ سات تک ہو وہ غلط ہے۔ تیسری بات جس فن کی بات ہو اُس فن کے محدثین سے ثابت کیجئے۔

مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

اول حدیث امامت ابی بکر صواعق محرقہ صفحہ ۱۳ سے پڑھ کر سنا دی جس کے راوی مندرجۂ ذیل سات صحابی و صحابیات ہیں۔ حضرت عائشہ ابن مسعود ابن عمر ابن عباس عبداللہ ابن زمعہ علی مرتضی اور حفصہ ہیں نورالانوار میں سات و چار اور تین راویوں کی روایت کو بھی متواتر کہا ہے اس لئے صواعق محرقہ کی روایت کے تواتر کی بھی تصدیق ہوئی ہے اور تواتر کا بھی ثبوت ہوتا ہے

اگر عقلاء اتنے راویوں کا کذب پر متفق ہونا محتمل نہ ہو تو تو اتر سمجھا جائے گا۔
اساس الاصول سے وہ عبارت پڑھی گئی جسکا مطلب یہ تھا کہ اصول دین کے بارے میں جو اعتقادات ہیں اُس میں کوئی شخص معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ رہا قرآن مجید کی روایات کے متعلق اعتقاد وہ دوسرے درجہ پر ہے اور اُس میں اگر کوئی خطا کرے تو وہ معذور ہے۔
کتاب تاریخ القرآن مولفہ اسلم جیراجپوری مطبوعہ علی گڈھ میں سے علماء شیعہ کے اقوال پڑھکر سنائے جو قرآن مجید کو جو مابین الدفتین موجود ہے کلام اللہ مانتے ہیں۔ عماد الاسلام جلد ۳ صفحہ ۴۳ کا بھی حوالہ دیا گیا۔
ملا محسن فیض کاشانی کی تفسیر صافی کے صفحہ ۱۴ کی بھی عبارت پڑھی گئی پھر قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہٗ کا قول بھی سنایا گیا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

صاحب تفسیر صافی کا اگر آپ یہ قول ثابت کردیں تو میں ابھی شیعہ ہوتا ہوں وہ ہرگز اُن کے الفاظ نہیں ہیں۔ چار اشخاص اس قول کی تردید کرتے ہیں۔ فصل الخطاب میں کی ایک عبارت نقل کی۔ اسی فصل الخطاب بصفحہ ۳۴ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بہت ضعیف قول ہے کہ تحریف نہیں ہوئی۔ ہمارے تمام اکابر چند اصحاب ہیں جو منکر تحریف ہیں اور جیسا کہ رسولؐ پر نازل ہوا ہے موجود ہے اس قول کی طرف شیخ صدوق و سید مرتضیٰ ہیں۔
ایک نفیس بات یہ ہے کہ حوالہ اسلم صاحب کی کتاب کا دیا گیا ہے یہ تکرار عبث ہو رہی ہے اگر علماء نے اقرار کیا ہے تو ہمارے علماء کا اقرار دکھائیے کہ ہم معتقد تحریف ہیں۔

مین اس طرح کی باتون مین نہین آتا میرا مطالبہ ہے کہ آپ ثابت کیجیے کہ
آپ سب کو جھوٹا نہین مانتے۔

روایات تحریف واقوال معصومین دکہائیے یا یہ مانئے کہ شیعہ معتقد
تحریف نہین ہین پھر دکہاؤن گا کہ آپ کہانتک اپنے ایمان پر ثابت ہین
اب ایک بات یہ ہے کہ کتاب احتجاج مین ذکر قرآن نہین ہے آپنے خود کتاب
نہین دیکھی۔ جناب خود ملاحظہ فرمائیے کہ زندیق آتا ہے۔ قرآن پر اعتراض
کرتا ہے۔ صفحہ ۱۲۰ مین ہے کہ آپ کا قرآن خبط بے ربط معلوم ہوتا ہے۔ حضرت
علی مرتضیٰ فرماتے ہین ولو شرحت لک کل ما اُسقط وحرف وبدّل مما یجری
ھذا المجری لطال وظھر ما تحظیرہ التقیۃ اظہارہ ۔ در اصل بے ربط ہے کہ
ایک تہائی سے زیادہ نکل گیا۔ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ بیدین اسلام اہی کو
بگاڑے دیتے ہین۔ مین تقیہ کی وجہ سے کچھ نہین کہہ سکتا۔

مولانا سبط حسن صاحب قبلہ

صافی مین وہ قول موجود ہے اور اُسی صفحہ پر موجود ہے جسکا حوالہ دیا گیا ہو
لیکن اخباریین کا قول ہمپر حجت نہین۔ صاحب فصل الخطاب بھی اخباری ہین
اخباریین کا طائفہ بمقابلہ اصولیین بہت چھوٹا ہے اسی امر کے متعلق جناب سید دلدار علی صاحب قبلہ فرماتے ہین
تحریف قرآن دونون فرقون مین مشترک ہے اور چند چیزون کے نکل جانے
سے قرآن قرآن ہی رہتا ہے لیکن یہ عبارت کہ جو اس کتاب مین تحریر ہے اس
سے وہ مطلب نہین ہے جو آپ فرماتے ہین آپ کے یہان تحریف زیادتی تحریر ہے
جسکا ہم ثبوت دے چکے ہین یہان کمی کا ذکر ہے۔ جو آپ خیال فرماتے ہین وہ
بات نہین ہے۔ یہ جو آپ نے فرمایا کہ قریب ثلث کے نکل گیا ہے تو اس کا یہ مطلب

نہین ہے کہ وہ سب ضائع ہو گیا بلکہ ایک جگہ سے نکالا دوسری جگہ پہونچا دیا
اس طرح آیت کے ایک حصّہ سے دوسرا حصّہ اتنی دور پڑ گیا گویا اُن کے
بیچ مین سے ثلث قرآن نکل گیا۔ یہ زندیق کے اعتراض کے جواب مین جو کچھ
فرمایا ہے وہ رسول خداؐ کی ذات پر افترا کرنے والون کا جملہ دفع کرنے کے لئے فرمایا
ہے۔ ساتھ ہی اِس کے یہ روایت احادین سے ہی متواتر نہین۔ یہان
دو چیزین ہین اگر ہم تحریف مانین تو پھر بھی قرآن ہے اور اُس سے ایمان نہین
جاتا اور ہم نے یہ بھی کہا کہ تواتر آپ کے یہان بھی ہے اتقان صحیح بخاری و دیگر
کتب مین کمی و بیشی کا ذکر موجود ہے جس سے تواتر ثابت ہے اگر آپ سلف
سابقین کو جھوٹا سمجھین تو خیر جیسے آپ نے اُس گروہ کو چھوڑ دیا جنکو رسول اللہ
نے کتاب خدا کے ساتھ توام کیا تھا اُسی طرح ہم نے دوسرے گروہ کو
ھوڑ دیا یعنے ہم نے اُسی ایک سے تمسک کر لیا جس کی بابتہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا
نی تارک فیکم الثقلین الخ جسوقت آپ نے فرما دیا تھا کہ ان سے تمسک کرو
ہم نے ان سے تمسک کیا جنکے گھر مین قرآن نازل ہوا۔ ایسے ہی آپ تواتر
ابت کر دیجئے۔ ابن حجر نے تواتر کا جو بیان کیا ہے آپ اُسے نہ مانئے یہ عجیب
ات ہے کہ امامت ابوبکر کے لئے تواتر مانتے ہیں اور قرآن مجید کی تحریف کے لئے
یسے ہی تواتر سے انکار کرتے ہین بلکہ اُس سے زیادہ بھی۔ جب دنش صحابہ کہتے
ین کہ کمی بیشی ہوئی گو ہمارے یہان بیشی کا کوئی قائل نہین ہے تو پھر آپ کے
ماننے کی وجہ کیا۔ ترتیب مسلم طور پر ضرور بدلی ہوئی ہے یہ آپ کہتے ہین کہ
سا نہین ہے۔ درمنثور ایسی روایات سے بھری ہوئی ہے۔ ترتیب مطابق
ول نہین ہے۔ اگر تحریف سے مراد تغیر ترتیب ہے تو بھی تحریف ہی سمجھی جائیگی
تیب قرآن یقیناً محرف ہے اور غیر مرتب ہونا آپ کے یہان بھی ثابت ہے

اس سے ہمارا ایمان متنزلزل نہیں ہوسکتا اور ابتک جمدہ باقی ہے۔ ہم نے ثابت کردیا کہ آپ کے یہاں تحریف ہوئی اور آپ موافق مذہب خود ترتیب کے مطابق تنزیل ہونا ثابت کر دیجئے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

اگرچہ گروہ تین تھے مگر دو گروہ موجود رہے یا خلفا ثلثہ اور اُن کا گروہ یا علی مرتضیٰ اور اُن کا گروہ یہ تینوں باتیں دکہلا دیجئے کہ ہمارے علمار کا اقرار تواتر رہے۔ نور الانوار مین یہ بات نہین ہے جو آپ فرماتے ہین مین ذاصولیین کے اقوال دکہائے ہین قرآن کے مسئلہ مین اگر کوئی خطا ہو تو معذور نہین۔ اتو معاملہ بہت صاف ہوگیا مگر اسقاط کے معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھدینے کے ہین تو فیصلہ ہے قرآن کی بابت نہین کہا تہا۔ مولانا دلدار علی صاحب کا قول مجھے دکہائیے کہ کہان ہے جہوٹ بولنے کو عبادت ثابت کردونگا۔ شرط مین تو یہ ہے کہ مجتہداور علمار کے اقوال پیش ہون مگر جناب اسلم کی کتاب پیش کرتے ہین۔ ایک ترتیب نزول ایک ترتیب رسولؐ حسب ارشاد جبرئیل جیسی کہ کتاب سیوطی مین درج ہے۔

کمی تو آپ مانتے ہین مگر شترک بتلاتے ہین جن روایات سے آپ کمی ثابت کرتے ہین اُن سے ہمارے علمار کی تحریرات دکہائیے۔ اگر کوئی فرشتہ بھی کہے کہ قرآن مین کمی ہے تو ہم ہرگز نہ مانین گے۔ ہم تو قرآن سے ہی مذہب رکہتے ہین۔ شیعہ حضرات اس کے خلاف ہین۔

مولانا سید احسن صاحب قبلہ

حاضرین جلسہ بحث میں طول ہو رہا ہے میری خواہش ہے کہ مطلب کو خوب سمجھا
جائے۔ ہمارے پاس اہل بیتؑ کا سلسلہ ہے جو رسولؐ مقبول سے مسلسل ہے
ہم نے ہرگز معصومین کے گروہ کو نہیں جھٹلایا۔ ہمارا اعتقاد سب کے متعلق مثلاً
جناب عمار حضرت سلمان۔ حضرت ابوذر غفاری اور حضرت مقداد وغیرہ یکساں
ہے۔ اگر ناقلین قرآن ان حضرات کے علاوہ اور بھی ہوئے اور انہوں نے قرآن
مجید جمع کیا تو چونکہ سچوں کا گروہ اسکی تصدیق کے لئے موجود تھا اور حضرت امیر
علیہ السلام نے ہم کو یہ حکم دیا کہ اسی قرآن سے تمسک رکھو تو ہمارے ایمان میں
کیوں فرق آنے لگا۔

ہمارے پاس کافی ذریعہ اس بات کے دکھلانے کا موجود ہے کہ ہمارے
ائمہؑ نے ہم کو حکم دیا کہ تم اسی قرآن کے ساتھ تمسک کرو اور جسطرح تم کو سکھایا گیا
ہے اسی طرح مانو خواہ اسکا راوی کاذب ہی کیوں نہ ہو ترتیب اگر دینی ہے
جو رسول خدا نے فرما دی تھی تو عثمان کو جامع کیوں کہا جاتا ہے خود رسولؐ ہی کو
جامع کیوں نہیں فرماتے اس سے زیادہ آپ کیا اقرار دیکھنا چاہتے ہیں۔

آپ کے یہاں قرآن کا جلانا ثواب سمجھا جاتا ہو گا جو جناب رسول خداؐ اور
دوسرے صحابہ کے جمع کئے ہوئے قرآن جلا دئے گئے۔ ہم پر ناحق کا الزام ہے کہ
ہمارے یہاں جھوٹ بولنا ثواب سمجھا جاتا ہے اب اگر کہا جاتا ہے
سے نکلتا ہو تو میں روایات پڑھتا ہوں محدث و مورخ فرماتے ہیں کہ ایک
بڑا گروہ روایت کرے تو وہ تواتر ہے اگر آپ تواتر کو کذب پر محمول فرماتی
ہیں تو عائشہ عمر وغیرہ کو کاذب فرمائیے۔ جب تواتر سات راویوں سے ثابت
ہے تو ہم دس بارہ راوی پیش کرتے ہیں۔ اگر مکی اور مدنی آیات میں تبدیلی
ہے تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ تحریف ہوئی ہے۔ قرآن مجید سورہ نساء ملاحظہ ہو

یہاں آیات وَاِنَّ مِنْکُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ الخ معہ ترجمہ پڑھیں اور یہ دکھلایا کہ کَاَنْ لَّمْ تَکُنْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ مَوَدَّۃٌ نے میل اور نے جوڑ ہے جیسے متعلق تفسیر جلالین میں جلال الدین سیوطی نے فرمایا ہے کہ مطلب ہی خبط ہوتا ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

ترتیب موجودہ حسب ترتیب جناب رسولؐ ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کا علاوہ جمع اور ترتیب کا مطلب نہ سمجھے جس ترتیب سے رسولِ کریم پڑھتے تھے وہ خاص ترتیب تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ سلسل ذریعہ سے ہمارے پاس دین پہنچا۔ آپ سلسل طریقہ تو ظاہر فرمائیے۔ کل صحابہ مرتد ہو گئے سوائے چار صحابی کے۔ کیا یہ متقی ہونے کے خلاف نہیں ہے جھوٹ بولنا نہیں ہے۔ حضرت امام جعفر صادق صاحب فرماتے ہیں کہ تقیہ دین میرا ہے۔ یوسف پیغمبر نے کہا تھا کہ قافلہ والو تم چور ہو حالانکہ اللہ کی قسم انہوں نے کچھ چرایا نہیں تھا جھوٹ کے بہت سے اقسام ہیں ایک بہتان [illegible] جو تقیہ ہے کہ مخفی ضرورت حضرت یوسف جھوٹ بولے۔ ہم نے تو تواتر ثابت کر دیا۔ آپ نے کچھ بھی ثابت نہیں کیا۔ اب یہ دکھلائیے کہ ہمارے [illegible] تحریف قرآن پر دلیل کیا ہیں۔ جناب اس طرف کو نہیں جانے دیا۔ [illegible] حضرت [illegible] کو ایسا کہے کہ وہ جھوٹ بولتے۔ آپ ائمہ کو کیا [illegible] مانیئے ہرگز نہیں [illegible] کی صحت یا غلطی ثابت ہونی چاہیئے ہم نے سب ثابت کر دیا ہے [illegible] لکھا کہ سات آدمیوں کے قول سے [illegible] متواتر ہو جاتی ہے۔ [illegible] نے یہ لکھا ہے کہ میں اس وجہ سے متواتر لکھتا ہوں

تواتر کا اقرار آپ کے علماء سے دکھا دیا تو آپ بھی ہم کو ہمارے علماء کا تواتر ثابت کر دیجئے۔

نہج البلاغہ میں جو کچھ لکھا ہے اُس سے بہت کام لینا ہے۔ ہذا القرآن سے کیا مطلب ہے آیا قرآن جو غار میں ہے یا قرآن ہذا حسب تحریر اصول کافی قول امام کہ میرا اور میرے باپ دادا کا مذہب تقیہ پر ہے میں بیان کر چکا

مولانا سبط حسن صاحب قبلہ

بیان تقیہ کے متعلق صحیح بخاری کتاب الاکراہ سے حدیث نقل کر کے ثبوت دیا گیا کہ تقیہ قیامت تک کے لئے جائز ہے اور حاشیہ سندھی کی عبارت بھی پڑھی گئی۔ اور نیز مشکوٰۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ دکھلائے گئے اور وہی حدیث نیز صحیح بخاری سے پیش کی گئی۔ یعنی حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے دو خدا کے بارے میں ایک تو یہ کہ میں بیمار ہوں اور دوسرے یہ بڑے بت نے اور بتوں کو توڑا ہے اور ایک اپنی زوجہ کے بارے میں اسوقت جبکہ ایک جبار کے ملک میں پہنچے تو اُس نے اُنکی بیوی کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ تمہاری کون ہے تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اس کے متعلق صحیح بخاری کی حدیث پڑھ کر سنائی۔

آپ ہی کے یہاں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے باوجودیکہ ہمارے یہاں تقیہ ہے مگر ہم کبھی جھوٹ نہ بولے۔

جناب یوسف کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹ بولے مگر حضرت یوسف ع کا قول بالکل سچا تھا۔ معصوم نے فرمایا کہ یہ تقیہ تھا باوجودیکہ تقیہ میں اس کی اجازت ہے لیکن پھر بھی وہ جھوٹ نہ بولے انکم لسارقون جو فرمایا اس سے یہ مراد تھی

کہ وہ حضرت یوسفؑ کو اُن کے باپ کے پاس سے چُرا لائے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابراہیمؑ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا گیا اور اس کی کوئی تاویل نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نبی پیغمبر اور امام تھے اسپر بھی اُن پر جھوٹ بولنے کا اتہام لگایا گیا۔

ملاحظہ ہو تفسیر کبیر و درمنثور۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ ہم ہرگز نبی کے متعلق ایسی بات کہنی پسند نہیں کرتے کہ وہ الزام دہ …

ہیں سے وہ مقامات دکھائے جنسے ہمارے اوپر الزام کذب لگایا جاتا ہے تشبیہ بیشک جائز ہے۔ بہرحال اسطرح ادا کیا جاتا ہے کہ بات ایسی … ہو جو سچی ہی رہے اور تحفظ بھی ہو سکے نور الانوار پیش کی کہ وہ تسلیم نہیں کرتے تو اتر ذر کیا ہوتا ہے جبکہ تین پر بھی نفس کا اطمینان ہو جائے تو اُسے تواتر ہی سمجھا جاتا ہے اگر سات صحابہ سے روایت ثابت ہو تو کیوں نہ متواتر سمجھی جائے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

فاضل مقرر نے تقریر اصلی کو چھوڑ دیا اور تقیہ لے آئے۔ جناب والا جیسے ہمیں آپ کی کتب سے تواتر ثابت کر دیا ایسا دکھا ئیے اور حامد حسین صاحب کی تحریر بھی پیش کر دی ہر سہ بات چھوڑ دیں آپ روایات دکھلائیے ایک ہی روایت پیش کر دیجئے تو بالکل فیصلہ ہے۔ اگر آپ اس بحث کو چھوڑ دیں تو تقیہ کی بحث شروع ہو۔ تقیہ کے لفظ سے کام نہیں چلتا بلکہ تحریر بھی دیکھئے۔ پھر اور شہباز کی پرواز میں فرق ہے تقیہ کے معنی تقویٰ اور نہیں ہے آپ کی اصطلاح معلوم ہے مرادف جھوٹ ہے۔ شراب عربی زبان میں اور ہے اور خمر اور

دیہان ایک عربی عبارت سنائی جسکا مطلب یہ تھا کہ حضرت عمر نے شراب پی
اور پھر لفظ شراب کی توضیح کی اور اُس کے معنی شہد بتلائے لفظ تقیہ سے دوسرا
مراد ہے قرآن میں بھی رب العزت نے فرمایا ہے کہ مجبور ہو اگر اس قرآن
میں دکھا دیں تو میں بالکل مانتا ہوں امام جعفر صادق صاحب فرماتے ہیں کہ
کوئی چیز چھپائی ہی نہیں (اصول کافی سے عبارت سنائی)
نہیں جھوٹ بولے ابراہیمؑ مگر تین جھوٹ۔ قرآن مجید میں بھی استعمال کیا گیا ہے
حضرت ابراہیمؑ کے متعلق رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں ہے یہ کہ حضرت
ابراہیمؑ نے یہ فرمایا کہ دنیا میں سوائے میرے اور تمہارے کوئی نہیں۔ تم میری بہن ہو
ہم متعلق تقیہ تین باتیں چاہتے ہیں جو ہم ثابت کریں گے آپ بھی ثابت کریں۔
اوّل تو معنی تقیہ دوسرے کیا حکم ہے۔ اصول کافی سے ثابت کرونگا۔ امام
فرماتے ہیں کہ دین کے دس حصے ہیں نو حصے تقیہ ایک حصہ اور دین قول جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام اصول کافی سے پیش کیا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

حضار کو معلوم ہے کہ اُدھر سے مسئلہ تقیہ شروع ہے ورنہ میں ذکر تقیہ
نہ کرتا۔ تقیہ کے متعلق مرادف کذب ہونا بالکل غلط ہے۔ معنی تقیہ کے اشتقاق
وقایہ سے ہے جس کے معنی بچاؤ کے ہیں۔ جس سے فقط نفس محترم کا بچانا مقصود ہے
مرادف کذب ہرگز نہیں ہے اور عقل بھی یہی بتلاتی ہے مخالفین تقیہ بھی اسی پر
عمل کرتے ہیں اور کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو تقیہ نہ کرتا ہو۔ جیسا کہ میدان
جنگ میں عمل ہوتا ہے یہی تقیہ ہے اور اسی کو امام نے فرمایا ہے کہ منجملہ دس حصوں
دین کے یہ نو حصہ ہے۔ کیونکہ نفس کے بچنے ہی پر تو سارے دین اور معاملات

دینی کا افضل ہے۔ حضرت ابراہیم نے جیسا کہ یہ فرمایا کہ میں بیمار ہوں ویسے ہی بُت شکنی سے انکار کیا یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ کذب اور تقیہ کو خدا نے ایک ہی رکھا ہو کذب کی مذمت اور تقیہ کی مدح فرمائی ہے۔

آپ یہ بات ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ تقیہ اور کذب ایک ہی چیز ہیں نہ اصول کافی سے ثابت ہوتا ہے۔

چونکہ حضرت یوسفؑ اپنے حقیقی بھائی کو زبردستی نہ روک سکتے اس لئے یہ تدبیر کی کہ اُن کے سامان میں پیمانہ رکھدیا اور پھر منادی سے ندا کرادی اور کہلا دیا کہ تم چور ہو اور انھیں کے کہنے کے بموجب یہ شرط منظور کرلی کہ جس کے سامان سے پیمانہ نکلے وہ روک لیا جائے (یہاں علم معانی و بیان سے ثابت کیا گیا کہ مدح کا استتار اور چیز ہے اور مذہب کا استتار وہ بھی چیز ہے جسکو عبدالشکور صاحب رد نہ کر سکے) بخاری کی عبادت سے جو مطلب نکلتا ہے اُسکا آپ کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ یہاں جناب امیر علیہ السلام کا وہ قول نہج البلاغہ سے نقل کیا جو ایک بڑی توند والے شخص کے متعلق ہونے کی پیشین گوئی کی بابت تھا کہ وہ تم کو میرے سب پر مجبور کریگا تم مجھپر سب کرلینا اور اپنی جان بچانا مگر مجھ سے تبرّہ کرنے کو کہے تو تبرّہ نہ کرنا۔ معلوم ہوا کہ جان بچانے کے لئے معصوم نے اپنے اوپر سب کرنے کی اجازت دیدی۔ اگر تقیہ اور کذب ایک ثابت کردیا جائے تو جو فرمائیے وہی انعام ابھی یہیں دینے کو تیار ہوں۔ تحریف قرآن کی بابت اتفاق تو اسپر ہے کہ بہت سی کتابیں ان روایتوں سے بھری ہیں اگر ان روایات سے تحریف قرآن ثابت ہوتی ہے تو خیر ورنہ اس مسئلہ کو یہیں طے پا جائے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

روایات متواترا اور احاد کے متعلق شرائط میں طے ہو چکا ہے کہ احاد پیش نہ ہو سکیں گی ابتک فاضل مقرر صاحب احادیث وغیرہ پیش کرتے ہیں مگر ثابت نہیں کرتے کہ وہ متواتر ہیں۔ ہمنے آپ کے علماء کے اقرار سے ثابت کر دیا کہ وہ تحریف کے قائل ہیں۔۔ اصل تقریر چھوٹ گئی اور آخر میں فاضل صاحب یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مضامین پیش نظر رکھو۔ جسقدر تقریر تقیہ کے متعلق ہے اُس کے متعلق میں خود عرض کرتا ہوں کہ تقیہ اور کذب ایک ہی چیز ہے آپ فرماتے ہیں کہ کافی میں تقیہ اور کذب ایک چیز نہیں ہیں۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ انہوں نے کچھ چُرایا نہ تھا۔ آپ کہتے ہیں کہ اول سرقہ کے سبب حضرت یوسف نے کہدیا تھا۔ یہاں میں دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسفؑ کو اس کا علم ہی نہ تھا۔ یہ کام نوکروں کے ہوتے ہیں کہ چیزوں کی دیکھ بھال رکھیں۔ بادشاہ اور وزیر یہ کام نہیں کیا کرتے عقل نہیں چاہتی کہ حضرت یوسفؑ نے ایسا کہا ہو کہ یوں کہدے۔ اپنی نافہمی کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مخاطب چونکہ سید ہیں اور کچھ عرض نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ ان کی دی ہوئی چیزوں کو میں خلعت سمجھکر سر پر رکھوں۔

* بحث تقیہ میں تین باتیں ثابت کردیجئے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے تھے کہ دین کا ۹ حصہ تقیہ میں ہے اگر سب کام آدمی نیک کرتا ہے اور تقیہ نہ ہو تو دین کچھ بھی نہیں۔ اور اگر نماز وغیرہ نہ پڑھتا ہو اور تقیہ تو جیسے پھر بھی اُس کے پاس باقی رہے میں افسوس کرتا ہوں کہ اپنی کتاب کا ہی آپ حوالہ دیتے ہیں اور پھر اُسکو پیش نہیں کرتے (انتقاد) عجب تماشہ ہے کہ تقیہ کی بحث مولوی عبد الشکور صاحب خود ہی شروع کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نہیں کرتا

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو کچھ آپ نے فرمایا کہ تقیہ اور جھوٹ ایک ہے تو پہلا آپ کو یاد رکھنا چاہئے

کہ اگر امام یہ فرمائیں کہ فلاں شخص نے کہا تو وہ میرے لئے حجت ہے خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ قرآن مجید میں ہے جعل السقایۃ فی رحل اخیہ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون ۵

صادق آل محمد اگر آیات کی تفسیر کریں درانحالیکہ حدیث ثقلین کی رو سے وہی ماننے کی قابل ہیں تو مجھے کچھ شبہ نہیں جس سے جناب کو معلوم ہو سکتا ہی کہ تقیہ اور کذب ایک چیز نہیں ہیں۔ جواب صحیح جبتک نہیں ہو سکتا جبتک بخاری کے تین جھوٹ صاف نہ کردیں لیکن قرآن مجید کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ کس قرآن میں ہے جن کو آپ مسلمین سمجھتے ہیں انھوں نے صرف اقرار پر اسلام کا مدار رکھا ہی پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے اقرار کو ایمان بالقرآن نہیں سمجھتے وقوعہ تحریف کسی جہت سے تسلیم کیا جائے یہ ثابت ہے کہ تحریف ضرور ہوئی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کوئی لفظ کسی جگہ سے ہٹ گیا وہ اپنی کتابوں سے دریافت کیجئے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ معصوم نے حکم دیا ہے کہ تمسک کرو اور بہرحال ہمیں اس کیساتھ تمسک کرنا ہے ہم لوگ وہ نہیں ہیں جو کہیں کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ اگر آپ کے یہاں قرآن میں کچھ تحریف مان لیجائے تو آپ کا دین ہی چلدیا۔ حضرت عائشہ اور ابن عمر فرماتے ہیں کہ بہت سا قرآن جاتا رہا لیکن یہ بھی کہ جسقدر رہ گیا لے لیا۔ اتقان سیوطی میں ہے اُبی بن کعب سے پوچھا کہ سورۂ احزاب کی ۷۳۔ آیات تھیں تو انہوں نے کہا کہ وہ سورۂ بقر کی برابر تھیں۔

واقعہ ۳ دسمبر ۱۹۲۰ء

مولوی عبدالشکور صاحب کی تقریر

امّابعد سب سے پہلے مجھکو تمام حاضرین کی خدمت مین یہ ظاہر کرنا ہے کہ بحث کیا ہے۔ کیا بحث ہے اور اُس کا کیا جواب ہے۔ کوئی جواب نہ ملا۔ ہماری کل کی تقریر کا جواب ندیا۔ نہ تین وجوہ کا جواب ملا جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے فاضل مخاطب نے اور اور باتین کر کے وقت کو ٹالا۔ ہمارا تواتر نہین دکھایا۔

قرآن کا نکاس جن لوگون سے ہے ہم اُن لوگون کو برگزیدہ اور مقدّس جانتے ہین اور آپ انھین مخرب دین دشمن اسلام اور برہم زن شریعت جانتے ہین جنھون روایات کو جنکا تواتر ہم ثابت کر چکے اُنہون نے رد کیا اور جن کا آپ انکار نہین کر سکتے۔ انہون نے قرآن پر اعتقاد نہ رکھا ہر تقریر مین مطالبہ کر کے اہلسنت کا غلط روایات پر نہ اقرار تواتر دکھایا نہ اقرار عقیدہ نہ قولِ علمار جو عمل تحریف پر دال ہون۔ خلاف شرائط مناظرہ روایات احاد وغیرہ سے استدلال کیا گیا۔ اور اخبارِ صحیح پیش نہ ہو سکین اہلسنت کی ان روایات کا غیر صحیح ہونا ثابت ہو چکا۔ بہت صاف کر کے آئندہ دکھاؤنگا وہ اِس سے عاجز ہین تو مین ثابت کرنے کو تیار ہون اور بجائے دال ہونیکے فرقۂ شیعہ کے علمار کی تائید بھی اُس کے ساتھہ دکھاؤنگا۔ دوسری بات تقیّہ کے متعلق ہے۔ امام معصوم کے قول کو اپنے یا دوسرے کے قول سے رد کرنا بہت بڑی جرأت کی بات ہے۔ حضرت یوسفؑ نے جن کو چور کہا تھا امام فرمائین کہ انہون نے کچھ نہین چرایا تہا۔ انہین باتون نے دعویٰ محبت اہلبیت کو ثابت نہ رکھا۔ امامیہ عترتِ رسولؐ مین سے جس کا قول خلافِ اصول پاتے ہین اُس سے تبرا کرتے ہین۔ فاضل مخاطب نے حوالہ کو کبھی نہین مانا۔ آج بھی پیش کرتا ہون اگر ہمارے فاضل مخاطب اقرار کر لین کہ وہ اپنا مذہب ترک کر دین گے تو مین دکھادونگا۔ تقریر کے دو جزو تو صاف صاف مان لئے قرآنکی

ترتیب بدلی ہوئی ہے اور کمی ہوئی مگر اس سے انکار کیا ہے کہ زیادتی ہوئی ہو (یہان احتجاج کی عبارت پڑھی) جس سے قرآن مین زیادہ ہونا ظاہر ہے اسکا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ پس مخاطب کے سکوت سے الزامًا اس کا بھی اقرار ہوگیا اگر تحریف کے متعلق عام عقلون پر فیصلہ رکھا جائے تو عدالت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی ایسی دستاویز پیش کیجاتی ہے کہ جس مین شبہ ہوجائے کہ اس مین سے کوئی عبارت نکل گئی ہے تو آیا وہ دستاویز عدالت مین قابل قبول سمجھی جاتی ہے یا ردی کی ٹوکری مین ڈال دی جاتی ہے۔

قرآن مین کمی ہوئی اور قرآن کی ترتیب صحیح نہ رہی فاضل مخاطب نے یہ دونون باتین مان لین تو بتائے کہ یہ دستاویز مصنوعی اور جعلی ثابت ہوگئی یا نہین۔ تحریف قرآن کی جو روایات پیش ہوئین اور ثابت کیا کہ یہ تحریف کی ہے کل ثابت کی گئی آج پھر سوال کرتا ہون کہ ان روایات کے متعلق اقرار دکھایا جائے کہ اہلسنت معترف ہین اگر آپ اقرار کرین تو مین پیش کرتا ہون ایک اور بات کہتا ہون کہ ہمارے اکابر ہی نے قرآن جمع کیا اور اسپر ہم ہی شبہ کرین یہ عقلًا محال ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

خطبہ۔ حاضرین جلسہ جو کچھ آپ کے سامنے بیان کیا گیا اور ارباب فہم جمع ہین۔ مین نے ہرگز یہ نہین کہا کہ مین خود یا میرا فرقہ کمی کا قائل ہے۔ یعنے قرآن مین کسی کمی کا قائل ہے۔ مین نے صرف یہ کہا ہے کہ کمی کی روایتین جو پیش کی گئی ہین وہ از قبیل احاد ہین۔ ایسی ہی روایتین دوچند سے بھی زیادہ اُن کے مذہب مین بھی موجود ہین۔ احتجاج کی روایت کے بارہ مین۔ مین نے

جو کچھ کہا ہمارے ذی فہم مخاطب نے اُسے سُنا ہی نہیں تھا یا تجاہلِ عارفانہ فرمایا۔ شرائط مناظرہ کے خلاف تقیہ کے مسئلہ پر بحث شروع کر دی۔ موافق شرائط مناظرہ شرط نمبر ۱ اُنکی ہار متصور ہے۔

مین نے تو یہ کہا ہے کہ روایات تحریف دونوں فرقوں میں ہیں۔ مگر ہم کو اُن کا قائل مانتے ہیں اور اپنے آپ کو بری قرار دیتے ہیں۔

آج ایک فیصلہ کُن مناظرہ ہوگا۔ لیکن مین حاضرین جلسہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ جو کچھ مین نے عرض کیا تھا ذی فہم مخاطب نے اس کا جواب نہیں دیا مین نے پوچھا تھا کہ تہتّر فرقوں میں سے ہم بھی کسی فرقہ میں شامل ہیں یا نہیں مگر جواب ندارد۔ مین اپنے سوالات کا جواب چاہتا ہوں۔ اور کچھ نہیں اسی بنا پر اب مین پھر سوال کرتا ہوں۔

آج بحمدہ بخوبی ثابت کرونگا کہ ان کا اجماع و تواتر ہمیشہ زیادتی اور ظلم پر رہا ہے لیکن مین یہ سوال کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ بتایئے کہ حسبِ حدیث رسول میرا فرقہ تہتّر مین سے ہے یا نہیں اور مین ختم کرتا ہوں۔

(اس موقع پر مولانا ممدوح اپنا معینہ وقت کا بڑا حصہ چھوڑ کر بیٹھ گئے)

مولوی عبدالشکور صاحب

آپنے تین باتیں فرمائی ہیں اول تو حیرت انگیز یہ ہے کہ ہم سے جو روایات کا مطالبہ ہے ان کا تواتر پیش نہیں کیا۔ مین نے زیادتی کا دعویٰ نہیں کیا۔ مین فصل الخطاب کی روایت دکھائی۔ پڑھنے کا انکار ہے فصل الخطاب صفحہ ۲۲ (یہاں فصل الخطاب کی عبارت پڑھی) جسکا مطلب یہ بیان کیا کہ اصحاب امامیہ نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ یہ روایات صحیح ہیں جو متواتر ہیں۔ جو دلالت

کرتی ہیں قرآن کے محرف ہونے پر - اور آج فاضل مخاطب فرماتے ہیں کہ بلا تصریح دعویٰ تواتر کیا جاتا ہے - دوسرے یہ کہ فاضل صاحب تقیہ کی بلا محل بحث پر اعتراض کرتے ہیں مگر آپ کو یہ خیال نہیں رہا - میرا یہ مطلب تھا کہ اپنے بزرگان کو جھوٹا مانا اور موافق اپنے مذہب کے پیغمبروں کو بھی جھوٹا مانا ہے - میں پھر اپنے بحث پر آتا ہوں -

تیسری بات یہ ہے کہ شیعوں کا شمار فرقۂ اسلام میں ہے یا نہیں - اس کا جواب یہ ہے کہ مجھ سے پوچھنے کی بات نہیں خود اپنی کتابوں سے ملاحظہ فرمائیے میں کل بھی عرض کر چکا ہوں مجھ سے اسکی تشریح کیوں چاہی جاتی ہے ہاں بیشک قرآن شریف کے ایک حرف میں بھی شک کرنیوالا بیشک خارج از اسلام ہے -

چوتھی بات یہ فرماتے ہیں کہ کل کمی کا میں نے کچھ اقرار نہیں کیا - بار بار آپنے یہ فرمایا کہ کمی ہوئی کمی ہوئی - آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک سورت بھی قرآن اور ایک پارہ بھی قرآن - اور خرابی ترتیب کے متعلق آپنے علامہ سیوطی کی عبارت بھی پڑھی تھی - اسپر میں نے روایت دکھائی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے کہا تھا - آپ نے دو بدیہی باتوں سے انکار کیا ہے -

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے جو کچھ کل کہا تھا اس سے ہرگز انکار نہیں ہے انشاء اللہ آج بھی کہونگا کہ ترتیب ہمارے اور آپ کے دونوں کے نزدیک بدلی ہوئی ہے اور یہ بھی دریافت کرونگا کہ زمانۂ رسول میں ترتیب کیونکر ہوئی - لیکن کمی کی روایات بھی مشترک ہیں تاہم یہ بات بین الفریقین ختم ہوئی - اور اگر شمار کیجئے

تو آپ کے یہان دُگنی روایات موجود ہین- مین ابھی انھین پیش کرنے کو تیار ہون
لیکن اسوقت یہ دریافت کرونگا کہ مومن اور مشرک کون ہے- ہم کفر کے خلعت
کے پہننے کو تیار ہین آپ پہنائین تو سہی- شرم نہ کیجیے- سامنے آئیے- صاف
صاف فرمائیے اسلام اور کفر دو نقیضین ہین- ہم کو بتلایا جائے کہ ہم مسلم ہین یا
نہین اور اگر آپ دونون نہین جانتے تو آپ یہ بھی نہین جانتے کہ ہمارا ایمان
قرآن پر نہین ہے- اگر آپ یہ سمجھتے ہین کہ ہم اسلام مین نہین ہین تو ہم کو حتماً بتلایئے ورنہ
اور ہمارا کوئی نام تجویز کر دین تو ہم اُس نام کو سُنکر اُس کے بموجب احتجاج کرین-

مولوی عبد الشکور صاحب

جناب صدر صاحب اجازت دین تو تکرار عبث کی بابتہ عرض کرون- مدعی اور
مدعا علیہ دونون دلائل پیش کرتے ہین- قرآن بجائے دین کے کفر کے ستون
قایم کرنے لگا- یہ دکھایا گیا- تحریف متواتر اور عقائد کی فہرست سنائی گئی-
حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے قول جن کو غائب ہوئے بارہ سو برس سے
زیادہ ہوئے دکھائے گئے- اب سب حجتون کے بعد آپ دریافت کرتے ہین
کہ ہم کافر ہین یا نہین مین تو کہہ چکا کہ جو قرآن مین ایک حرف کا بلکہ اعراب کا بھی
شک کرے- تبدیل الفاظ یا ترتیب جو شخص ان مین سے ایک کا بھی عقیدہ رکھے وہ
خارج از اسلام صاف کیون کہلواتے ہین تہذیباً ہم نہین کہتے

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جناب نے یہ کہا کہ ہم تہذیباً نہین کہہ سکتے مگر مطلب تو صاف معلوم ہوگیا کہ
ہم مسلمان نہین ہین (کافر ہین)، ہم جانتے تھے کہ مناظرہ بین المسلمین ہے مگر اب

معلوم ہوا کہ بین المسلمین والکفار ہئے۔

یہان شرح مواقف کی عبارت پڑھی گئی جسکا ترجمہ یہ ہے

دوسرا فرقہ فرقہائے اسلامیہ مین سے شیعہ ہے اور یہ شیعہ اس لئے کہلاتے ہیں کہ انہون نے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ صلعم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اتباع کیا اور اُن کو رسولِ خدا کا خلیفہ تسلیم کیا بروئے نص خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور یہ بھی اعتقاد کیا کہ امامت اُنکی اولاد سے کبھی خارج نہین ہو سکتی (یہ کتاب اہل سنت کی عقائد کی مسلم کتاب ہے جس کے مصنف علامہ سید شریف جُرجانی ہین جو نوین صدی مین بڑے پایہ کے عالم اور محقق اہل سنت مین گذرے ہین) کتاب ہذا کتاب عقائد مین ہے اور اس کے مصنف بڑے جلیل القدر عالم اور محقق ہین۔

اِس کے بعد (ملل ونحل عبد الکریم شہرستانی کی عبارت پڑھکر سُنائی جسکا ترجمہ قریب قریب اُنھین مطالب پر حاوی تھا جو شرح مواقف کے ترجمہ مین بیان ہو چکا ہے)

پھر فرمایا کہ حضرات اہل سنت کے اُن جلیل القدر فضلا نے جو فضیلت کے گل سرسبز کہلانے کے مستحق ہین ہمارے فرقہ کو مسلمانون مین شمار کیا ہے اور ایک آپ ہین کہ محض اپنی ذاتی رائے اور معمولی روایات کی بنا پر ہم کو دائرہ اسلام و ایمان سے خارج کر رہے ہین۔ اگر ہمارا کفر یا عدم ایمان قرآن کی ساتھ واضح ہوتا تو یہ علما و فحول مجتہدین ہم کو اسلام مین شامل نہ کرتے جب ہمکو اُنہون نے فرق اسلام مین شامل کر لیا تو معلوم ہو گیا کہ اُن کو ہمارے ایمان بالقرآن مین کوئی شک نہ تھا۔ بلکہ اُن کے نزدیک ہمارے امور اسلامیہ مسلم تھے۔

آج آپ ہم کو تہدیداً کافر نہین کہتے آپ کے بزرگ جن کے آپ پیرو ہین
وہ خود ہم کو اسلام مین شمار کر گئے آپ کوئی تحریر ایسی پیش کیجیے جس کی رو
سے اپنے اُن علماء کے اقوال کو رد کیجیے اور ہمارے متعلق یہ ثابت کیجیے کہ ہم
مسلم نہین ہین۔ ورنہ ہمارا ایمان بالقرآن حتماً ثابت۔ ثابت ثابت۔ ثابت۔
اور آپ کے علماء کے قول سے ثابت ہے جسکے اوپر آپ ہرگز ہرگز قادر نہین

مولوی عبد الشکور صاحب

رات کے غور کے بعد آج بہت باتین پیش کی ہین۔
مناظرہ مین یہ بڑی بات ہے کہ مناظر کو دوسرے سوال کیطرف کھینچ لیجائے اب یہ بحث چل رہی کہ فلان
نے ہمین کیون مسلمان سمجھا۔ مین ہرگز دوسری طرف نہ جاؤنگا۔ بحث
یہ ہے کہ آپ نے تمام راویانِ قرآن کو بھو شامان کر دین کی کوئی حجت باقی
نہ رکھی۔ پھر آپ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ آپ کا ایمان قرآن پر ہے جو روایتین ہم
پیش کر چکے ہین اُنھین پر شیعون کا عقیدہ ہے۔ آپنے شرح مواقف کی عبارت
جسکو آپ کارِ عظیم سمجھتے ہین۔ مین عرض کرتا ہون کہ آپ بڑی قابلیت رکھتے
ہین اس مین یہ دکھایا ہے کہ شیعہ جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور آنکی اولاد کی
خلافت کے قائل ہین وہ مسلمان ہین کبھی آپنے یہ نہ دکھایا کہ جو تحریفِ قرآن مجید
کے قائل ہین وہ بھی مسلمان ہین۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین شہادت ایسی ہو کہ
مدعی سست گواہ چست۔ وجہ اس کہنے کی کیا ہے فتح عظیم کو ملاحظہ فرمائیے
(ایک شعر پڑھا) آپ کے یہان مذہب کو چھپانا آپ کا فرض ہے۔ جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام سے اصول کافی مین روایت ہے (یہان امام جعفر صادق
علیہ السلام کی ایک حدیث پڑھ کر سنائی اور اُسکا ترجمہ کیا۔ اُن کو صرف یہ معلوم تھا

کہ صرف علی مرتضیٰ کی تائید کرتے ہیں یہ نہیں جانتے تھے کہ تحریف کے بھی قائل ہیں اس مسئلہ کو نہ چھیڑئیے آپ کے ہزاروں فتوے بھرے پڑے ہیں اصلی بحث کو نہ چھوڑئیے آپ اقرارِ قرآن فرماتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہماری اقرار کو مانو مگر ایک بات یعنی تقیہ جو ایک اہم بات ہے اسکو اٹھا دیجئے کیونکہ بغیر اس کے ہم یہ سمجھینگے کہ شاید یہ بھی تقیہ ہی ہو یہاں مناظرہ کرنے کو کیوں تشریف لائے ایک والانامہ ہی تحریر کر دیتے کہ ہمارا ایمان مان لو۔ ملل و نحل پیش نہیں کی صرف نام بتلا دیا۔ ہمارے علمار نے ضرور تحریر کیا۔ مگر اُن بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ تحریف قرآن کے بارہ میں آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اُس عالم کی غلطی ہوگی۔ مگر میرے خیال میں آپ نہیں کہہ سکتے کہ تحریف نے اقرار کے بعد اور خدا کے بدا ار کے اقرار کے بعد آپ کو مسلم کہدیں یہ ہو نہیں سکتا۔ آخر میں توجہ دلاتا ہوں کہ آپ ان تین باتوں کا جواب دیجئے۔ تحریف کا ذکر کتب میں موجود ہے۔ قرآن کا نکاس دشمنانِ دین سے ہوا جھوٹ بولنا اُن کے لئے ضروری ان وجوہ کا جواب دینا آپ کے ذمہ ہے۔ بغیر اُن کے جواب دئیے شرح مواقف اور ملل و نحل کے اقوال نقل کرنا بیکار ہیں۔ ان کا آپکو اسلام میں شریک کرنا کوئی بات ہی نہیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میرا کلام خلاف از مطلب نہیں میں علمار کی فہرست پیش کرتا ہوں۔ آپنے اصل وجہ پر غور نہیں کیا دوبارہ شرح مواقف مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۵۲ سطر کی عبارت حسب درخواست مولوی عبدالشکور صاحب پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے۔ دوسرا فرقہ فرقہائے اسلامیہ میں سے شیعہ ہیں یعنی وہ لوگ

جنہوں نے بعد جنابِ رسولِ خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی کی اور اُن کو خلیفۂ برحق سمجھا خواہ نص جلی کے ذریعہ سے یا نص خفی کے سبب سے اور یہ بھی اعتقاد کیا کہ امامت اُنکی اولاد سے کبھی باہر نہ جائیگی۔ ملل ونحل صفحہ ۹ مطبوعہ مطبع ملک مصر پیش کرنا چاہا مگر فریق ثانی نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ یہ کہا کہ تمہارے عقائد کی ان کو خبر نہ تھی۔ اب مولوی سبط حسن صاحب قبلہ نے یہ فرمایا، چونکہ ہمارے ایمان میں گفتگو ہو رہی ہے کل بھی اُسکو ٹالدیا گیا۔ اور اُسکی وجہ سے کل سے آج تک آپکو اور وقت مل گیا۔ لیکن آج بھی آپ کسطرح باقاعدہ بات نہیں کرتے۔ اپنے علماء اور محققین کو جھٹلا رہے ہیں۔ اُن کو ناواقف بتلا رہے ہیں اُن کو ہمارے ضروریاتِ اسلام کے معتقد ہونیکی تو خبر ضرور تھی مگر یہ خبر نہ تھی کہ آگے چلکر آپ اُن کے جھٹلانے والے پیدا ہو جائنگے ہمارے فاضل شیخ ابو جعفر طبرسی چھٹی صدی میں پیدا ہوئے ہیں اور علامہ سید شریف جرجانی مصنف شرح مواقف نویں صدی ہجری میں دونوں ایک ہی ملک کے رہنے والے ہوئے ہیں۔ ہمارے محقق جب اتنے پہلے پیدا ہوئے ہیں تو علامہ ان کی تصانیف سے بیخبر رہیں تو یہ ہمارے ذیفہم مخاطب ہی کی سمجھ میں آنے کے لایق ہے۔ دنیا کا دوسرا کوئی عقلمند اسے باور نہیں کر سکتا۔ ایک بات یہ ہے کہ آپ بار بار تقیہ اور بداء پر پہنچے ہیں میں مہلت دیچکا ہوں کہ میں ثابت کروں آپ کے علماء وغیرہ جب قرآنِ مجید سامنے آتا ہے تو جلانیکی شکایت شیعہ پیش کرتے ہیں۔ اُن کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اُن کو اچھا نہ مانوگے تو ہم تمکو یہ کہینگے کہ تم اسپر ایمان نہیں رکھتے اگر اس میں کوئی بات نہ ہوتی تو کیوں جلایا جاتا۔ خیر میں اس بحث پر آنا ہی نہیں چاہتا۔ یہ جو جناب نے فرمایا کہ ہمارے ایک عالم سے غلطی ہوگئی، ہم اُس سے انکار کرتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں

کہ کوئی آپ ایسی تحریر دکھلائیے کہ جو قائل تحریف ہیں وہ اسلام میں داخل نہیں ہیں
وہ خارج از اسلام ہیں تو میں آج مذہب چھوڑ دوں مگر وہ نہیں دکھا سکتے
اس سے معلوم ہوا کہ آج تک کسی نے یہ تحریر نہیں کیا کہ جو لوگ وقوع تحریف کے
قائل ہیں وہ خارج از اسلام ہیں۔ نقلِ قول اور چیز ہوتا ہے اور خود اعتقاد اور چیز

مولوی عبد الشکور صاحب

حاضرین بحث چھوٹا۔ نام بھی نہ آیا بحث بھی بدل گیا۔ اجتہاد کی تعریف اور
یہ اور وہ بحث ہو میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے مذہب کا سنگ بنیاد یہ
ہے کہ حضرات شیعہ یہ بتادیں کہ شیعہ ہونے کے بعد وہ مسلمان رہینگے۔ میں
معتقدین کے سامنے آج بیان کرتا ہوں کہ اگر آپ ایمان بالقرآن دکھلاویں
تو میں آج ہی شیعہ ہوتا ہوں باللہ العظیم آپنے یہ فرمایا کہ عالم سے غلطی ہو گئی ہوگی
یہ بالکل غلط ہے اگر کوئی شخص نماز کی ممانعت قرآن مجید کی اس آیت سے
ثابت کرے لا تقربوا الصلوٰۃ (نماز یا مسجد کے قریب مت جاؤ) تو کوئی واقف کار
وہ کہے نہ کہا یگا وہ یہ کہیگا کہ آگے کی آیت بھی تو پڑھو وانتم سکاریٰ۔
(جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو) شرط کو اڑا کر جزا کیوں انحصار کرتے ہو۔
اگر آپ دکھا دیں ایک بھی عالم کا قول کہ باوجود ان تحریف کی روایات کے
وہ قرآن میں کمی و بیشی کا قائل ہوا ہے تو میں تسلیم کر دونگا۔ اب زیادہ کچھ کہنا
نہیں چاہتا۔ آپ جیسے ذی فہم اور ذی علم آدمی کے سامنے زیادہ نہیں عرض
کرسکتا۔ آپنے میری تقریر کی مشاکلت کی میری مشاکلت کا ارادہ نہ کیجیے کہ
آپ فرماتے ہیں کہ خروج اسلام کسی کتاب میں دکھاؤ۔ میں کتاب میں
دکھلا دونگا کہ اگر ایک حرف کی کمی بیشی کا بلکہ ایک اعراب تک تغیر و تبدیل کا بھی

کوئی شخص قائل ہو جائے تو وہ خارج اسلام ہے آپ کی یہ خواہش پوری
نہین ہو سکتی کہ آپ بحث سے ہٹین یبحث نہین چھوڑونگا۔ آپنے وہ
مذہب اختیار کیا جس مین تقیہ واجب ولازم ہے آپ کے ہم مذہب
ہمیشہ سُنّی بن بن کر ہمارے یہان گھستے رہے بہت سے لوگون نے شاگردی
کرکے سُنّی استادون سے پڑھا۔ قاضی نور اللہ شوستری صاحب نے
جہانگیر بادشاہ کے دربار مین سُنّی بنکر قاضی القضاۃ کا عہدہ حاصل کیا سُنّی
بنکر فیصلہ دیتے رہے۔ اس سے پہلے مدرسہ مین ملازمت کی۔ شرح مواقف
وغیرہ سے اپنے اسلام کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ برٹش گورنمنٹ
کے مردم شماری کے رجسٹر سے جو ہر سال مین۔ بھولگیا ہر دسوین سال ہوتی رہتی
ہے۔ اس مین ضرور ہے کہ آپ کو مسلمانون مین لکھا جاتا ہو گا وہ کیون نہین
پیش کرتے۔ ان باتون سے کیا نتیجہ اصل بات کا جواب دیجئے۔ آپ فرماتے ہین
کہ قرآن جلایا ان ہی باتون کے لئے یہ روز بد دکھایا ہے۔ اگر صحابی کرام کیساتھ
آپ کو سوء ظن نہ ہوتا تو یہ بات پیش نہ آتی ان حضرات کی کرامت ہے کہ ان کا
منکر فرقہ اسلام مین نہین رہ سکتا۔ آپ اگر ثابت کردین کہ قرآن چھوڑکر دائرہ
اسلام مین رہین تو مین آج ہی آپ کی طرف آتا ہون (ایک شعر پڑھا جسکا
آخری مصرعہ یہ تھا ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست) مین نہین چاہتا کہ اس مسئلہ
کو چھیڑون کہ معتقد تحریف خارج از اسلام ہے۔ شرح مسلم الثبوت مین علامہ
بحر العلوم فرنگی محلی نے جسکو سلطان ص نے ترجمہ کیا) جو قرآن کی تحریف کا قائل ہوگیا
وہ کافر ہے (اس موقع پر اُن سے کتاب کے دکھانے کا مطالبہ کیا گیا۔ وہ
کتاب اُنہون نے بھیجدی جس سے اُن کی منقولہ عبارت کو بھی نقل کیا گیا اور
اُن سے اوپر کی عبارت کی بھی نقل لے لی گئی جسے جناب مولوی سید سبط حسن

[illegible]

صاحب قبلہ اپنی آئندہ کی تقریر میں کام میں لائے اُن کا پورا ترجمہ بھی کیا
اور شرح بھی کر کے مولوی عبدالشکور صاحب کی نیک نیتی پر کافی روشنی ڈالدی

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو میں نے چاہا تھا وہ بات بحمدہ آگئی مخاطب نے ابھی ابھی بیان کیا کہ ہم ہٹنا چاہتے ہیں۔ میں ہرگز نہ ہٹوں گا اور نہ ہٹنے دونگا اور جواب لیکر چھوڑونگا اور خود بھی ہر ہر بات کا جواب تفصیل سے عرض کروں گا مگر جناب صدر صاحب اور حضار جلسہ انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ سوال یہ ہے کہ "شیعوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے" اور میرا بھی یہی سوال ہے کہ "آپ شیعوں کو اسلام میں شامل کرتے ہیں یا نہیں"۔ یہ وہی مقام ہے کہ جہاں پر مجھے ہونا چاہئے۔ میں اپنی جگہ سے ذرا نہیں ہٹا ہوں۔ آج بھی میں نے وُہی سوال کیا۔ آپنے جواب دیا کہ ہم کافر ہیں۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ اسلام میں شامل ہونیکی کیوں خواہش کیجاتی ہے فرقہ نصاریٰ میں شامل ہونے کی خواہش کی ہوتی۔ تمام راویان دین و ایمان کو مجروح قرار دیا۔ کاذب قرار دیا۔ وہ روایت جس کے متعلق پیش کی ہے پوری نہیں بیان کی۔ ہم سے سُنیئے۔ اُس میں تحریف کا لفظ کہیں نہیں ہے اُس میں یہی لفظ ہے کہ "زیادتی کا قائل کافر ہے"۔ یہ تو ہم کل سے کہہ رہے ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال شیخنا الصدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ علی نبیہ ھو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک قال ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب وقال شیخ

الطائفہ محمد بن الحسن الطوسی فی تبیانہ واما الکلام فی زیادتہ ونقصانہ فمما لا یلیق بہ لان الزیادۃ فیہ مجمع علی بطلانہ والنقصان منہ فالظاہر ایضاً من مذہب المسلمین خلافہ وہو الالیق بالصحیح من مذہبنا وہو الذی نصرہ المرتضیٰ وہو الظاہر فی الروایات غیر انہ رویت روایات کثیرۃ من جہۃ الخاصۃ والعامۃ بنقصان کثیر من ای القرآن ونقل شیٔ منہ من موضع الی موضع طریقہا الاحاد التی لا توجب علماً فالاولی الاعراض عنہا وترک التشاغل بہا۔

ترجمہ

ہمارے بزرگ سردار محدثین شیخ صدوق محمد بن علی بن بابوی القمی طیب اللہ ثراہ نے اپنی کتاب اعتقادات میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارا (یعنی کل فرقہ شیعہ کا) اعتقاد یہ ہے کہ وہ قرآن جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل فرمایا تھا وہ یہی ہے جو دو دفتیون کے مابین ہے اور جو آدمیون کے ہاتھہ مین موجود ہے اس سے کچھ بھی زیادہ نہین ہے یہ بھی ارشاد فرمایا اور جو شخص ہماری طرف نسبت دے کہ ہم اس بات کے قائل ہین کہ وہ اس سے زیادہ ہے تو وہ شخص یقیناً جھوٹا ہے اور حضرت شیخ الطائفہ محمد ابن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر تبیان مین فرمایا کہ قرآن مجید کی بیشی اور کمی مین کلام کرنا ایسی بات ہے جو ہرگز قرآن مجید کے لایق نہین اس لئے کہ اُس مین بیشی تو ایسی چیز ہے جس کے باطل ہونے پر ہمارے تمام علمار کا اجماع ہے (یعنی تمام علمار شیعہ اس امر کے قائل ہین کہ کلام خدا مین بیشی ہو ہی نہین سکتی) اب رہا اُس مین سے کم ہوجانا تو اس کا بھی خلاف

واقع ہونا کل مسلمانون کے مذہب سے ظاہر ہے اور یہی بات ہماری مذہب
مین بھی صحیح ہونے کی زیادہ قابلیت رکھتی ہے اور یہی وہ مذہب ہے جسکی
تائید جناب سید مرتضیٰ علیہم اللہ نے فرمائی ہے اور یہی امر ہماری کل روایتون
سے بھی ظاہر وثابت ہے البتہ یہ بات بھی ہے کہ خواص وعوام کی طرف سے
بہت سی روایتین ایسی بھی مروی ہوئی ہین جنسے قرآن مجید کی بہت سی
آیتون کا کم ہو جانا اور اُن مین سے بعض کا ایک جگہ سے دوسری جگہ
منتقل ہونا پایا جاتا ہے مگر اُن سب کے طریقہ احاد ہین جنسے قابل یقین علم
حاصل نہین ہوتا پس ایسی روایتون سے روگردانی کرنا اور اُن مین مشغول
ہونے کو چھوڑ دینا سب سے بہتر ہے۔

ابتو آپ نے غور سے سُنا اور دیکھا کہ ہمارا اتنا بڑا عالم جو جناب صاحب
الامر علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوا تھا یعنی اُن کے والد نے جن کے یہان
اولاد نہ ہوتی تھی نائب طاہر کی معرفت حجۃ العصر صاحب الامر عجل اللہ ظہورہٗ
کی حضور مین دعا کی خواہش کی تھی اور جواب یہ پایا تھا کہ اِنّہٗ دَعَالہٗ
(حضرت نے آپ کے لئے دعا فرما دی) اِس دعا کے اثر سے خدائے تعالیٰ
نے اُن کے والد کو دو بیٹے عطا فرمائے یہ اسپر فخر کیا کرتے تھے کہ مین حضرت
حجت کی دعا کا نتیجہ ہون مذہب شیعہ کی چار مشہور حدیث کی کتابون مین
سے دو انہی جلیل القدر بزرگوار کی تصنیف فرمائی ہوئی ہین - وہ اپنا ذاتی اعتقاد
ظاہر نہین فرماتے یعنی یون نہین کہتے اعتقادی (میرا اعتقاد) بلکہ ارشاد فرماتے
ہین کہ اِعتقادنا (یعنی ہمارا اعتقاد) یہ ضمیر متکلم مع الغیر ہے جو کل فرقہ شیعہ
کو شامل کرتی ہے۔ وہ صاف فرما رہے ہین کہ وہ قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی (محمد مصطفیٰ) پر نازل فرمایا تھا وہ یہی ہے کہ جو دو دفتیون کے مابین ہے

اور جو لوگون کے ہاتھ مین اِسوقت موجود ہے۔اس سے کچھ بھی زیادہ نہین
یہ بھی علی الاعلان ارشاد فرما رہے ہین کہ جو شخص ہماری طرف اِس بات کو
نسبت دیتا ہے کہ ہم اس سے زیادہ کے قائل ہین وہ پکا جھوٹا ہے اِسی
طرح شیخ ابو جعفر طوسیؒ اپنی تفسیر تبیان مین جو کچھ اس بارہ مین فرماتے ہین
مین آپ کو سُنا چکا ایک اور ہمارے مذہب کے رُکن رکین عالم حضرت
سید علی مرتضیٰ علم الہدیٰ کا مذہب بھی اِس بارہ مین آپ کو معلوم ہو گیا
پس باوجود اِن اٹل شہادتون کے آپ کا اسپات پر اڑے رہنا
کہ شیعون کا ایمان قرآن پر نہین ہو سکتا۔ ایسا مہمل دعویٰ ہے کہ جو
ناواقف سے ناواقف بھی عام طور پر سمجھ لیگا آپ کے بحر العلوم کو جس
بات پر غصہ آتا ہے وہ لفظ تقصیر صحابہ ہے مگر آپ نے ان کے الفاظ کو
بھی کاٹ تراش کر پڑھا وہ صاف فرما رہے ہین کہ جن لوگون کا یہ
عقیدہ ہو کہ قرآنِ مجید اس موجودہ لکھے ہوئے سے کچھ زیادہ تھا اور
وہ تقصیر صحابہ سے جاتا رہا تو وہ کافر ہین بحمد اللہ فرقہ شیعہ مین سے
کوئی شخص اِس بات کا قائل نہین کہ اِس قرآنِ مجید سے کچھ بھی زیادہ
تھا بلکہ آپ کی اِس کتاب سے ہمارے ایمان کی تائید مزید نکل آئی
فالحمد اللہ علی احسانہٖ اسی مین ملاحظہ فرمائیے یہ حدیث مرقوم ہے
کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہماری
قبلہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے مین تم کو اس بات
سے منع کرتا ہون کہ اُسکو کافر نہ کہو۔ بحر العلوم اس حدیث کو نقل کرکے
لکھتے ہین کہ روافض اہلِ قبلہ ضرور ہین لہذا ہم ان کی تکفیر نہین کر سکتے
بہرحال اس کتاب مین بھی وہ نہ نکلا جو مین نے کہا تھا کہ جو شخص تحریف کا

قائل ہو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جب تک آپ اپنے کسی معتبر
عالم کی تحریر سے یہ بات نہ دکھائینگے آپ سے برابر مواخذہ کیا جائیگا۔ بحمد اللہ
کُل کتابیں اور حدیثیں ہمارے ایمان بالقرآن کی شاہد ہیں اور بفضلہ ہم
ایمان پر ہیں۔ جب آپ اپنے کسی معتبر عالم کی یہ تحریر پیش کرینگے کہ تحریف کا
قائل دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہے تو آپکی خیر نہیں ہم کیا کیا ثابت کر دکھائینگے
اور انشاء اللہ کوئی بات اُٹھا نہ رکھیں گے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

حاضرین مجمع دیکھ رہے ہیں کہ دو تقریریں ہوئیں مگر ابھی تک اصل بحث پر
نہیں آتے بحر العلوم کے غصہ کی وجوہ پر چل پڑے شارح مواقف کو شیعوں کی
کتابوں کا علم نہ ہوا ہوگا بحر العلوم چونکہ لکھنؤ میں رہتے تھے جو شیعوں کا
مرکز ہے اُن کو تفسیر مجمع البیان مل گئی شیعہ علی العموم اپنی کتابوں کو
چھپاتے ہیں شیخ صدوق نے دعویٰ کیا ہے کہ اجماع اس میں ہے کہ زیادتی
نہیں ہوئی اور صاحب احتجاج کی روایت میں پہلے بیان کر چکا ہوں اب
اس بات کا فیصلہ کون کرے کہ یہ سچی ہے یا وہ۔ میں نے دین نصاریٰ میں
داخل ہونے کو نہیں کہا میں نے مردم شماری کے رجسٹر کی بابتہ کہا تھا کہ
آپ اپنے مسلم ہونے کے ثبوت میں بجائے اور کتابیں پیش کرنے کے عدالت
سے رجسٹر مردم شماری کی نقل حاصل کرکے پیش کر دیجئے پھر عرض کرتا ہوں
کہ بحث پر آئیے بار بار عرض کرتا ہوں دو تقریریں ہو چکیں اب تیسری
مرتبہ پھر عرض کرتا ہوں آپنے تمام راویان قرآن کو جھوٹا مانا تحریف قرآن
کی روایات کمی و زیادتی کی شہادتیں موجود۔ بحر العلوم کی طرف اا قبلہ کے

کفر کے متعلق توجہ فرمائی۔ ذرا سی وجہ سے ہوتی ہے کہ دوسری باتیں پیش ہوتی ہیں اب جو تقریر ہو گی تو میں دوسری بات نہ کرونگا (یہاں ایک آیت قرآن پڑھی) ان تمام وجوہ کے ہوتے ہوئے ہم کوئی وجہ کافر نہ ہونے کی نہیں پاتے ایسی وجوہ دیکھتے ہوئے آپ کا ایمان کیسے ثابت ہو سکتا ہے

مولوی سیّد سبط حسن صاحب قبلہ

مخاطب نے جو کچھ بیان فرمایا وہ بجا ہے جو میں نے استدلال کیا وہ ایمان پر ہے اب آپ فرماتے ہیں کہ اب میں تقریر نہ کرونگا اس سے آپ ہم کو تسلیم کر چکے کہ ہم مسلمان با ایمان ہیں اور فضیلت وہی ہے جسپر دشمن گواہی دے نصاریٰ سے تو دینی افتراق ہے اُن سے میں کیونکر ہو سکتا ہے فرقۂ اہلسنت نے ہم کو فرقۂ اسلام میں شمار کیا ہم شکر کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر ذرہ برابر بھی وہم ہوتا کہ اگر قرآن پر ایمان نہ ہوتا تو ہم کافر ہوتے بحمدہ ہم اُن کے نزدیک مومن ہیں آپ کا شک کوئی چیز نہیں ہے جب طے ہوا کہ ہم مومن ہیں اور آپ ہماری شہادت رد نہ کرسکے لہذا ہم مومن ہیں اور ہمارے مومن ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔ جو زبان سے اقرار کرے اور قلب سے تصدیق کرے وہی شخص مومن ہے (شرح عقائد النسفی صفحہ ۶۴ کی عبارت پڑھی) جسکا ترجمہ یہ ہے جو شخص اپنے دل میں ضروریات دینی کی تصدیق پاتا ہو اور اُس تصدیق کی بموجب اقرار کرتا ہو تو وہ مومن ہے لہذا اس تصریح کے ذریعہ سے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں اپنے دل میں تصدیق قرآن کرتا ہوں اس لئے مجھے سزاوار ہے کہ میں کلمہ کو جاری کردوں کہ برحق مومن ہوں اور یہی اعتقاد میرا سارا فرقہ رکھتا ہے

وہ سب بھی مومن ہیں - میں یہ کہیں نہیں پاتا کہ وہ شخص جو تحریف کا قائل ہو مومن نہیں ہے اور جا معین قرآن کی عزت نہ کرے وہ مومن نہیں ہے۔
دیہاں شرح عقائد نسفی صفحہ ۹۴ سے عبارت پڑھی) جسوقت میں کہ عہد سے تصدیق قلبی اور اقرار زبانی پایا جائے وہ سزاوار ہے کہ مومن کہا جائے بشر کے امکان سے باہر ہے کہ وہ قدح کرے میں تصدیق قلب سے پاتا ہوں جب کتب اہلسنت سے دیہاں ایک آیت کلام مجید پڑھی اٰمَنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ - **ترجمہ** رسول بھی اُسپر ایمان لائے جو اُن کے پروردگار کے پاس سے اُن کی طرف نازل کیا گیا اور مومنین بھی (اُسپر ایمان لائے) ہر ایک اللہ پر بھی ایمان لایا اور اس کے فرشتوں پر بھی اور اُس کی کتابوں پر بھی اور اُس کے رسولوں پر بھی - اُسکی کتابوں میں قرآن مجید بھی داخل ہے اور حسب شہادت خدائے تعالیٰ جیسے رسول اُسپر ایمان لایا ویسے ہی مومن بھی ایمان لائے ہیں لہذا الشہادت دشمن و تائید اہلسنت وغیرہ میں نے ثابت کر دیا کہ ہم مومن ہیں اس کے بعد ماہر مخاطب نے عبارت جو سُنائی اس میں فذھب بعض اصحابنا ہے اس سے اُن کا مطلب صاحب مجمع البیان سے ہے حالانکہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی نسبت صاحب فصل الخطاب کا سوء ظن بیان کیا گیا ہے نہ وہ محمد یعقوب کلینی کے درجے کے ہیں نہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے مرتبہ کے - وہ ایک فرد متاخرین میں سے ہیں جنکو اُن بزرگان دین سے جو رکن مذہب شیعہ ہیں - کوئی نسبت نہیں ہو سکتی سوائے اُس کے جیسے ایک چھوٹا سا بچہ کسی جلیل القدر بزرگ کے سامنے ہو یہ صدوق علیہ الرحمۃ کے

مقابل ایک مجہول شخص ہے اُن کی شان میں صاحب الامر علیہ السلام
کی دعا سے پیدا ہونا اُن کے فخر کے لئے کافی ہے اُن کے مقابلہ میں صاحب
فصل الخطاب کیا چیز ہو سکتا ہے اُنکی وجاہت ایسی ہے کہ میں اُن کا نام
لیتے ہوئے تھرّاتا ہوں - میں شیخ صدوق کے سامنے صاحب فصل الخطاب
کو کیا چیز سمجھتا ہوں -

مولوی عبدالشکور صاحب

اُن سے کل فصل الخطاب پیش کی تھی آج فرماتے ہیں کہ مجھے وہ کتاب
معلوم بھی نہیں کہ کہاں چھپی - وہ مجہول شخص ہے کل صاحب صافی کے لئے
فرمایا تھا کہ وہ اخباری ہیں آج فرماتے ہیں کہ فصل الخطاب میں نے دیکھی بھی
نہیں - اگر آپنے ان کتاب کو نہیں دیکھا تو یہاں کیوں تکلیف فرمائی - سید
ناصر حسین قبلہ کو لائے ہوتے جنکو ہز آنر سر جان ہیوٹ نے میرے مقابل
بنایا تھا - صاحب فصل الخطاب کچھ نہ سہی مجہول سہی کیا صاحب احتجاج
اور محمد ابن یعقوب کلینی بھی مجہول ہو گئے یا تو مذہب شیعہ کو چھوڑ کے
یا تحریف کی عقیدہ کو چھوڑئے تمام کتب کو ایسے ہی کہلوا چھوڑونگا آپ
فرماتے ہیں کہ میرے قلب میں تصدیق ہے میں اَنَا مُؤمِنٌ حقّاً کہوں گا
ایسا آپ کہئے بحث تو یہ ہے کہ ثابت کیجئے - جبتک احتمال تقیہ کا نہ اُٹھا دیجئے
منہ سے کہنا سند نہیں منہ سے ایسی باتیں کردیتے ہیں جو دل میں نہیں ہوتیں
یہاں آیت پڑھی یَقُولُونَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ط آپ تو اپنے
مذہب کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں - ان بحثوں کو چھوڑئے اور اصل پر تشریف
لائیے کل عرض کیا تھا آج بھی عرض کرتا ہوں کہ مذہب شیعہ کا ایمان

قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے اور میرا یہ سوال اور کسی کلمہ گو یا اسلام سے سوائے
مذہب شیعہ نہین ہو سکتا ان تینون وجوہ کا جواب دیجئے۔
شرح مواقف اگر آپ پیش کرین تو اپنی کتب بھی اُس کیساتھ پیش کیجئے
اور ثابت کیجئے آپ کسی کا احسان ہین آپ کیا کرتے ہیں یہان ایک شعر ہے
جسکا دوسرا مصرعہ یہ ہو ع قہ ہے کہ بت مجھے گبر مسلمان مجھکو" آپ کی کتابین خارج
از اسلام ثابت کرتی ہیں اور آپ الزام دیتے ہیں شارح مواقف پر یہ باتین
آپکے کیا مفید ہین مین اس سے عاجز نہین۔ آپ بار بار نہ کہئے مین وہی
کہونگا۔ حاضرین نے سمجھا آپ نے بھی خود محسوس کیا ہوگا یاد رکھئے کہ ہم
اسوقت کتاب مجید کی تائید مین کہڑے ہیں آپ ہمارے مقابلہ مین نہین آئے
بلکہ آپ آئے ہین قرآن کے مقابلہ کے لئے۔ آپ آئے ہیں افواج الہیہ کے
مقابلہ مین میرے سوال پر آئیے کسی کی طرف نہ جائیے۔ شرح مواقف
اور جسٹر گورنمنٹ پر نہ جائیے آپ کا سنگ مذہب آج کتب ملنے پر معلوم
ہوا علامۂ بحر العلوم نے لکھ دیا ہے۔ آپ اپنے اصول مسلمہ پر بتلادین کہ کیا
قرآن مجید جو آپ کے ہاتھون مین ہے اسپر آپ کا ایمان ہو سکتا ہے اور صرف
آپ اقرار ہی کو فرمائے جاتے ہین۔ مین ختم کرتا ہون اور اُن باتونکا جواب
مانگتا ہون۔

جناب مولوی مقبول احمد صاحب صدر فرقۂ شیعہ

جو سوال ہمارا مناظر کرتا ہے اُسکا جواب دینا چاہئے اُس کو ٹالنا
مناسب نہین ہے

مولوی خلیل احمد صاحب صدر فرقۂ سُنی

حضور والا اور صدر جانتے ہین کہ سوال کرنیکا ہمارا حق ہی جواب کا حق ہے آپ کا جب تک ہماری سوال کا جواب نہ دی چکین اُسوقت تک آپکو سوال کرنیکا کوئی حق نہین۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ

مین جناب صدر صاحب فرقہ سنیہ سی عرض کرتا ہون کہ مین ضمنی سوال کا جواب چاہتا ہون۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر

مین ضمنی نہین جانتا۔

مولوی سبط حسن صاحب

ایک فرقہ مجسمہ ہے کہ عرش پر خدا کو بیٹھا ہوا مانتا ہے کہ اُس کے بوجھ سی عرش چرچرپر بولتا ہے ہم اُس سے بھی بدتر ثابت ہوئے بہرحال وہ لوگ بھی اُسی فرقہ مین داخل ہوئے۔ مخاطب صاحب کی طبیعت اموزون معلوم ہوتی ہے۔ تقیہ کے متعلق بیان مین آئیگا۔ بحمدہ ہمنے تمام امور ثابت کردیئے جیسے ہماری مسلمان ہونے کی شہادت ہوگئی۔ اب جو کچھ بھی سوال ہوگا اُس کے متعلق الزامی جواب عرض کرونگا۔ مگر یہ کہونگا کہ ہمارے مخالف کو ہمارے اسلام مین جائے دم زدن نہین ہے۔ میری بابتہ یہ فرمایا گیا کہ مجھے صاحب فصل الخطاب اور انکی کتاب فصل الخطاب کی اطلاع نہین بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ مین نے جو کچھ صاحب فصل الخطاب کی

نسبت کہا تہا وہ صدوق علیہ الرحمہ کے مقابلہ مین کہا تھا۔ بیشک صدوق
علیہ الرحمہ کے مقابلہ مین وہ ہر طرح جہوٹے ہی ثابت ہونگے۔ انہون نے
فرمایا ہے یعنی شیخ صدوق علیہ الرحمۃ فرمایا ہے کہ ہمارا فرقہ قرآن کے ساتھ
ہے کوئی شبہ نہین فرماتے۔ محل تقیہ پر بیانسیان دی گئین تقیہ مین بھی
ہماری مذہب کو لوگ جانتے ہین آپ اس کم عمری مین سب کچھ جان گئے
کیا اتنے اتنے بڑے بزرگ محدث سبھی ناواقف رہے۔ فخر الدین رازی اپنی
تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کی جلد ۵ صفحہ ۲۶۵ مین فرماتے ہیں (یہان ایک آیت
معہ ترجمہ اور حدیث پڑھی - پھر یہ فرمایا۔ لہذا معلوم ہوگیا کہ آپ کو کسی
رد کی قدرت نہین ہے۔ تمام کتب موجود ہیں اب ہم مومن ہوگئے۔
اور سوال کا کوئی قصہ بغیر کافی جواب باقی نہین رہا۔ تمام امور متعلق سوال اپنا
ثابت کردئے۔ علامہ قوشجی نے ہماری کتاب تجرید العقائد مصنفہ حضرت
خواجہ نصیر الدین محقق طوسی علیہ الرحمہ کی شرح لکھی ہے اور اس کو اپنا
مایہ ناز بیان کیا ہے۔ اس نے ہماری عقائد کی ایک ایک جز و پر کافی غور
کیا ہے۔ اسکو ہر بات کا علم ہو لہذا یہ عذر کہ آپ کے مذہب کی اطلاع نہتھی
یہ بیکار ہے۔ جو کچھ اسے معلوم ہو سکا وہ ہماری عقیدہ کا ایک ایک جز و بتاچپ
اس نے پورا غور کرکے شرح لکھی۔ ہماری کتاب کا نام ہی یہ بتلاتا ہے کہ اسمین
ایک ایک عقیدہ کو جدا جدا صاف کرکے دکہایا گیا ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب حسنی صدر فرقہ سنیہ

جناب صدر صاحب مجھے دریافت کرتا ہے کہ فرائض صدر جلسہ مین سے جو
دوسرا فرض ہے مین چاہتا ہون کہ آپ اسکا ملاحظہ فرمالین اور باتفاق

فریقین ان شرائط کی بموجب صدر مقرر فرمایا گیا ہے۔ مین جناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ کی رائے مین تکرار عبث ہو رہا ہے یا نہین اگر ایسا ہی ہے تو اپنا فرض ادا کیجئے اور اگر نہین تو چلنے دیجئے۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ صدر فرقہ شیعہ

جناب صدر صاحب۔ کل سے اس گفتگو کو آپ سماعت فرما رہے ہیں اور جو تقریر ہو رہی ہے اُس سے آپنے اندازہ فرمایا ہوگا کہ ہمارا مناظر برابر ثابت کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر فرقہ سُنیہ

تکرار عبث اور کیا ہے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ تم اسکو ثابت کردو کہ فرقہ شیعہ مسلمان ہو اور خطرہ کو نکالو۔ اسکا جواب یہی ہے کہ زید عمر کر یوں کہتا ہے۔ آپ اپنی کتاب دربجواب اسلام ثابت کرو جواب مین یہ کہا جاتا ہے کہ شرح مواقف وغیرہ یہ کہتی ہے کہ مسلمان ہین۔ فلان یہ کہتا ہے کہ مسلمان ہین اور عجز دمغلوبیت کیا معنی۔ بار بار تکرار ہو رہی ہے آپ غور فرما کر فیصلہ کیجئے۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ صدر

صدر صاحب نے جو فرمایا وہ سوال کا فقرہ نہین ہے اُس کے متعلق توضیح فرمائی ہے۔

الف۔ خدا کے یہان سے کتاب اُتری۔

ب۔ قرآن وہی کتاب ہے جو خدا کے یہاں سے آئی ہے۔
چونکہ ہمارے ایمان پر حملہ کیا گیا ہے لہذا جواب بہت باقاعدہ ہے۔ مجھے کوئی وجہ تکرار عبث کی نہیں معلوم ہوتی۔

مولوی خلیل احمد صاحب سُنی

مناظر سنی نے اپنا مفصل سوال آپکی موجودگی میں پیش کیا اور اُسکا جواب چاہا آپ کل سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ سوال بہت طویل تھا جواب ابھی تک نہیں دیا جاتا۔ آپ بلا رو رعایت فرمادیں کہ تکرار عبث ہو رہی ہے یا نہیں۔ صاف فرمادیں۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ شیعہ

صدر صاحب نے جس سوال کی نسبت فرمایا ہی ہماری پاس وہ تحریر نہیں پہنچا ہمارے پاس مختصر سوال بھیجا ہی جسے مین پڑھ کر سناتا ہوں (اسکے بعد سوال معہ اُسکی توضیح اور (ا۔ ب) کے پڑھکر سنادیا۔ چنانچہ سوال کی توضیح اوّل کا جواب دیا گیا ہے اور دیا جارہا ہے آئندہ توضیح کا جواب ہوگا۔ تکرار عبث کی کوئی بات نہیں ہے یہ اعتراض عبث ہے آپ بتامل فیصلہ صادر فرمائیں۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر سنیہ

حضور کو اختیار ہی مجھے کچھ اور عرض کرنا نہیں ہے فیصلہ آپ ہی پر ہی۔

بابو رگھبیر سرن صاحب صدر جلسہ فریقین

مین نے کل بھی عرض کیا تھا کہ فریقین کیجانب سے غیر ضرورت باتین

طول طویل ہو رہی ہیں بہت سی باتین ادہر سے بہت سی باتین اُدہر سے قابل اعتراض ہوئین بجائے اس کے کہ مین آخری جواب تصفیہ او رفیصلہ عرض کردن یہ عرض کرتا ہون کہ آئندہ تقریر مین طول نہ ہو جس سے تکرار عبث کے اعتراض کا موقع نہ ملے

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ

تمام حضّار نے یہ فیصلہ صدر صاحب سُن لیا کہ انہون نے فیصلہ تکرار عبث صادر نہین فرمایا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

اسوقت فریقین کو شکر گذار ہونا چاہیئے کہ جناب صدر نے نہایت معقول جواب دیا۔ جب دونون طرف فضول تقریرین ہوئین تو مین کامیاب ہوتا ہون اور پھر سوال کرتا ہون اب جتنی زاید باتین ہونگی اُن مین سے کسی ایک کا بھی جواب نہ دونگا۔ میرا یہ سوال یہ تھا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہوسکتا ہی میرے سوال کی پوری نقل کل دیجاتی تھی اور شام دی گئی مگر نہ لی۔ میری تقریر یہ تھی کہ یہ قیامت خیز سوال فرقہ شیعہ سے کیا کیون گیا۔ دوسرے فرقہ سے کیون نہ ہوا۔ اور تین وجہ بیان کیگئین جن کے دلائل سننے کا مجھے اشتیاق تھا اُن وجوہ کے جوابات شافی کا اشتیاق ہے۔

مولانا سیّد سبط حسن صاحب قبلہ

حضرات اور جناب صدر صاحب جو کچھ مجھے عرض کرنا تھا عرض کرچکا بہر حال میرے پیش کیئے ہوئے شواہد مردود ہوئے یعنی یہ کہا جائے کہ کسی کا جواب نہین دیا جاتا اسکا کیا جواب ہوسکتا ہے جبکہ مخالف اپنی بات پر اڑا رہے خیر پھر سُن لیجئے

کریم پر ایمان کیونکر لاسکتے ہین کیونکہ قرآن مجید سب کا سب ایک ہی مرتبہ نازل نہیں ہوا تیئیس برس کی مدت مین رفتہ رفتہ اور جستہ جستہ آیا ہے اصحاب رسول مین ایسے بھی لوگ ہوئے ہین جو صرف سورہ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَق پر ایمان لاکر مرگئے وہ بھی مومن بالقرآن تھے بعض دو چار یا دس پانچ سورتون پر ایمان لاکر شہید ہوگئے وہ بھی مومن بالقرآن تھے بعض آٹھویں حصہ قرآن پر ایمان لاکر انتقال کرگئے بعض کو چھٹے حصہ قرآن پر ایمان لانیکا موقع ملا بعض کو پانچوین حصہ قرآن پر بعض کو چوتھے حصہ قرآن پر بعض تہائی قرآن پر بعض کو نصف قرآن پر بعض کو پوری قرآن پر جناب رسولخدا کے انتقال سے لیکر حضرت عمر کے زمانہ تک بلکہ اُس زمانہ تک کہ حضرت عثمان نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن رائج اور مشتہر کیا تمام لوگ یقیناً مومن بالقرآن تھے مومن بالقرآن ہونے کے لئے یہ شرط کہین نہیں لکھی کہ وہ عثمان کے مرتبہ اور مجموعہ قرآن پر ایمان لائے پس جب تمام شقین مین نے بیان کین مومن بالقرآن ہونے کی تو ہم مومن بالقرآن ہونے سے کیونکر خارج ہو سکتے ہین ہماری ذی فہم مخاطب تمام دلائل سنیں اور کسی ایک بات کا بھی جواب نہ دین تو اس کا ہمارے پاس علاج کیا ہے۔ اب یہ کہ جامعین قرآن پر ایمان لاؤ تو آپ کے جامعین قرآن پر ہمارے لیئے ضرور نہین ہم تو گروہ اہل بیت پر ایمان لانے کے لیئے امر ہین جنکو جناب رسولخدا نے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ فرمایا ہے اُن کا یہ قول ہمارے پاس موجود ہے کہ یہی قرآن قرآن ہے اسی کو سیکھو اسیکو پڑھو اسی سے ہدایات حاصل کرو اسی سے احکام شرعیہ مستنبط کئے ہین علمار کا قول اسی قرآن پر عمل کرنے کے متعلق ہے معصوم کا قول کہ قرآن یہی ہے اسے لیلو اسے سیکھو ہم ان احکام کی تعمیل پر تیار ہین اور انہین احکام پر تعمیل کرتے رہتے ہیں یہ نص عترت طاہرہ ہے

جنکا دامن ہم نے پکڑا اور جنکے گہر قرآن مجید نازل ہوا ہماری کسی کتاب مین کوئی
ایسی نہین دکہائی جاسکتی جو اس قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری قرآن مجید سے
لی گئی ہو بعض ائمہ علیہ السلام ہم جانتے ہین اور ایمان رکہتے ہین کہ قرآن مجید
منزل من اللہ یہی ہے اب کچھ روایات ہماری کچھ اُن کی زیادہ اُن کی کم
ہماری موجود ہین اب جناب صدر صاحب کی توجہ کہ احاد اور تواتر کا فرق کیا ہی
ایک جز کوئی شخص اگر بیان کرے تو یہ خبر احاد ہوئی نفس اُس کی طرف متوجہ ہوگا
مگر یقین کرنا لازم نہین جب دوسرا اگر اُس خبر کو بیان کریگا تو یہ خبر مستند ہو جائیگی
مگر یکے بادیگرے اگر بہت سے شخص اگر ایک ہی خبر کو بیان کرین تب تو یقین کرنیکے
کے بارہ مین کوئی وجہ شک باقی نہین رہ سکتی پس ایک ہی خبر کا بہت سے
آدمیونکی زبان سے بیان ہونا تواتر کہلاتا ہے تواتر کے معنی پے درپے خبر دینے کے
ہین جب ایک کے بعد ایک خبر دیتا گیا تو وہ خبر ظن کے درجہ سے نکلکر متواتر
یعنی یقین کے درجہ پر پہونچ گئی مین ان روایات کو کل بہی پیش کرچکا ہون کہ
ایک ایک ہوکر بہی تواتر ہو جاتا ہے صحیح بخاری کی نسبت حضرات اہل سنت کا
یہ عقیدہ ہے کہ وہ سب کی سب صحیح ہے اُس کی نسبت اُنکی کتب مین لکہا ہوا
موجود ہے کہ جناب رسول خدا نے بعض حضرات کے خواب مین آکر اُس کی
نسبت یہ فرمادیا ہے کہ وہ اوّل سے آخر تک سب کی سب صحیح ہے رسول اللہ کا
خواب مین آکر فرمانا اور اُن کا زندگی مین فرمانا یکسان ہے یہ آپ کے نزدیک
بہی مسلمہ ہو کہ شیطان جناب رسولخدا کی صورت اختیار نہین کرسکتا کل آپنے
ہماری کتاب کافی کی نسبت فرمایا کہ وہ ہمارے امام غائب کی نظر سے گذر چکی ہو
تو آپ کے اعتقاد کی بموجب آپکی صحیح بخاری کو جناب رسولخدا نے صحیح بتادیا
تو پہر پہر شک کونسا باقی رہا اور وجہ کیا کہ اُسکی روایتون کے قبول کرنے مین

آپ ذرا بھی تامل کریں۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ صدر فرقۂ شیعہ

جناب صدر صاحب جو کچھ جواب ہمارے مناظر نے دیا وہ جواب باقاعدہ ہوگیا یا نہیں۔

صدر جلسہ فریقین

اس کا جواب فریق ثانی دیگا۔

مولوی عبد الشکور صاحب

یہ دریافت کرنے کا حق میرا ہے اسوقت آپنے جو باتیں فرمائی ہین وہ وہی ہین جو کل بیان کی گئی تھین کسی کا جواب نہ دونگا صرف ایک بات اسوقت کہی جو کل بھی کہی تھی جو قابل جواب ہے جواب الجواب کے سننے کا مشتاق ہون آپکا قول کہ ہمارے علماء سے تصدیق ائمہ ہوگی آپ نے نہج البلاغہ سے یہ دیکھا تھا کہ ھمتکو اِھٰذَا القرآن یہ کس قرآن کو صاحب الامر نے فرمایا وہ کونسا قرآن ہی غار والا یا یہ دوسری یہ کہ قرآن کو متواتر کہا تیسری یہ کہ قول جناب امیر مین تقیہ کا احتمال تو نہین ہے۔ میرا سوال یہ نہین ہی کہ آپ اسوقت تقیہ کا جواب دین آج مین اتنا اور عرض کردون کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہذا کا اشارہ مخصوص کی طرف ہوتا ہے مگر یہ نہین فرمایا کہ متکلم کا مخصوص مراد ہے یا مخاطب کا اُس قول کے متکلم تو جناب امیر ہین تو وہ اپنے جمع کیئے ہوئے قرآن کی طرف اشارہ فرماتے تھے یا حضرت عثمان کے جمع کیئے ہوئے قرآن کی طرف جو دشمنان دین کی ہاتھ سے نکلا۔ اور جناب امیر نے اُس کو لیا۔ جو مخاطب کی ہاتھ مین تھا جناب والا ان باتون سی کام نہ چلیگا یہ ثابت کردیجیے اور اُس تصدیق کو د کہا دیجیے اور

یہ بھی مجھے کہنا تھا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

سب حضرات نے توجہ کی ہوگی کہ ہم نے اپنا ایمان بالقرآن کیسے واضح طور سے ثابت کر دیا یہان کوئی تقیہ نہین ہے امور تبلیغی مین معصوم تقیہ نہین کیا کرتے جناب امیر علیہ السلام نے قرآن مجید کے تمسک کا حکم دیئے ہین کوئی تقیہ نہین کیا ہمارے ذیفہم مخاطب بار بار تقیہ کا ذکر لاتے ہین اگر اس کا جواب دینا شروع کرون تو دوسرے مسئلہ کی طرف رجوع ہونا ہے اگر صدر جلسہ اجازت دین تو مین تقیہ کا جواب دینا شروع کرون (مگر صدر صاحب نے اس جواب کو رد کر دیا) ہمارے اگر کسی دوسرے قرآن کا کوئی حوالہ ہماری کسی کتاب مین دیکر کوئی حکم اُس سوا اخذ کیا گیا ہو تو اُسے پیش کرین ہمارے ذی فہم مخاطب نے ہذا القرآن کے بارے مین یہ سوال کیا ہے کہ لفظ ہذا متکلم کے محسوس کو بتاتا ہے یا مخاطب کے محسوس کو نحو کی کتابین معنی وبیان کی کتابین سب بتلا رہی ہین جیسا کہ تجدی نے اپنی کتاب مین تصریح کر دی ہے کہ لفظ ہذا جب متکلم کی زبان سے صادر ہوتا ہے تو وہ متکلم کی انگلی سے خود اس چیز تک ایک خط کھینچدیتا ہے جو متکلم مخاطب کو بتانی چاہتا ہے اب مہربانی کرکے بتایئے کہ جو جناب امیر نے بتایا ہے وہ کیا ہے کہ مین سمجھون۔ وہ یقیناً یہی کتاب خدا ہے جو لفظ ہذا کے ساتھ موجود ہے حکم تمسک بہ ہذا القرآن کا اشارہ کیا ہے جو عثمان کا قرآن جمع کیا ہوا اِن حضرت کے پاس بھی تھا اور متمسک عام مسلمانون کے پاس ہے وہی قرآن بچ رہے ورنہ جلا دیا جاتا حسب فہم مخاطب تقیہ کیا ہوگا مگر امور تبلیغی مین تقیہ نہین کیا جاتا اس مین ہرگز تقیہ نہین کار تبلیغی رسالت و امامت وغیرہ مین تقیہ نہین کیا جاتا ہین جناب امیر المومنین علیہ السلام کو معصوم و امام سمجھ

مفترض الطاعت سمجھتا ہون لہذا اُون کے حکم کے بموجب اُن کے قرآن کریم اور
کلام کو تسلیم کرتا ہون .... اگر کسی غیر قرآن کی کوئی آیت دکھلا دیجے
تو مین دوسرا قرآن سمجھونگا اُن کی عمل دا حکام سے ہم ثابت کرتے ہیں کہ
ہماری واسطے معصوم کا حکم کافی ہے اور وہ یہ ہی قرآن ہے جسپر ہمارا ایمان ہی
معلوم ہوا کہ ہمارے امام نے اسی قرآن سے تمسک کرنے کا حکم دیا کہ تمسک کر
اس قرآن سے ثابت ہوا کہ ہمارا قرآن یہی ہے اور جبکہ معصوم نے تصدیق
کردی پس یہ ہی قرآن ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

بہت حیرت انگیز بات ہی کہ صدر صاحب سے تقیہ کی اجازت لی گئی اور
بحث روکدی گئی ہیں یا البتہ ہو سوال کو چھوڑونگا تین وجوہ بیان کیئے تمام ناقلان
قرآن و راویان دین و ایمان آپ کے نزدیک کاذب ہین تو خیر کل سارا
وقت اسی مین گذرا اور آپ مدعی ہین کتب سے دلائل پیش کرنے کی روایات
دکھائین کمی ہوئی بیشی ہوئی علمار کا اقرار دکھایا روایات صراحتاً تحریف پر
دلالت کرتی ہین کہ انہین روایات پر معتقد تحریف ہین ان باتون سے کیا فائدہ

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

حاضرین پر فیصلہ ہی کہ تقیہ کی بحث مین لے لی ہے یا نہین۔ آپ نے فرمایا
ہے کہ تمام راویان وغیرہ کو آپنے جھوٹا مانا ہے دوسری یہ بتائیے کہ آپ
یہان تحریف ہوئی۔ ہم ثابت کرچکے کہ قرآن مجید یہی قرآن ہی۔
اب یہ ثابت کرنا کہ قرآن مجید مین تحریف ہوئی یا نہین یہ آپ کے ذمہ ہی۔

تحریف کے معنی گھٹاؤ اور بڑھاؤ دونون کے ہیں اور ادھر ادھر کرنے کے بھی ہین
یہ سب باتین اُسمین داخل ہین روایات تحریف دونون فرقون مین ہین
اگر آپ کے یہان ہین تو میرے یہان بھی ہین - آپکی صحیح بخاری مین اور صحیح
مسلم دونون کتابین آپ کے خیال مین معتبر و مستند ہین - اور اُن مین ایسی
روایتین موجود ہین جناب صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی اعتقادیہ مین جو فرمایا ہو
وہ عرض کرتا ہون کتاب صافی صفحہ ۱۳ (یہ وہی عبارت ہے جو اسی سلسلہ
مین دوبارہ نقل کیجا چکی ہی) اسی طرح مین مطالبہ کرونگا اور زور سے مطالبہ
کرونگا کہ فریق مخالف بھی اپنی کسی کتاب سے ایسا ہی اعتقاد اپنا دکھلا ئین
جیساکہ ہم نے صدوق علیہ الرحمہ کے قول سے دکھایا ورنہ اُنکا دعویٰ جھوٹا ہی
اس کے بعد جناب شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ کی عبارت جو تفسیر تبیان مین
ہے وہ پڑھ کر سنائی (یہ عبارت بھی آج کے سلسلہ مین درج ہو اتحاد)
یہ کلام کرنا کہ زائد ہے یا ناقص اس لئے کہ زیادتی کا قول ہمارا اجماعی ہو
کہ باطل ہے اور قول نقصان طرفین میں مشترک ہی - ہمارا وہی مذہب ہے
جو سید مرتضیٰ نے بیان کیا ہی - ہان یہ بات ضرور ہے کہ ہماری طرف بھی اور
اُنکی طرف بھی نقصان کی روایات ہیں اور ایک خبر دوسری خبر کیطرف گئی
ہے - یہ قول دو بزرگون کا ہم نے سنا جو ساری فرقہ کیطرف اپنے اعتقاد کا
اظہار کر رہے ہین کہ ہمارا قرآن یہی ہے جو بین الدفتین ہے - ہماری یہان
زیادتی کا مسئلہ نہین اُن کے یہان موجود ہی - خواہ احتجاج ہو یا کافی ہو
یہ اخبار احاد ہین - جو اعتقادات مین حجت نہین ہو سکتے -
جب ہمارے بزرگ کہتے ہین کہ یہ وہی قرآن ہے تو دوسرے کو کیا حق
ہے کہ وہ اُس سے انکار کری -

مولوی عبدالشکور صاحب

مسئلہ مسلمہ ہو گیا۔ مسئلہ تحریف قرآن فریقین کے یہان موجود۔ معنی مین گھٹاؤ بڑہاؤ دونون باتین فرماتے ہین۔ ہمارے نزدیک نہین موجود۔ آپکا صرف دعویٰ ہے۔ کل سے دلائل طلب کر رہا ہون جیسے مین نے پیش کئے ہین۔ مین نے دکہا دیا کہ صریح تحریف پر دال ہین۔ ہماری کس عالم نے تحریف کا دعویٰ کیا ہے۔ ہمارے کس عالم نے ایسی روایت کو دال بتلایا۔ صرف شیخ صدوق کو فرماتے ہین۔ صرف چار شخص منکر ہین۔ مصنف فصل الخطاب اُنکا رد کرتا ہے۔ شیخ صدوق ہون یا کوئی اور امام معصوم کے رد کا کسی کو حق نہین۔ دونون طرف قول معصوم رد کرنا دشوار۔ ہمارے علمار کی مطابق ثابت کر دیجئے۔ دونون فریق کو فرماتے ہین۔ کوئی روایت پیش کیجئے۔ زیادہ نہین اُس کے ساتھ اقرار تواتر اور یہ کہ تحریف کی ہے اور دلالت کرتی ہے اور اُس کے بموجب عقیدہ بھی۔ یہ کون لکھتا ہے کہ ہماری یہان کمی بیشی ہے ہماری یہان ایک روایت مین بھی نہین۔

صدوق کی بابت کہدیا کہ وہ کہتے ہین کہ زیادتی کا عقیدہ رکھنے والا کافر۔ مین بھی کہتا ہون مولانا حامد حسین صاحب نے استقصار مین کمی کا دعویٰ کیا مگر ہماری طرف سے کچھ کہی نہ دکہا سکے۔ جب سے ہماری طرف تحریف کو منسوب کیا ہے اُسی وقت سے ہمارے علمار کہہ رہے ہین کہ ہماری یہان تحریف نہین مین فاضل مخاطب کو متوجہ کرتا ہون کہ مین اقرار دکہا چکا ہون روایات مع اقرار کے ساتھ معاملہ ختم ہو چکا۔ ایسے ہی صاحب تفسیر صافی نے صاف طور سے شیخ صدوق کے قول کو رد کر دیا ہے۔ قدما مین اُن کا کوئی قول نہین

لیکن کافی کوئی چیز نہین - کیا آپ شان صدوق مصنف کافی سے زیادہ ثابت کردین گے - جبکہ آپ فرماچکے کہ تحریف کا دعویٰ فریقین مین ہے تو مین تو دکھا چکا آپ بھی دکھا دیجئے -

۴ دسمبر ۱۹۲۰ع

آج قبل افتتاح جلسۂ مناظرہ مسیح الحسن صاحب وکیل نے متعلق تقرر صدر جلسۂ عام تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ چونکہ رگھبیر سرن صاحب صدر مقبولۂ فریقین کل باجازت فریقین چلے گئے والاایک تحریر اس مضمون کی فریقین کو جُدا جُدا الکھکر دے گئے ہین کہ مین پانچ اشخاص کو نامزد کئے جاتا ہون آپ اُن مین سے کسی ایک کو اپنا صدر باتفاق رائے یا بقرعۂ اندازی آئندہ کے لئے منتخب کرین اور فریقین کے بعض اشخاص کل ہی اس پر رضامند بھی ہوچکے تھے مگر آج وقت مناظرہ تک کسی کو نامزد نہین کیا گیا تھا اس لئے مناسب ہے کہ کسی کو صدر بنالیا جائے اُس کے بعد کارروائی شروع ہو اس کی مخالفت مین مولوی عبدالشکور صاحب کھڑے ہوئے اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

مولوی عبدالشکور صاحب (قبل از جلسہ باضابطہ)

مناظرہ شروع نہین کرتا بلکہ اپنے صدر کے حکم سے اُنکی طرف سے جواب عرض کرتا ہون - حکیم اسرار الحق صاحب اسکا تکملہ کرینگے -

میری بابت ایسا خیال ظاہر کیا گیا ہے - مین نہین کہہ سکتا کہ یہ کہا تک صحیح ہے - اِس کے متعلق زیادہ نہین کہونگا -

ہم بات بھی کرتے ہین تو ہوجاتے ہین بدنام ٭ وہ قتل بھی کرتے ہین توچرچا نہین ہوتا

قرآن ہوا نی بلا صدر ہو۔ اور مناظرہ بلا صدر نہ ہو۔ کل میرے احباب نے سفارش کی تھی اُس کے ماننے کے لئے مین تیار تھا اور اب میں ہون دو دن سے واقعی پریشانی ہورہی ہے۔ فاضل مخاطب نے دوسرا دعویٰ روایات سنیہ کا اوراوڑھ لیا۔ میرا ارادہ تھا کہ مین دوسرے دعویٰ کا جواب پیش کردن۔ یہ بھی صاف صاف کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمین مین کیون نہین شمار کیے جاتے۔ مین ضرور مسلمین مین شمار کرنے کو تیار ہون اگر آپ تحریف کے متعلق ایک تحریر دیدین کہ ہمارا ایمان اسی قرآن پر ہے۔ جو سب مسلمانون کے پاس ہے اور اس مین کوئی تغیر تبدل الفاظ کا اِدھر اُدھر کرنا وغیرہ کچھ نہین ہے اور اگر کوئی شخص ایسا اعتقاد رکھے تو وہ کافر ہے۔ اگر آپ یہ تحریر دیدین تو مین مانتا ہون اور اگر آپ تحریف کی روایت مذہب سنیہ سے دکھا دین تو مین سمجھونگا کہ مذہب سنیہ پر بالکل خاک پڑ گئی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ تقیہ کی بابت جو فرمایا گیا کہ معصومین تبلیغیہ موقع پر تقیہ نہین فرماتے ہین سب سامان تیار کرکے لایا ہون کہ دکھاؤن اور شیخ صدوق وغیرہ کی بھی جلالت قدر دکھاؤنگا اور یہ بھی دکھاؤنگا کہ وہ دوسرا قرآن کونسا ہے جو جناب امیر کے پاس تھا اور آج کہ غار مین موجود ہے آج مین اُمیدوار تھا کہ آج اس کا مباحثہ ہوگا۔ کل تک تواتر وغیرہ کا اقرار مانگا جا دیگا۔ ایک صحیح روایت کتب اہل سنت کی کتاب سے دکھلا دیجیے تو اسوقت مین سمجھونگا کہ خاک ہے مذہب سنیہ پر۔

مولوی محمد سجاد صاحب

مین نے آپکے الفاظ نوٹ کرلیے ہین کہ تواتر اُس کے لئے مفید نہین ہے

جو خلاف کا معتقد ہے آپ یہ فرما چکے ہیں کہ ایک صحیح روایت متعلق تحریف اگر کتب اہل سنت سے دکھا دیجائے تو خاک ہو مذہب سنت پر اور اہلسنت کی اگر یہی مذہب اہل سنت کا ہو تو ہو۔ آپ اطمینان قلب سے واقعات کو سنئے کہ واقعات کہانتک سچے ہین۔ آپکا اطمینان ہوجائیگا کہ کیونکر مناظرہ کیا جاتا ہے اور کیونکر ٹالا جاتا ہے۔ اور بطالت الحیل کئے جاتے ہیں۔

(اتحاد) اسقدر گفتگو کے بعد اہلسنت نے مولانائے ممدوح کو تقریر سے روکنا چاہا اور بڑے زور سے تقریر فرمائی لیکن مولوی صاحب صدر شیعہ یعنے مولوی محمد سجاد صاحب قبلہ کا تقریر فرمانا قرار پایا اور اپنے سلسلۂ بیان کو اس طرح جاری رکھا)

جو کچھ مین نے عرض کیا اُس کے متعلق عرض کیا کہ شورش آپکی طرف سے ہوئی نہ کہ میری طرف سے کیا یہ شورش انگیز نہین ہے کہ شیعہ کافر ہین۔ یا اگر ہمارے علمار نے اگر تمہین مسلمان کہا ہے تو وہ بے خبر ہین یہ باتین شورش انگیز نہین لیکن مین جو کچھ کہوں وہ شورش انگیز ہے۔ سبحان اللہ۔ آج آپ یقین کرکے آئے ہین کہ تواتر پیش کرینگے ہم سو روائتین دکھائینگے۔ ہر قسم کی کتاب مین۔ بخاری مستند۔ احمد ابن حنبل۔ موطار امام مالک اور در منثور۔ اتقان وغیرہ مین ملاحظہ کیجئے گا۔ آپنے صرف دو کتابین دو دن مین پیش کی ہین وہ بھی بیس برس کی کوشش کا نتیجہ ہے آج فرماتے ہین کہ جناب امیر کے پاس قرآن ہے۔ مین یہ کہونگا کہ جو قرآن آپ کے پاس ہے وہ قرآن ہی نہین اپنے صحابہ کے اعتبار اور علمار کے اقوال سے ثابت تو کر لیجئے۔ آپ کے مشتبہ کے فتوے۔ ائمہ کے دستخطی کا غذ کوئی محو نہین کر سکتا مین اُنہین دکھاؤنگا۔ دکھاؤنگا۔ دکھاؤنگا۔ بغیر صدق کی

مناظرہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہر کام کسی فائدہ کے لئے کیا جاتا ہے بغیر شخص غیر ذلطیہم کام نہیں چل سکتا۔ ہم تو یہ دکھلانے کو موجود ہیں کہ آپ کے یہاں متعدد مصاحف موجود ہیں۔ اور وہ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مصحف عائشہ مصحف حفصہ۔ مصحف عمر۔ مصحف اُبی بن کعب وغیرہ۔ اس کے بعد جناب ممدوح نے صدر کے تقرر کے لئے ہر طرح ثابت کر دیا کہ ایک صدر ہونا لازمی ہے۔

حکیم اسرار الحق صاحب

حکیم صاحب نے سید مسیح الحسن کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے مقامی حالات کا تذکرہ کیا اور وجوہات انعقاد مناظرہ بیان کیں۔ چونکہ یہ تذکرہ موجودہ مناظرہ سے متعلق نہیں ہے چھوڑی جاتی ہے اور نہ اس میں کوئی خاص بات متعلق خاص مناظرہ تھی بھی نہیں البتہ صدارت کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ ایک روز فرقہ شیعہ سے ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جسے ہم تجویز کر دیں اور پھر دوسرے روز اسی طرح شیعہ صاحبان ہم میں سے کسی کو منتخب کر دیا کریں لیکن بہت کچھ مباحثہ کے بعد طے ہوا کہ لالہ منگل سین صاحب کو آج کے لئے صدر جلسہ بنایا جائے جو موجود جلسہ ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لالہ منگل سین کرسی صدارت پر گئے۔ در بعد تلاوت قرآن مجید مناظرہ شروع ہوا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

خطبہ۔ اما بعد آج پھر کلام شروع ہوتا ہے اور اصحاب جلسہ سے اس امر کا انصافاً امیدوار ہوں کہ اصل مطالب کا خیال رکھیں نیز شکر از عنایت

تکرار کو ملحوظ فرمائیں۔ مناظرین کی تعلی اور سچائی دیکھیں۔ سوال کا جو کچھ منشار ہے خدا کرے کہ وہ سطے ہو جائے۔ آج کلام کے لئے تیسرا دن ہو اور میدان دینے مین دوری نہ ہو جائے۔ ہر مسئلہ کے متعلق اگر ثبوت پورا پورا نہ پہونچے تو بلا تکلف کہدین۔ پہر ثابت کیا جائیگا۔ ہم سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ قرآن پر ایمان ثابت نہین کرتے وہ آپکے بزرگون کے اقوال سے بحمدہ فیصل ہو گیا۔ مخاطب صاحب نے جو کل کہا تھا وہ دعوی یہی تھا کہ ہماری کتاب مین کوئی اور تحریف روایت صحیح ذکر کردین تو مین اس مذہب کو چھوڑ دونگا۔

حاضرین جلسہ میرے فریق اور دیگر حضرات غور سے ملاحظہ فرمائین کہ ہمنے سوال کیا تھا کہ آپ ہم کو فریق اسلام مین شمار کرتے ہین یا نہین اگر آپ مسلمان شمار نہین کرتے تو آپ کے سلف تو یقیناً مانتے ہین جسکو ہم ثابت کر چکے اور آپ رد نہ کر سکے۔

تبرکاً کلام جناب امیر پیش کرتا ہون نہج البلاغہ صفحہ ۳۴ سے عبارت پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے۔

ہم نے آدمیون کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو دو دفتیون کے ماہین لکھا ہوا موجود ہے

یہ زمانہ تقیہ کا نہین تھا آپ مالک زمام امر تھے کوئی خوف نہین تھا ایک لاکھ سے زیادہ فوج آپ کے ہمرکاب تھی۔ اگر جناب امیر اس کو نہ کہتے تو ہم کسی کے ڈر سے نہ مانتے۔ بفرمودہ رسول معصومین وغیرہ ہم اسی قرآن پر ایمان رکھتے ہین۔ لاکھہ روایات ہون ہم معصوم کے قول پر عامل ہین۔ ہم اقوال ائمہ و رسول کی پابندی کرتے ہیں۔ چنانچہ رسول نے حجر اسود کی بابتہ فرمایا کہ اس کو بوسہ دو اس کی تعظیم کرو اس کی ہم تعمیل

کرتے ہین۔ اسی طرح نزمودہٗ معصوم پر ہم آج تک عامل ہیں اور صبح قیامت تک عامل رہنگے۔ کہ یہی قرآن ہی۔ جامع کوئی ہو کاذب ہو یا صادق امین ہو یا خائن۔ عادل ہو یا ظالم۔ کافر ہو یا مسلم جو کچھ بھی ہو۔ اُس کی صفات سے کوئی غرض نہین کہ وہ کیسا ہو۔"

اگر ہم سے یہی سوال تھا کہ اپنی کتاب سے ثابت کرو تو ہم نے نہایت خوبی سے ثابت کر دیا۔ یہی ہمارا مسلک تہا جو ہم نے ثابت کیا۔ اگر آپ کو کوئی امر اور کہنا ہو تو وہ آپ کے قلب مین ہوگا۔

ذلیقیم مخاطب کا نوشتہ کہ اگر کوئی روایت صحیح آپ ہماری کتاب مین دکہادین تو خواہ وہ احادہی ہو ہم اس بات کو لکھدینگے کہ ہم باطل پر ہیں"

مین اسوقت بعنایت الٰہی وہ چیز پیش کرنا چاہتا ہون کہ وہ اسے انشا اللہ حسب وعدہ قبول کرلینگے اور اپنے مذہب پر خاک ڈالکر ہمارے مذہب مین تشریف لے آئین گے اور اپنا وعدہ پورا کرینگے۔

اُن فرمانے کے بموجب مین اب تحریف کی روایت پیش کرتا ہون۔ اور وہ چیز پیش کرتا ہون جس مین ۱۱۳ زیادتیان اسی قرآن مین جو اُنکے ہاتھون مین ..... اُن کے علمار کے اقرار سے موجود ہین یہ ایسی چیز ہے جسکو آپ حتماً۔ جزماً۔ قہراً قبول کرینگے اس سے آپ انکار کرہی نہین سکتے آپ کے اعتقاد کی کتاب شرح مواقف مین لکہا ہے کہ سورہٗ نمل کے اندر جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم درج ہے وہ تو منزل من اللہ اور بعض کے نزدیک سورہٗ فاتحہ والی بسم اللہ بہی اور باقی جو بسم اللہ ہر سورہ کے شروع مین لکھی ہے وہ محض تیمناً و تبرکاً لکھی ہے اصل قرآن نہین ہے۔ حالانکہ دو دفتیون کے اندر جو کچھ لکہا ہوا موجود ہی اسمین یہ ۱۱۳ زیادتیان

یقیناً درج ہین اور آپ قبول کرنے پر مجبور ہین۔

ہر دو فریق کے نزدیک قرآن وہی ہے جو دو دفتیون مین ہے کوئی اختلاف نہین ہے۔ اس مین کوئی اختلاف نہین ہے کہ وہ متواتر ہے مگر یہ یاد رہے کہ سنی حضرات بسم اللہ کو جزو قرآن نہین جانتے فتاوی قاضی خان ملاحظہ ہو۔

نوٹ ۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ وقت ختم ہوگیا لیکن حاضرین جن مین اہل ہنود بھی شامل تھے سب نے بجید خواہش کی کہ وقت دیا جائے اور مولانائے ممدوح اپنی دلچسپ تقریر کو پورا فرمائین اور شیعون کی جانب سے یہ بھی کہا گیا کہ ہم دوسرے فریق کے مناظر کو بھی اسیطرح زیادہ وقت دے سکتے ہین لیکن مولوی عبدالشکور صاحب نے کسی طرح اپنے فریق کو اسپر رضامند نہ ہونے دیا اور مولوی صاحب جگہ پر یہ کہکر بیٹھ گئے کہ اچھا میرا وقت پھر آئیگا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

حمد کی لایق ہے وہ عالیجناب — جسنے عطا کی ہے ام الکتاب
اس کا نبی احمد مختار ہے — سارے نبیون کا جو سردار ہے

اعتراض ۔ دوسرا مصرعہ قابل ملاحظہ ہے۔ یہ مصرعہ تمام بحرون سے الگ شاید مولوی صاحب نے کوئی نئی بحر تصنیف فرمائی ہے۔ میرے فاضل مخاطب نے باوجودیکہ سوال بہت منقح ہوگیا ہے مگر جواب نہین دیا آج صدارت کے ابتدائی جھگڑے کے سبب بہت کچھ مایوسی ہوچلی تھی کہ شاید مناظرہ ہی نہ ہو مگر شکر ہے کہ مایوسی کے بعد

پہر اُمید ہوگئی لہذا مین بطور شکریہ کے وہی آیت پڑہونگا جو اس موقع کی ہو وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ط

مین نے آگاہ کردیا تہا کہ مین کیسا تیار ہو کر آیا ہون - میرے احباب نے تصفیہ کی صورت نکالی ہے دو دن سے جو پریشانی ہو رہی ہے اُسکی بہت جلد تلافی ہو جائے گی -

میرا سوال حاضرین جلسہ کے خیال مین نہین ہے - سوال یہ ہے حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے - تین وجوہ اور تنقیحات اسکی مین نے قایم کی تہین - (انہین بیان کیا)

حضرات شیعہ نے راویان قرآن کو بلالحاظ کاذب جانا - دوسرے قرآن کا نکاس اُن سے نکالا جو دین کے دشمن تہے دوسرا کوئی نکاس نہین اور نہ کوئی تصدیق کا ذریعہ

تیسری وجہ تحریف کی روایات پیش کی گئین - کتب شیعہ مین روایات خبط ہونے اور ردّ و بدل ہونے اور کم و بیش ہونے کی موجود ہین جو تحریف پر صراحت کرتی ہین - اور اُنہون نے ہی تحریف کا یقین دلایا - کیونکہ راویان دین وایمان جو ناقلان قرآن تہے وہ سب کاذب اور ناقابل اعتبار تہے نہج البلاغۃ مین ہے ہذا القرآن اسی قرآن کا نکاس تو دشمنان دین سے ہوا - آپ فرماتے ہین کہ بار بار وہی عبارت پڑہی جاتی ہے اگر آپ فرمائیے کہ نئی کتاب پیش کیجئے - تو مین نئی کتب پیش کرنیکو حاضر ہون -

آپ فرماتے ہین کہ تواتر نہین دکہایا جاتا اس لئے وہی کتاب پیش

کردیجاتی ہے نہج البلاغہ کی عبارت پڑھی مطلب کو دریافت کرون اور یہ بھی دریافت کرون کہ زمانہ تعلیم مین جناب امیر کا وقت تھا جب خود جناب والا نصیحت فرما گئے ہین کہ زیادہ بات نہ فرماوین لہذا خود ہی عمل کرنا مناسب ہے ۔علماء شیعہ نے اعمال زمانہ خلافت کے نقل کئے ہیں قاضی نوراللہ صاحب شوستری نے احقاق الحق مین تحریر فرمایا ہے جو بجواب ابطال الباطل تحریر ہوئی ہے ۔یہ جہانگیر کے یہان قاضی تھے اُس مین تحریر ہے کہ اگر متعہ کو خلیفہ ثانی نے اپنے زمانہ مین منع کردیا تھا تو حضرت علیؑ اپنے زمانہ مین حکم دیدیتے ۔جناب قاضی صاحب فرماتے ہین (عربی) جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جناب امیر اپنے زمانہ مین اسقدر قادر نہ تھے کہ وہ خلاف خلفاء کوئی حکم جاری کرسکتے ۔

(نوٹ) کتاب سے عبارت پڑھی جب یہاں سے اعتراض ہوا تو فرقہ شیعہ نے اُن کے پاس چھپی ہوئی کتاب بھیجی ورق ۱۳۲ پر عبارت نکالی گئی جسکے ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت جناب امیر کی برائے نام تھی ۔حالت یہ تھی کہ زمانہ خلافت مین بھی لوگ اُن سے بغض وعناد رکھتے ۔ اور اُن کے احکام کی مخالفت کرتے تھے ۔اہلبیت کے دشمن تھے اور یہ وہی لوگ تھے کہ جنکا اعتقاد یہ تھا کہ خلفاء وجناب امیر ایک ہی درجہ مین ہین لہذا وہ پہلون کی پیروی کرتی ہی

مولوی سبط حسن صاحب قبلہ

سوال پھر اُنہین الفاظ مین لایا گیا جو تین دن سے کانون مین آرہی

پھر بحث تقیہ پر آگئی تواتر کے متعلق کل میں بحث کر کے اچھی طرح سمجھا چکا ہوں صدوق کے مقابل میں فصل الخطاب دکھائی جاتی ہے۔ صدوق نے اعتقاد لکھا ہے کہ قرآن وہی ہے جو ہمارے ہاتوں میں ہے۔ ہمنے سوال کیا تھا کہ آپ اپنے یہاں سے کوئی روایت دکھایئے مگر کوئی روایت نہیں دکھائی گئی۔ جناب امیر کا حکم خواہ وہ تقیتاً ہی دیا ہو ہمارے لئے حجت ہے کہ یہی قرآن ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت تک نافذ سمجھا جائیگا جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دوسرا حکم نہ پہونچے۔

میں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ ہم زیادتی کے قائل تو ہرگز نہیں اور کمی کی روایتیں احاد ہیں اور فریقین میں ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ تمام راویان جھوٹے اور جناب امیر کو بھی آپ جھوٹا بتاتے ہیں آپکا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ایک بھی زیادتی نہیں آپکو ماننا پڑیگا اور ضرور ماننا پڑیگا کہ آپ کے یہاں قرآن میں ۱۱۳ زیادتیاں موجود ہیں۔

تواتر سے یہ ثابت ہے کہ جب آپنے دعوی کر لیا کہ ایمان اس قرآن پر ہے اور بسم اللہ آپ کے یہاں سوائے سورہ نمل کے اندر کے اور بعض کے نزدیک سر سورہ فاتحہ کے اور کوئی منزل من اللہ یعنے جزو قرآن نہیں ہے اور بس کل سورتوں پر بسم اللہ کا زیادہ ہونا آپ کے نزدیک ثابت ہو گیا اور ہم نے متواتر ثابت کر دیا ہے کہ آپ کے ہاں قرآن مجید میں ۱۱۳ زیادتیاں موجود ہیں۔

اب روایات بھی پیش کرتا ہوں۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۱۸-۱۱۹ پر حضرت عمر نے ایک منبر کو زینت دی اور خدا کی حمد و ثنا اس طرح ادا کی جسطرح اس کے لئے زیبا۔ اس کے بعد فرمایا ایہا الناس۔ تم ایک بات سُنو

جو مجھے کہنی ہے شاید یہ بات میرے بعد کو اور شاید میرے اہل قریب
جو میری بات کو سمجھے اور اسے یاد بھی رہ جائے وہ لوگوں سے بیان کرے
اور جہاں تک اس کی سواری اسے لیجائے وہاں تک اسے پھیلائے اور
جو میری نہ سمجھے اس کے لئے میں یہ قرار نہیں دیتا کہ خواہ مخواہ بیان
کرے اور جھوٹ بیان کرے - خدا نے اپنے رسول محمد صلعم کو حق کے ساتھ
بھیجا اور ان پر کتاب اتری اور ان جزوں میں سے جو نازل کئے - آیہ رجم
بھی تھا - ہم نے اس آیہ کو پڑھا - اور سمجھا اور یاد کیا - جناب رسالت نے بھی
حد جاری کی اور ہم نے بھی حد جاری کی - میں ڈرتا ہوں کہ ایک زمانہ گذر
جانے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے کہ آیہ رجم نہیں ملتی - اور لوگ ایک فریضہ کو
ترک کر بیٹھیں رجم کرنا کتاب خدا میں برحق ہے جبکہ عورت شوہر والی ہو
اور مرد صاحب زوجہ ہو اور وہ زنا کریں تو ان کا رجم واجب ہے - اگر
مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا - کہ لوگ کہینگے کہ عمر نے اپنی طرف سے کتاب خدا میں
یہ آیت بڑھا دی تو میں آیہ رجم الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما
نکالا من اللہ قرآن میں درج کرا دیتا اور اس کے حاشیہ پر یہ لکھدیا
تھا یہ عمر بن الخطاب " یہ مضمون عمر جیسے جلیل القدر صحابی کا بیان
ہے - بیان کرنے کا وقت انکی وفات سے قریب ہے - جو مقام وصیت
کہا مسجد رسول میں منبر رسول پر ہزاروں صحابہ کے مجمع میں
بیان کرتی ہیں کہ کتاب خدا میں یہ آیت موجود تھی ہم نے پڑھی بھی تھی سمجھی
بھی تھی - جناب رسولخدا اسپر عمل کرتے تھے - ہم بھی برابر اسپر عامل ہیں (؟)
تاہم اسوقت کتاب خدا میں موجود نہیں ہے - فرمایئے اب بھی آپ
کمی کے قائل ہوئے ؟ یا اس کا کوئی جواب آپ کے پاس ہے اب تو

خدا کے واسطے اپنا وعدہ پورا کیجئے - یہی روایت مؤطا رامام مالک -
صفحہ ۹ ۴۳ ملاحظہ فرمائیے - جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے "میں نصیحتہ ہون.
کہ ہلاک نہ ہونا - آیہ رجم کو بھول نہ جانا - مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ
لوگ کہینگے کہ عمر نے اپنی طرف سے بڑھا دیا - مسند امام احمد ابن حنبل
مین بھی یہ روایت موجود ہے - جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حد رجم جناب
رسولخدا نے بھی جاری فرمائی اور ہم نے بھی جاری کی - اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا
تو مین اسے کتاب خدا مین داخل کر دیتا اور اس کے ایک گوشے پر اپنی یہ
شہادت لکھ دیا کہ عمر بن الخطاب اِس کا گواہ ہے کہ یہ آیت کتاب خدا
مین تھی -

مولوی عبدالشکور صاحب

حضرات فی الحقیقت کسی بحث کے طے کرنیکا طریقہ یہی ہے کہ ایک
ایک مسئلہ پیش ہو اور وہ طے ہوتا جائے جو وجہ کل دوسری فرمائی گئی ہے
اُسکا جواب مین نے دیا کہ تقیہ کا جواب مٹا دیجئے - مین نے قاضی صاحب
کی عبارت دکھائی آپ فرماتے ہین کہ تقیہ ہی سہی - مین نے دکھا دیا - تسلیم
کرا دیا - اقرار کرا دیا - قاضی صاحب کی عبارت دکھا کر - اب آپ فرماتے
ہین کہ قول معصوم ہے کہ خواہ تقیہ ہی ہو ہم کو قیامت تک ماننا چاہیئے - امام
محمد باقر و امام محمد جعفر صادق علیہ السلام جناب امیر کے بعد ہین آپ کو
اُنکا حکم ماننا چاہیئے - امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہ السلام کے اقوال
طلب کیجئے - آپنے رجم کی بحث چھیڑ دی - استقسا کی بابت کہا تو فرمایا مین نے
نہین دیکھا آپ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ جزو قرآن ہے سورہ اور قرآن (یعنی
اہلسنت کے نزدیک بسم اللہ جزو قرآن نہین ہے تبرکاً و تیمناً لکھی ہے)

مولوی عبدالحیٔ صاحب کا جو رسالہ متعلق بسم اللہ ہو اُس کے ملاحظہ سے یہ سب باتین طے ہو جائینگی۔ اسوقت خلاف بحث نہ جائیے آپ اپنی کتب سے اپنا ایمان بالقرآن ثابت کیجئے پہلا دعوی ثابت کیجئے پھر دوسرا دعوی پیش کرونگا۔ بحث رجم کی روایت کے آپنے کُل طریقے نہین دیکھے۔ لوگ یہ کہین گے کہ عمر نے زیادہ کردیا یہی فقرہ بتاتا ہے کہ محض لکھنے سے معرف ہو جاتا اس لئے نہین لکھا۔ تو معلوم ہوا کہ زیادتی نہین ہوئی مجمع البیان مین فرمایا ہے کہ یہ آیت نسخ سے متعلق ہے اور نسخ کی تین قسمین ہین۔ آپ کے مفسرین بھی لکھتے ہین کہ اس آیت کا تعلق نسخ سے ہے۔ مین نے جو کچھ کہا ہو وہ اسی سے متعلق ہے۔ مین ان روایتون کی متعلق آپ کو کوئی جواب نہین دونگا۔ اگر آپ کا ایمان قرآن پر ہے تو آپ تحریر کردیجئے کہ ہمارا ایمان موجودہ قرآن پر ہے۔ تحریف یعنے کمی بیشی تغیر تبدل اس مین کچھ نہین ہے اور جو تحریف کا قائل ہے وہ کافر ہے۔ اگر یہ تحریر آپ اپنی دستخطی مجھے دیدین تو مین مان لونگا کہ آپ مسلمان ہین اور مین سب سختیان اُٹھا لونگا۔ اور مین پھر کہتا ہون کہ آپ اہلسنت کی کتاب سے ایک ہی روایت دکھائیے۔ وہ متواتر نہ ہو۔ وہ صحیح نہ ہو۔ وہ نسخ سے متعلق نہ ہو۔ تحریف کا ذکر ہو گو احاد ہی سے ہو تو مین لکھدون بلکہ عدالت مین رجسٹری کرادونگا کہ مذہب اہل سنت باطل اور ضرور باطل ہے جناب پہلے اپنا دعوی ثابت کرین یعنے ہماری سوال کا پورا جواب دین کہ شیعون کا ایمان قرآن پر ہے اور رہ سکتا ہے۔ اُس کے بعد اپنا دعوی دوسرا پیش کرین کہ اہل سنت تحریف کے قائل ہین۔ اگر آپ تحریر فرما کر بھیجدین تو مین بالکل مان لونگا۔ اس بحث کے طے ہونے پر

پہر تواتر اور خلافت ثابت کرنے کی ضرورت نہین ہے - اعتقاد وغیرہ
بھی نہ دکھائے -

مولوی سبط حسن صاحب

الفاق سے اور خوش قسمتی سے آج کے روز پہلے مجھے تقریر کا موقع ملا
تھا اور جنہین مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا تھا (جبکہ وہ اپنی صدر
کی طرف سے قبل افتتاح جلسہ مناظرہ کچھ کہنے کہڑے ہوئے تھے) کہ اگر
شیعہ حضرات ایک روایت بھی بیشی کے متعلق یا کمی کے متعلق یعنی
تحریف کے متعلق ہماری کسی ایک کتاب سے متواتر نہ ہو صحیح بھی نہ ہو محض
احادہی سے ہو نکال کر دکہادین تو مین کہونگا کہ مذہب اہلسنت پر خاک ہے اور
اس مذہب والون پر خاک - مین عرض کرتا ہون کہ آپکی اس تقریر کو جو بوقت
رجز خوانی فرمائی گئی مجمع حضار مین بہت سے لوگون نے تحریر کرلیا ہے اور
مین اسکا ثبوت دیچکا کہ آپ کے یہان زیادتی بھی اور کمی بھی موجود ہے - وہ
روایتین معمولی روایتین نہین کہ آپ لطائف الحیل سے اُن کو ٹال جائین

آپ جواب مین فرماتے ہین کہ سورہ اور چیز اور قرآن اور چیز ہے اسکو
خوب اچھی طرح دلمین محفوظ رکھئے - بہول نہ جائیے - یہ مسلمات سے ہے
کہ ہر جزو قرآن - قرآن ہے - سورہ تو سورہ ایک آیت بھی قرآن کی قرآن
ہے دونون چیزین الگ الگ کیسے ہوسکتی ہین اب آپ اپنی شرح
مواقف ملاحظہ فرمائیے اُس مین صاف لکہا ہے کہ بسم اللہ جو صورتون
کے شروع مین لکھی ہے جزو قرآن نہین ہے - حالانکہ ایک آیت پر بھی
قرآن کا اطلاق ہے سورہ پر بھی لفظ قرآن صادق ہے جزو پر بھی قرآن

ثابت ہے۔ آپ کے ہاں جو زیادتی ہے اُس کے متعلق تواتر صادق۔
فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ وہ عورت جو حائض ہو اُس بسم اللہ کو تو نہیں پڑھ سکتی جو جزو قرآن ہے اور اُس بسم اللہ کو پڑھ سکتی ہے جو جزو قرآن نہیں ہے۔ یہ اس لئے کہ حائض کے لئے تلاوت قرآن حرام ہے۔ لہذا حسب تصریح علماء معمول اہل سنت آپ کو قائل ہونا پڑیگا کہ ۱۱۳ زیادتیاں تو محض بسم اللہ کے بارہ میں ثابت ہیں اور ابھی کیا ہے ابھی تو بسم اللہ ہوئی ہے آگے دیکھئے کیا کیا زیادتی اور کمی ثابت ہوتی ہے چونکہ آپ ایک ہی روایت کے دیکھنے پر اپنے مذہب پر خاک ڈالنے کا وعدہ کر چکے ہیں اس لئے میں اسوقت زیادہ کیوں دکھاؤں مجھے امید ہے کہ الحرُّ اذا وعدہ وفیٰ۔
میں صحیح بخاری پڑھتا ہوں کہ حضرت عمر نے بقسم فرمایا ہے کہ آیۂ رجم قرآن مجید میں موجود تھی اور ہم نے خود پڑھی اور اُسپر اب تک عمل جاری ہے۔ لیکن اب نہیں ہے۔
یہ امر سب سے زیادہ عجیب ہے کہ میں کسی بات کو بفرض محال عرض کرتا ہوں تو آپ اُسکو میری تسلیم پر محمول کر دیتے ہیں حالانکہ بفرض محال باتیں کرنا معمول یہ کل عقلا کا ہے۔ حتیٰ انکہ کلام خدا سے بھی یہ امر ثابت ہے۔ خدا ہی نے فرمایا ہے قُل اِن کَانَ لِلرَّحمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ العَابِدِیْنَ یعنے اے رسول کہدے کہ اگر خدا کے کوئی بیٹا ہوتا تو میں تو سب سے پہلا عبادت کرنیوالا ہوتا ہماری ذیفہم مخاطب فرماتے ہیں کہ آیۂ رجم منسوخ ہو گئی اس لئے قرآن مجید میں نہیں ہے۔ میں بہت سی منسوخ آیتیں دکھا سکتا ہوں از انجملہ۔ لکم دینکم ولی دین ٥ اگرچہ منسوخ ہے کیونکہ

اگر آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم سے منسوخ ہو چکی ہے۔ تاہم قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیہ رجم حضرت عمر کے قول سے ثابت ہے کہ نازل ہوئی تھی اب بتائیے کہ کہاں ہے۔ صحیح بخاری۔ موطا امام مالک۔ مسند امام احمد ابن حنبل۔ ان سب کتابوں میں ملیگی آپکی یہ روایت دکھادی۔ یہانتک تو نوبت پہنچی ہے کہ حضرت عمر خود فرماتے تھے کہ اگر لوگوں سے مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ یہ کہیں گے کہ عمر ابن الخطاب نے کتاب خدا میں اپنی طرف سے زیادہ کردیا تو میں آیہ رجم کو لکھوا دیتا اور حاشیہ پر اپنی گواہی ثبت کردیتا۔

مولف "کیا حضرت عمر ابن الخطاب مولوی عبد الشکور صاحب کے برابر ہی ناسخ و منسوخ سے واقفیت نہ رکھتے تھے۔ اگر وہ آیت منسوخ ہوتی تو وہ اُس کے درج قرآن کرنے پر اتنا اصرار کیوں کرتے"۔

میری ان باتوں کو علماء سمجھتے ہیں۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر لوگوں سے خوف کرتے تھے اسی لئے باوجود ذاتی علم کے آیت کو درج قرآن نہ کیا۔

مولف۔ "نہیں نہیں حضرت عمر نے یہاں تقیہ نہیں کیا"۔

قرآن مجید کے جمع کرنے کا جو واقعہ آپکی کتب میں لکھا ہے وہ یہ ہو کہ بہت سے آدمی دروازہ مسجد پر متعین کردئیے گئے تھے اور یہ حکم دیدیا گیا تھا کہ جو شخص کوئی حصہ قرآن لیکر آئے اور دو گواہ پیش کرے اُس حصہ کو درج کرلیا جاوے چنانچہ سارا قرآن اسی صورت سے جمع کیا گیا حضرت عمر خود بیان فرماتے ہیں کہ میں اس آیت رجم کو درج کرانے کے لئے لے گیا۔ اور ایک گواہ لے گیا مگر اُسی قاعدہ کی بموجب چونکہ

گواہ ایک ہی تہا لہذا وہ آیت درج نہین کی گئی۔
یہ آپ کو تسلیم ہے کہ حضرت عمر کیسے بڑے درجہ کے صحابی تھے اُن کو بہت بڑا یقین تھا کہ آیہ رجم یقیناً نازل ہوئی تھی ہر گز منسوخ نہ تھی وہ اُسپر خود جناب رسولخدا کا اور اپنا عامل ہونا بھی بتاتے ہین علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر مین اُس کے متعلق فرماتے ہین کہ حضرت عمر نے یہ آیت خود جناب رسولخدا کی زبان مبارک سے سنی تھی بیچ مین کسی واسطہ کی ضرورت نہ تھی۔ ایسی حالت مین کسی قسم کا شک اور شبہ باقی نہین رہ سکتا اُن کو یقین کامل تھا کہ آیت آیت تھی قابل درج قرآن تھی مگر اب نہین ہے کیا انصافاً اب بھی آپ کمی کے قائل نہ ہونگے کیا ایسی روایتین سُن لینے کے بعد بھی آپ اپنا وعدہ پورا نہ کرینگے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

مجمع سُن رہا ہے کہ بحث چھوڑ گئے۔ میرا سوال تھا کہ کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔ مین نے اُسکی تین توضیحین بھی کردی تھین وہ سب چھوڑ دین۔ پہلی اور تیسری وجہ کا تو نام ہی نہین لیا جاتا دوسری کے متعلق نہج البلاغہ مین سے حضرت علی مرتضیٰ کا ایک قول پیش کیا اور یہ بھی فرمایا کہ معصوم کا قول قیامت تک کے لئے حجت ہے اُس کے بعد فرض و تسلیم کا جھگڑا چھیڑ دیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کا قول اس کے بعد ہی اُسے کیون نہین قبول کرتے۔ پھر آیہ رجم کا ذکر چھیڑ دیا بسم اللہ کی بابت فرمانے لگے۔ اجی جناب میرا تو یہ سوال تہا کہ آیا شیعون کا

ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے - آپ دور دور خبر نہین کہان کہان چلے جاتے ہین - بسم اللہ قرآن مجید مین ہے اور قرآن مستقل ہے یہ کسی نے نہین کہا حالانکہ یہ کسی نے نہین کہا - اول پہلے مسئلہ مین بحث کر لیجیے پھر جواب دونگا - سوال یہ ہے کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا نہین اور ہو سکتا ہے یا نہین - آپنے پہلی اور تیسری وجہ کو چھوڑ دیا دوسری کو فرماتے ہین - متقدمین کے قول دکہانا ٹلے ہو گیا - مجھسے مطالبہ کیجیے -

جناب امیر - امام محمد باقر و امام جعفر صادق کے اقوال دکھلاؤن - پھر ایک اور بات بڑی نفیس ہے کہ زبان سے تو اقرار کرتے ہین کہ ہمارا ایمان قرآن پر ہے مگر لکھتے نہین - مین کیون تحریر کرانا چاہتا ہون کہ تقیہ کا احتمال اٹھ جائے - مین حاشا اللہ نبی کیون ہوتا ..... مین تو آپ کا ادنیٰ خادم ہون مین نے کہا تھا کہ آپ لکھد یجیے اور اگر یہی بات ہو تو مین کیا کرون یہ سب مجمع محسوس کرتا ہے کہ جو آپ کہتے ہین لکھتے نہین ہین ....

.... مین نے کہدیا کہ اگر آپ کتب اہلسنت سے تحریف کی ایک روایت بھی دکہادین گو وہ احادہی سے ہو تو آج ہی مین مذہب اہلسنت پر خاک ڈالدونگا - آپ زبان سے تو فرماتے ہین تحریر نہین دیتے پرسون صاحب تفسیر صافی کو اخباری کہا تھا کل صاحب فصل الخطاب کو اخباری اور مجہول کہا خیر آپ ہرگز تحریر نہ کرین مین نا امید ہون لیکن اگر آپ تحریر فرمادین کہ تحریف کا قائل کافر ہے تو مین آپکو چھوڑ دونگا اب دو چاہتے ہین کہ پورا مسئلہ نسخ بیان ہو - مجمع البیان ملاحظہ فرمائیے - میرے سوال کے تین جزو ہین جب تک وہ صاف نہ کر دیے جائینگے آپ جو چاہیے کہے جائیے مین جواب نہ دونگا - آپنے کہا کہ جناب

امیر کے قول کو ماننا فرض ہی گو تقیہ ہی سے ہو بہرحال پہلی اور تیسری وجہ صاف کر دیجئے تواتر اور اعتقاد کا قول ثابت کر دیجئے۔ جو میں نے کہا ہے وہ لکھہ دینے کو تیار ہوں تمام مع انصاف کرنے کو موجود ہی۔ میں سب شیعوں کی نسبت یہ نہیں کہتا کہ وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اپنے جو عقیدہ سے واقف نہیں ہیں اُن کی نسبت یہ خیال نہیں رکھتا کہ وہ خارج از اسلام ہیں صرف وہ لوگ جو علمار کی روایات تحریف سے واقف ہیں اُن کا ایمان بالقرآن نہیں ہو سکتا۔ باوجود اس کے کہ آپ زبانی اقرار ایمان بالقرآن کرتے ہیں مگر تحریر سے انکار کرتے ہیں تعجب ہے ورنہ شاید میں یہ کہنے پر مجبور ہونگا کہ آپ کا دعوے زبانی ہی زبانی ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میری بھی یہی رائے ہے کہ ایک ایک مسئلہ طے کرنا چاہئے۔ خلط مبحث آپ خود کر دیتے ہیں اور الزام ہم پر عائد کرنا چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ضرورت پڑ جاتی ہے کہ مختصراً آپکی باتوں کا جواب حضار جلسہ کی سمجھانے کے لئے دیدیا جائے۔ کل جس مقام پر آپ نے ختم کیا تھا وہیں سے جواب دینا میرا فرض تھا۔ غالباً آپ کے ذہن میں وہ بات نہ رہی ہو جسپر آپ نے ختم کیا تھا آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ سنیوں کی کتاب سے ایک روایت بھی تحریف کی دکھلادی جائیگی تو میں اہل سنت اور مذہب اہل سنت پر خاک ڈالدونگا۔ میں اسی کی تعمیل کی آپکو بھی اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے یہ آپسے کس نے کہا تھا کہ ایسا دعویٰ

کر بیٹھے۔ جب مین نے جواب شروع کیا تو آپ اپنی بات سے پھرتے ہین۔ اور یہ کہتے ہین کہ نہین پہلے میری توضیحات کو طے کیجئے اور وہین سے فرمائیے۔ مین نے اپنے علمار کے بھی اقوال دکھلائے اور آپ کے علمار کے بھی اقوال دکھلائے اور آپ پھر وہی فرمائے جاتے ہین کہ جہان سے جواب نہ ہوا ہو وہین سے جواب دیا جائے مین تو شروع سے ہی جواب دے رہا ہون۔ اب آپنے فرمایا ہے کہ اگر شیعہ ہمارے یہان ایک صحیح روایت بھی دکھلادین تو مین اپنے مذہب کو خیرباد کہدوں گا کیا کہون میرے مخاطب بہت ہی جلیل القدر ہین کہ میری ضمیر کا حال بیان فرماتے ہین یہن وقت کیون خراب کرون ایسی بات کیجئے کہ کوئی راہ راست پر آجاوے۔ اگر نہ ثابت کرون تو کہئے ورنہ یہ کیا کہ آپ وہین جانا چاہتے ہین۔ مین نے بسم اللہ کے بارے مین دو جہتین بیان کی ہین۔ پھر سمجھ لیجئے کہ آپکی کتابون مین لکھا ہے کہ جو بسم اللہ داخل قران ہے حائض پر اُسکا پڑھنا حرام ہے اور جو داخل قرآن نہین اُسکو حائض پڑھ سکتی ہے۔ اور سورتون مین جو شروع مین بسم اللہ لکھی ہے وہ داخل قرآن نہین۔ اب فرمائیے کہ قرآن مین آپ کے علمار کے نزدیک زیادتی ہوئی یا نہین۔ خدا کے لئے اسکو فرمادیجئے۔ پھر سمجھ لیجئے کہ سورتون کے شروع مین جو بسم اللہ لکھی ہے تبرکاً ہی لکھی ہے قرآن نہیں ہے جب ما بین دفتین لکھا ہوا موجود ہے تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ یہ زیادتی ہے۔ اگر دن کو کوئی دن نہ کہے تو ہرگز اُس کی روشنی رنجیدہ نہ ہوگی۔ تحریف کے معنی کم کردینا بدل دینا تغیر کردینا اور زیادہ کردینا کسی چیز کا ہے۔ یاد رکھئے یہ

یاد رکہنا کام آویگا۔ یہی وہ آیت ہی جس مین حضرت عثمان نے تغیر دیا ہے۔ جب تغیر ثابت ہو گیا تو اب تحریف نہ ماننا کیا معنی۔ مین یہ بھی دکہاتا ہون کہ خاص لفظ تحریف و تغیر بھی آپکی روایتون مین موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ تفسیر کبیر جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۹ (یہان عربی کی عبارت پڑھی جسکا ترجمہ کیا اور وہ یہ ہی)

روایت کی ہے ابن عباس کہ اُن لوگون نے زیادتی بھی کی کلام خدا مین اور کمی بھی کردی۔ آگے اسی مین وجوہ تحریف پر بحث کی ہے۔ اب تو آپ کی جو شرط تھی پوری ہو گئی کہ کسی کتاب سے تحریف کی روایت دکہادیجئے۔ مہربانی فرماکر اب تو اپنا وعدہ پورا کیجئے۔ ادہر خاک ڈالکر ادہر آجائیے

اور سنئے

علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان مین اُسی روایت کو صحیح لکہا ہے کیونکہ خود جناب رسولخدا کی زبان سے سُن لینا تو متواتر سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت عمر خود تصدیق فرماتے ہین کہ مین نے اس آیت کو خود جناب رسولخدا سے سنا کہ یہ آیت قرآن مجید مین موجود تھی اب بھی آپ کے خیال مبارک مین آیا یا نہیں۔

مولوی محمد سجاد صاحب صدر فرقہ شیعہ

صدر صاحب جلسہ مناظرہ توجہ فرمائین کہ آپ نے اختیارات نمبر ۲ کے بموجب مناظر صاحب اہل سنت تکرار عبث فرما رہے ہین یا نہین

مولوی خلیل احمد صاحب صدر فرقہ سنیہ

شرطا کو پیش نظر رکہیئے جو آپ کے فرائض مین لکھی ہے۔ کسی سوال کے جواب مین ہم سائل ہین مجیب اہل شیعہ ہین۔ اگر یہ حضرات بہی جواب ندین تو ہم برابر مطالبہ کرینگے۔ کیا اسیکو تکرار غیرضروری کہتے ہین

مولوی محمد سجاد صاحب

صدر صاحب فرقہ اہل سنت نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ بجا کہ ابتدائی سائل ہم ہین لیکن دوران سلسلہ سوال و جواب مین کبھی ہم مجیب ہوتے ہین وہ سائل اور کبھی ہم سائل ہو جاتے ہین اور وہ مجیب۔ یہ تو نہین ہو سکتا کہ بغیر اُن کے جواب دیئے سلسلہ گفتگو جاری رہ سکے چونکہ دوران تقریر مین مناظر صاحب اہل سنت نے خود فرمایا تھا کہ ہماری کسی ایک کتاب سے ایک ہی روایت تحریف کی جنمین بیشی کی یا کمی کی۔ تغیر کی یا تبدل کی۔ متواتر نہ ہو صحیح بہی نہ ہو صحیح نہ ہو احادہی سے دکہا ئیے مگر انشاء اللہ ایک روایت کا بہی وجود آپ نہ دکہا سکینگے اگر کسی ایک کتاب سے ایک روایت بہی آپنے دکہلادی تو مین اپنے مذہب پر خاک ڈالدونگا۔

اب جبکہ روایت دکہلادی اور ایک ہی نہین بلکہ تین دکہلادین اور اُن کی طلب کی بموجب دکہادین اور وہ تینون تحریف پر دال ہین تو اب اُسکا جواب دینے سے یا وعدہ پورا کرنے سے گریز کیون کیجاتی ہے۔ بہانے کیون ڈہونڈہے جاتے ہین۔ اور اُن کے جو

سوال کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے اسکو دوہرانا تکرار عبث ہے یا نہین۔ مناسب تو یہ ہے کہ ہماری پیش کردہ روایات کے جواب مین یا تو یہ فرمائین کہ یہ کتابین ہماری کتابین نہیں یا یہ فرمائیے کہ ہمارے علماء کے اقوال غلط ہین یا یہ فرمائین کہ ان روایتون کا وجود نہین ہے عجیب لطف ہے کہ نہ پیش کردہ روایات کو رد ہی کرتے ہین اور نہ تسلیم جناب والا ہم گریز کا موقع نہ دینگے۔ ہان یا نہین کا جواب دینا پڑیگا۔ آپنے تو ہم سے ایک ایک بات کو دس دس مرتبہ پوچھا ہے اور ہم بکشادہ پیشانی ہر مرتبہ آپکی تشفی کرتے رہے ہین۔ ہم نے تو آپکے سوال کئے بجواب آپکے حضرت عمر جیسے بڑے جلیل القدر صحابی کی روایت پیش کی۔ اگر آپکو جواب دینا نہین تھا تو پھر آپنے یہ سوال ہی کیون کیا تھا اور اتنا بڑا دعوی کیون کیا گیا تھا۔ آپنے سوال کیا ہمنے اسکا جواب دیا اب جبتک آپ اسکو رد نہ کردین یا قبول نہ فرمالین تو ہماری مطالبہ کو تکرار عبث نہین کہا جا سکتا۔ بلکہ آپکی طرف سے اسکا جواب ٹالنا اور پہلے سوال ردشدہ کو بار بار دوہرانا تکرار عبث ہے۔ اب ہم جواب مانگتے ہین لہذا جب تک آپ اسکا جواب نہ دینگے ہمتو سوال ہی کئے جائینگے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

مین نے کہا تھا کہ مین حسب سفارش بعض احباب آپ ایسے تحریر کر دینے کے بعد تمام قیدین جو لگائی ہین سب اٹھا لیتا ہون جناب اُن سوال کی طرف بلاتے ہون۔ ہان البتہ زائد باتون کا جواب

ہرگز نہ دونگا اب مین آپکو اصل مسئلہ پر لاتا ہون میری دو شروط ہین یا تو آپ فرما دین کہ ایمان ثابت نہین کر سکتے اور تحریف ثابت کرین یا وہ تحریر لکھہ دیجئے تب قیدین اُٹھا وُنگا تاکہ ایک مسئلہ تمام ہو۔ میری دو دعوے ہین وہ طے ہو جاوین اگر تمام علماء شیعہ جمع ہون تو تمام عمر جواب نہین دے سکتے یا آپ نقل صریح متعلق تحریف دکھلا دیجئے تو طے ہو جاویگا مین رجوع وغیرہ پر بالکل بحث نہ کرونگا یا تو یہی لکھہ دیجئے کہ ایمانِ شیعہ قرآن پر ثابت نہین یا یہ کہونگا کہ ایک روایت صحیح دکھا دیجئے سب باتین ختم یہان نہین کہ آپ مجمع کے سامنے یہ کہین کہ دوسرا سوال پیش کر دیا یا تو نوشتہ لکھیئے یا تحریف کی روایت دکھائیے یہ اسوجہ سے کہ آپنے فرقہ کو تسکین ہو آپکے یا دین سوال ہین کتنے بی سورہ وغیرہ کے متعلق تو جواب اور قرآن کی متعلق ایک نہو۔ آپ میری شرط پوری کر دیجئے مین تصحیح کی شرط بھی اُٹھاتا ہون ہر دو شروط کا لحاظ رکھتے ہوئے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو لوگ کہ جلسہ مین شریک ہین وہ فیصلہ کر چکے ہونگے اور خیال کر لیا ہوگا کہ کل تمام وجوہ ثابت کر دیئے جنکا جواب نہ ہوا جسپر آج جہلاً کہ یہ کہا گیا کہ ایک روایت متعلق تحریف دکھاؤ تو مین ابھی مذہب اہل سنت پر خاک ڈالدونگا مین نے بھی جلالت قدر صدوق علیہ الرحمہ اور اُن کا اعتقاد قرآن مجید پر دکھلایا لیکن اُسکو منظور نہین کرتے اس لئے کہ جوابات غیر حاضر ہین مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ اگر وہ یہ جانتے کہ اسکے

پاس ایسی روایات ہین تو وہ دعویٰ ہی کیون کرتے یا تو مجمع یہ کہے کہ واقعی
مین نے ثابت نہین کیا یا جناب صدر صاحب فرمائین کہ جہان سے
آج شروع کیا ہے وہان کل ختم نہین کیا تہا قبل اسکے کہ میری نسبت
لوگ کہدین کہ مبحث چہوڑ کر آگے بڑہ گئے تو پہر سمجہون اسوقت مجمع کہدی
آپنے کل ہی کہدیا ہوتا کہ مسئلہ ناتمام رہا اگر یہ غلط ہے تو مین پہر اسی
مسئلہ پر جانیکو تیار رہون اگر مجمع کہدی تو میں پہر حاضر ہون (لالہ کشن لال
صاحب رئیس امروہہ اس موقع پر نتیجہ کے بیان کرنے کے لئے کہڑے ہوگئے
لیکن فرقۂ اہل سنت نے صدر صاحب جلسۂ عام کو اس بات سے روکا کہ
وہ لالہ صاحب موصوف کو کچھ کہنے کی اجازت نہ دین بالآخر وہ خاموش
ہو کر بیٹھ گئے ۔

مولوی عبد الشکور صاحب

مین نے مخاطب صاحب کو کلام سے نہین روکا مین نے یہ کہا تہا کہ اگر
آپ نوشتہ دیدین تو مین پہر سوال نہ کرونگا ۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

مجہو آپ کے مراحم پر بہت امید ہے آپ تسلیم کر لیجئے کہ آپ کی یہان
روایات صحیح مین تحریف ہے؟ تب اسکے بعد آگے کہون اگر آپ تسلیم کرین
تو ختم کردون ورنہ آگے چلون ۔

مولوی عبد الشکور صاحب

مین یہ عرض کرونگا کہ آپ کا وقت قیمتی نہین ہے مین دوسری طرف توجہ نہ کرنے دونگا سوال میرا ہے مین تحقیقات اور تین وجوہ میرے سوال مین ہین اسکو ثابت کر دیجیئے مین مجمع کے سامنے لکھتا ہون سب جانتے ہین مین وہی کرونگا جو کہتا ہون یا اقرار کرین یا نوشتہ لکھدین پھر مین سب قیدین اٹھا دونگا اور آپ کو چھوڑ دونگا اور آپکی سب سنونگا اور اگر آپ دکھا دینگے کہ میرے یہان تحریف کی ایک بھی روایت ہے تو مین پھر وہی کہتا ہون کہ اپنے مذہب پر خاک ڈالدونگا

مولوی سید محمد سجاد صاحب صدر فرقہ شیعہ

ہمارا مقصد یہ ہے کہ مناظرہ منتج ہونے یہانپر حضرات فضول نہین آئے جو روایات حسب سوال مناظر صاحب اہل سنت پیش کی گئین اُن کی متعلق کتابین موجود ہین خواندہ حضرات خود پڑھ کر دیکھ لین ناخواندہ حضرات خواندہ سے دریافت کرین سیکڑون کتابین فریقین مین لکھی گئی ہین اس میدان مین جمع ہونے کی خاص وجہ یہی تھی کہ سب حضرات غور کرنے کو جمع ہوئے ہم صدر صاحب کا شکریہ بھی ادا کرینگے جیسے عبدالشکور صاحب نے کل شکریہ ادا کیا ہے چونکہ صدر صاحب آج ہی تشریف فرمائی صدارت ہوئے ہیں

مولوی عبدالشکور صاحب

(خطبہ) حاضرین جلسہ صدر صاحب میرا سوال یہ ہے کہ آیا شیعونکا ایمان قرآن پر ہے یا ہوسکتا ہے جتنا اسکا ثبوت تو جیتین بھی کر چکا ہون

جواب میں فرمایا جاتا ہے کہ ہمارا ایمان ہی جلسے میں تمانا کہ آپ پریشان ہو رہی ہیں لہذا الکھد تیجئے۔ نہ تو لکھتے ہیں نہ اقرار کرتے ہیں یہ بڑا مایہ ناز ہی کہ میرا نام بلا لفظ مولوی لیتے ہیں۔ اپنے مولا علیؑ مرتضیٰ کے حکم کی پابندی کرتا ہوں میں کچھ نہیں کہا چاہتا میرا ایک سوال ہے اور تین تنقیحیں اُن کا جواب دیدیجئے تو اپنے اقرار کو حرف بحرف پورا کرنیکو تیار ہوں جناب صدر صاحب کو بہت توجہ دلاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بلا توجہ کے بھی توجہ ہو جاتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا وقت بھی قیمتی ہے مجھے لوگ ہمیشہ روکا کرتے تھے میں کبھی نہ رکا کرتا تھا کل میری زبان سے جو نکل گیا تھا اُسکی آپنے کیوں گرفت کرلی میں تو یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ ہم تو قرآن کی حمایت کے لئے آئے ہیں اور آپ قرآن کے مقابلہ میں اور جنود الٰہیہ کے مقابلہ میں۔ کچھ پرواہ نہیں ہم سب باتیں چھوڑتے ہیں صرف اسی پر مسئلہ ختم کرو یا آپ اقرار کیجئے کہ جواب نہیں دیسکتے اور نہ ہوسکتا ہی یا لوشتہ دیجئے کہ ہمارا ایمان قرآن پر ہے اور جو تحریف کا قائل ہو وہ کافر ہے میں نے کسقدر آزادی دی ہے تمام دنیا دیکھتی ہے لہذا میں بھی ختم کرتا ہوں میرے نزدیک سوالات ملاحظہ ہوں بانویں سوال آپکی طرف سے آئے ہیں یہاں سے بہت مختصر گئے ہیں ڈرایا جاتا ہے وقت سے کہ بانویں سوال کی طے ہونے میں بانویں دن تو صرف ہونگے۔ پھر میں کھڑی ہوکر کہتا ہوں کہ پہلے ہی سوال پر ختم کرتا ہوں۔ آپ کی سوال نہ قرآن پر نہ بنیاد قرآن پر میں تو اثاث الاصول اور استقصار الافہام دکھاتا لہذا میں نوعیت سوالات دکھلاکر بہت خوش ہوا معلوم ہوگیا کہ آپکے سوالات اصول دین کے لئے بھی نہیں میری سوال کی نوعیت ہی ایمان بالقرآن۔ منشار سوال یہ تھا اور

کہ سب مجمع کو دکھلا دوں بھی میں اپنے معتقدین کے سامنے کہتا ہوں
کہ آپ ایک بات بھی ثابت نہ کرسکے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آیا حضرات
شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہوسکتا ہے۔ معہ تنقیحات دو وجوہ۔ انکے
فیصلہ کے بعد بڑا عمیق راز ہی جو واضح ہوجاویگا۔ میں نے دلائل بھی طلب
کی تھیں۔

(نوٹ) مولوی عبد الشکور صاحب نے تقریر آخری مولوی سبط
حسن صاحب کے وقت میں فرمائی بعد اُنکی تقریر کے ٹھیک ایک بجا صدر
صاحب جلسہ عام نے مناظر صاحب فرقہ شیعہ کو دس منٹ وقت کی
اجازت دی مگر مناظر اہل سنت نے اُسکی مخالفت کی اور عام طور سے
جلسہ اہل سنت کھڑا ہوگیا گو منتظمین جلسہ نے بہت روکا مگر مناظر صاحب
نے جلسہ برخاست کرادیا اور کسی شخص نے حسب ایمائے مولانا عبد الشکور
صاحب اذان مسجد متصلہ میں شروع کردی جسکا غالباً پہلے سے انتظام تھا۔

۵ دسمبر ۱۹۲۰ء

آج کے جلسہ میں کثیر تعداد سے شیعہ و سُنّی حضرات نے شرکت کی
۹ بجے سے قبل ڈیڑھ ہزار کے قریب لوگ مکان مناظرہ میں جمع ہو گئے۔
سربرآوردہ اہل ہنود کی ایک معقول تعداد نے شرکت کی تھی اور چونکہ
آج تعطیل کا دن تھا لہذا اہل ہنود میں وہ لوگ جو بوجہ ملازمت اور
جلسوں میں نہ آسکے تھے وہ بھی تشریف لائے تھے لیکن سُنّی علماء اور مناظر
صاحب کے انتظار میں ۹ بجے کے بعد سے بہت سے لوگوں میں بے چینی پیدا
ہوئی اور اس انتظار نے دس بجادیے۔ اور جب دس بجگئے تو جلسہ میں

طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے لگے اور آپس مین چہ میگوئیان کیجانے لگین۔ خصوصاً وہ اہل ہنود جو روزانہ جلسون کی شرکت کرکے تمام حالات دیکھ رہے تھے اور آج ہمارے پاس بیٹھے تھے عام طور سے یہ کہہ رہے تھے کہ اب مناظرہ تو ہو لیا غرض طرح طرح کے خیالات مجمع مین ظاہر کیے جا رہے تھے۔ جب اس انتظار میں بہت سا وقت صرف ہو گیا تو شیعہ پارٹی کے ایک صاحب اپنے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگون کو مخاطب کرکے فرمانے لگے کہ جناب شرائط کے موافق مناظر کی آمد کے لیے ایک گھنٹہ انتظار کا رکھا گیا تھا۔ اسپر بھی آپ کو غور کر لینا چاہیئے۔ جسکا جواب خود شیعہ فریق کے لوگون نے یہ دیدیا کہ اسکی پروا مت کرو۔ بالآخر گیارہ بجنے سے کچھ منٹ قبل مولوی عبدالشکور صاحب معہ اپنے ہمراہیان کے تشریف لائے۔ اسوقت موصوف کے چہرہ کی حالت نہایت متغیر تھی۔۔ اور ممکن ہے کہ شیخ العبد الجبائی کے انتقال کا ملال اپنا اثر ڈال رہا ہو۔ بہرحال ان حضرات کے تشریف لانے سے حاضرین کے چہرہ بحال ہو گئے۔ ہر طرف خوشی کے آثار نمایاں تھے گویا انتظار کرنے والونکی محنت ٹھکانے لگنے کی اُمید پڑی لیکن حکیم اسرارالحق صاحب نے اپنے اسٹیج پر بیٹھکر پرائیویٹ طور پر یہ کہا کہ تین تنقیحات جو بیان کی گئی ہین اور اُسکا جو جواب شیعونکی طرف سے دیا گیا ہے اُس کو شیعہ حضرات بیان کرینگے اور مین بحیثیت اس شہر کا باشندہ ہونے کے یہ فیصلہ کرونگا آیا سوال کا جواب ہو گیا یا نہیں اور بس۔ اسی پر آج کا جلسہ ختم کر دیا جائیگا۔ پھر آج شام کو یہ طے کیا جائیگا کہ آیا مناظرہ جاری رکھا جائے یا نہین اور اگر جاری رکھا جائے تو کسطرح

حکیم صاحب کی یہ گفتگو اپنے فریق کے لوگون سے اگرچہ پرائیویٹ

گفتگو تھی لیکن ایسی آواز سے تھی کہ ہمنے اور ہماری ساتھ اور لوگون نے بھی سُنی اس کے بعد سید مسیح الحسن صاحب نے شیعون کے اسٹیج پر کہڑے ہوکر فرمایا۔

سید مسیح الحسن صاحب

مین سب حضرات حاضرین کیخدمت مین بہت تہوڑی سی بات ظاہر کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اسوقت تک سوال اہل سنت حضرات کی جانب سے ہوا اور شیعونکی طرف سے اُس سوال کا اور اُس کی ہر ہر توضیح کے جواب دیدیئے گئے جسکو ہم لوگ کافی ووافی جواب سمجھتے ہین لیکن سُنی مناظر صاحب کہتے ہین کہ جواب کافی نہین ہوا۔ اس کی تصفیہ کی کوئی صورت اسوقت تک نہین ہوئی میری رائے مین مناسب ہوگا کہ باہر سے غیر مذہب کے کسی عربی دان پریسیڈنٹ کو بولایا جاوی اور تمام تقریرین اُن کے حوالہ کردیجائین وہ ان تقریرون کو پڑھ کر جو کچھ فیصلہ دین وہ فریقین کو منظور کرنا چاہیئے۔ اور اب شیعونکا سوال شروع ہونا چاہیئے۔

حکیم اسرار الحق

حضرات۔ میرے مکرم سید مسیح الحسن صاحب نے ایک نہایت سنجیدگی کے ساتھ واقعہ کو عرض کیا ہے۔ (الشعر۔ یہی الفاظ حکیم صاحب کی زبان سے ادا ہوئے تھے) مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین اُسکا ہر ہر نقطہ تسلیم کرنے کو تیار ہون۔ جو سوال سنیون کی طرف سے پیش کیا گیا تہ

اُس کے جواب شیعون نے اپنی لیاقت کے موافق دیئے اور وہ اپنے نزدیک
جانتے ہین کہ وہ کافی ہوگئے لیکن ہمارے مناظر کی سمجھ مین وہ کافی نہین ہوئے
اسپر یہان اختلاف پڑا ہے اور اس کے فیصلہ کے لئے کل چار بجے سے
اسوقت تک باہم گفتگو ہو رہی ہے۔ مین نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ چونکہ
اسوقت سنی اور شیعہ اور ہندو پبلک سب موجود ہین لہذا شیعہ
صاحبان ان کے سامنے تمام تقریرین پھر پڑھدین اور فیصلہ پبلک کے
ہاتھ مین چھوڑ دین اس کے بعد وہ فرض سے سبکدوش ہو جائینگے۔
لیکن سید سبط رسول صاحب نے اس کو نہ مانا اور کہا کہ اس کے بعد بھی
پھر وہی مقام آجاتا ہے لہذا اُن کے نزدیک اس کارروائی کا کوئی نتیجہ نہین
نکلتا اُنکی خواہش یہ ہے کہ ایک صدر باہر سے تجویز کرکے بولایا جاوے
اس کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ شرائط مین یہ طے نہین ہوا کہ ہم کسی مذہبی
مسئلہ مین کسی دوسرے مذہب کے بزرگ کو حکم بنا ئین بلکہ پریسیڈنٹ کو
یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ تکرار عبث کی حالت مین مناظر کو روک سکے علاوہ
برین شرائط مین یہ طے ہوا ہے کہ دن مین جو تقریرین مناظرین کی ہوتی
ہین اُنہین تلمبند کیا جائے اور آٹھ بجے رات تک فریقین کے مناظرین
اپنے اپنے دستخط اُنپر کردیا کرین لیکن شیعونکی جانب سے تقریرون پر
دستخط نہین دیئے گئے جسمین شیعونکی جانب سے قصور رہے مگر مین اسے
فرار نہین کہتا۔ مقصد اس مناظرہ کا فرار نہین ہے بلکہ احقاق حق کیواسطے مناظرہ
کیا گیا ہے مین اسپر الزام دینا نہین چاہتا جو تقریرین اہل سنت حضرات
نے لکھی ہین اُنکی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ مکمل نہین ہین اور اُنپر دستخط
نہین دیئے جاتے۔

مین پھر چھوٹے لفظون مین عرض کرنا چاہتا ہون کہ جب اہل سنت کو سوال کا جواب کافی طور پر آپنے دیدیا تو ایک عجیب جواب دینے پر اسطرح قادر ہے تو اُسے دوبارہ جواب دینے مین کیا دشواری ہے بلکہ ایسی حالت مین جو کچھ جواب مین خامی رہ گئی ہوگی وہ بھی پوری ہوجائیگی۔ گننے گننے ہوگئے پھر گننے کو تیار ہین۔

مین اسوقت ایک خبر دیتا ہون۔ ہمارے بزرگ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کا وصال ہوگیا ہے خلافت کمیٹی نے آج کا دن اُن کے ماتم کا طے کردیا ہے جسکا جلسہ آج شام کو جامع مسجد (پانیارہی) مین ہوگا۔ اہل تشیع اور اہل ہنود جو قومی درد دلمین رکھتے ہون اُن کو عام دعوت دیجاتی ہے کہ جلسہ مین شرکت کرین اور یہ بھی وعدہ کیاجاتا ہے کہ اس جلسہ مین مناظرہ کے متعلق کوئی گفتگو نہ ہوگی۔

سمیع الحسن صاحب

آپ فرماتے ہین کہ اسوقت شیعہ سنی اور اہل ہنود موجود ہین اُن کے سامنے فریقین کی تقریرین پڑھی جائین اور وہ خود فیصلہ کرینگے کہ جواب کافی ہوگیا یا نہین اس طریقہ مین کوئی ہرج نہ تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ شیعہ حضرات کہینگے کہ جواب کافی ہوگیا اور سُنی حضرات متفق اللفظ یہ کہینگے کہ جواب نہین ہوا۔ اب ان دونون فریق کےیا وہ صرف ایک فریق اہل ہنود کا ایسا رہجاتا ہے جو اس معاملہ مین بے تعلق اور آزاد ہے لہٰذا اسکا انحصار صرف اہل ہنود پر کردیا جائے۔ اسوقت شرکا رجلسہ مین بہت سے ذی فہم اہل ہنود ایسے موجود ہین جو روزانہ جلسون مین

شریک رہے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری سے اس معاملہ پر فیصلہ دے سکتے ہیں وہ اپنے ایمان کے خلاف بلا وجہ عمل نہیں کر سکتے۔

آپ نے تحریروں کے متعلق اعتراض کیا ہے کہ شیعہ صاحبان دستخط نہیں کرتے رات خود آپ کے سامنے ثابت کر دیا گیا تھا کہ ہماری تقریریں بالکل مکمل ہیں اور تیار ہیں لیکن جب تک آپ کے یہاں کی تقریریں مکمل نہوں کس طرح امپر دستخط دئے جا سکتے ہیں ہمیں چونکہ احقاق حق منظور ہے لہذا ہم اسوقت تک آپ کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے رہے ہیں۔

حکیم اسرار الحق صاحب

مجھے معاف کیجئے اگر میں یہ عرض کروں کہ موجودہ پبلک میں سنی اور شیعہ کو سقدر ہٹدھرم سمجھا جاتا ہے کہ دس بیس افراد بھی اس قابل نہیں جنہیں آپ ماننے کو تیار ہو سکیں میں اپنے بزرگ شیعہ حضرات میں ہزار نہیں تو سو دو سو لسٹ کھا سکتا ہوں جو سچائی سے فیصلہ دے سکیں اسی طرح سنی حضرات میں بھی بہت سے افراد ایسے موجود ہیں۔ اہل ہنود جنکی تائید اور فیصلہ پر میرے بھائی راضی ہو جاتے ہیں ان کو گو فریقین سے کوئی تعلق نہیں لیکن قومی عزت کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ مناسب نہیں ہے مجھے ہندو بھائیوں سے عرصہ دراز سے نیاز مندی حاصل ہے میرا یہ مقصود نہیں کہ وہ کسی طرفداری فیصلہ پر تیار ہو جائیں گے لیکن مذہبی متخاصمین ایک مذہب کے دو جھگڑنے والے قرآن پاک اور اقوال علماء اور مذہبی مسائل کو اہل ہنود کے ہاتھ میں دیدیا اور انکا صرف اتنا فرمادینا کہ فلاں فرقہ ہار گیا اور فلاں جیت گیا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ذی فہم مسلمان ایسا کر سکتا ہو۔ وہ قرآن کے ترجمہ کو نہ کر سکتے ہوں۔ اقوال علماء کے معنی نہ سمجھ سکتے ہوں انپر فیصلہ ماننے کو تیار ہو جائیں میں لئے ماننے کو ہرگز تیار نہیں ہوں۔

اس کے بعد سنی حضرات نے جلسہ کو ختم کرنا چاہا کہ مولف روئداد یعنی
سید مجاہد حسین جوہر نے شیعہ اسٹیج پر کھڑے ہو کر عام حاضرین کو اپنی طرف
مخاطب کیا اور مندرجہ ذیل فقرات ادا کیے۔

سید مجاہد حسین جوہر مولف روئداد ہذا

حضرات اس وقت یہ کہا گیا ہے کہ شیعہ حضرات کے یہاں تقریریں نہیں
لکھی جاتیں۔ یہ واقعہ بالکل غلط ہے اور سراسر جھوٹ ہے۔ اس سے
حاضرین کو محض مغالطہ دینا مقصود ہے۔
اصل یہ ہے کہ ہمارے مخالف فریق اہل سنت نے اسکی اہمیت پر کبھی غور ہی
نہیں کیا۔ اُن کے یہاں آج تک کوئی تقریر نہیں لکھی گئی اسکا تذکرہ آج سے قبل بھی
آچکا ہے اور اسی وجہ سے میرے معروضہ پر سنی حضرات نے دوسرے روز کے
جلسہ سے اپنے رپورٹروں کو میرے پاس بٹھانا شروع کر دیا جو اسوقت
بھی میرے پاس بیٹھے ہیں لیکن وہ کوئی تقریر نہیں لکھ سکے نہ اُن کے قلم میں
اس قدر قدرت ہے اور نہ اس قدر تیزی کے ساتھ وہ تقریر لکھ سکتے ہیں
جسکا فیصلہ اسی وقت اور اس طرح ہو سکتا ہے کہ حکیم اسرار الحق صاحب جو ابھی
ابھی تقریر کر کے اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں اُنکی تقریر یا تو اُن کے رپوٹر اسی وقت
حاضرین جلسہ کے سامنے پڑھکر سنا دیں یا میں سُناتا ہوں دکا غذات دکھاکر)
یہ تقریر میرے پاس موجود ہے اور میں نے ابھی ابھی لکھی ہے اسے لفظ بلفظ
پڑھکر سنائے دیتا ہوں اسی پر جھوٹ اور سچ عام حاضرین پر کھل جائیگا
کسی معاملہ میں چالاکی سے کام لینا اور بات ہے اور پا...
واقعیت کے ساتھ پبلک پر ظاہر کرنا اور چیز۔

اس تقریر پر سکوت کا عالم حضرات اہل سنت پر طاری ہو گیا اور کوئی جواب بغیر
لہجہ کی شکایت کے نہ دے سکے جس سے عام حاضرین نے پوری پوری طرح
سمجھ لیا کہ حقیقت یہی ہے۔ حکیم اسرار الحق صاحب بھی خاموش تھے۔ اگر ان کے
یہاں کوئی لکھنے والا تقریروں کو لکھ سکتا تو اسی وقت حکیم صاحب کی تقریر کو یا دوسری
تقریروں کو پڑھ کر عام حاضرین کے سامنے سنا سکتا تھا۔ گویا اس جھوٹ اور
چالاکی کے کھل جانے پر جو کچھ پشیمانی ہوئی اسکا اندازہ وہی لوگ کر سکے جو اس
جلسہ میں موجود تھے۔

میری اس تقریر کے وقت علاوہ امروہہ کے ہندو مسلمانوں کے بیرونی مقامات
دہلی۔ مظفر نگر وغیرہ کے حضرات بھی موجود تھے اور سب نے اس معاملہ کو بخوبی دیکھا اور
سچ اور جھوٹ کا اچھی طرح اندازہ کر لیا۔

اب یہ جلسہ برخاست ہوا اور پھر شام کے وقت سنیوں نے اپنا ایک جلسہ شیخ الہند
کے انتقال پر اظہار ملال کی غرض سے مسجد پان باڑی میں منعقد کیا۔ اس جلسہ میں
اصلی مقصد کے ساتھ حکیم اسرار الحق صاحب نے مناظرہ کے متعلق بھی خلاف معاہدہ
تقریر کی جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ شیعہ مناظر ہمارے سوال کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے
اس کے بعد شیعہ صاحبان کی طرف سے ایک چھپا ہوا اعلان شائع ہوا جس میں یہ
اعلان کیا گیا تھا کہ کل مناظرہ ہو گا۔ سب صاحب جلسہ میں شرکت فرمائیں
اس اعلان نے سنی حضرات میں ایک عجیب ہلچل ڈال دی۔ چند معزز حضرات اہل سنت
سید [illegible] حسن صاحب کے یہاں تشریف لائے جنمیں حکیم اسرار الحق صاحب
مولوی آل احمد صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ۔ قاضی [illegible] عباس صاحب [illegible] بھی
ان حضرات نے اس امر کی شکایت کی کہ آپکا اعلان جو شیعوں کی طرف سے شائع
ہوا ہے یہ کیوں شائع کیا گیا جس کا جواب شیعوں کی جانب سے یہ دیا گیا کہ چونکہ

ہمارے مناظر صاحب نے سُنّی مناظر کے سوال کا جواب کافی طور پر دیدیا ہے لہٰذا اگلا ہمارا سوال پیش ہو گا چنانچہ کچھ دیر اِس پر بحث رہی۔ حکیم اسرار الحق صاحب نے فرمایا کہ مناظرہ بند کر دینا چاہئے جس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ آپ کو پہلے ہی سمجھنا چاہئے تھا۔ جب ہماری طرف سے آپ کے سوال کا جواب کافی طور پر دیدیا گیا تو پھر ہمارے سوال کے جواب دینے سے کیوں گریز کی جاتی ہے۔

اس جلسہ میں ایک صاحب نے حکیم اسرار الحق صاحب سے دریافت کیا کہ آپنے ہمارا ڈی کی مسجد میں جو تقریر کی تھی وہ کیا تھی ذرا خود ہی اُسے بیان فرما دیجئے مناظرہ کے متعلق اس جلسہ میں کیا کہا تھا جس کے جواب میں حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں نے ضرور اس جلسہ میں کہا تھا کہ شیعہ صاحبان کی طرف سے کافی جواب ہمارے سوال کا نہیں ہوا۔ اِس پر شیعہ صاحبان نے شکایت کی کہ آپ نے ہمیں اُس جلسہ میں مدعو کر کے خلاف وعدہ اور خلاف واقعہ ایسا عمل کیوں کیا تب حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں نے چاروں طرف نظر ڈالکر دیکھ لیا تھا کہ اس جلسہ میں کوئی شیعہ صاحب تو نہیں ہیں اس پر سید منہاج الحسن خان صاحب نے فرمایا کہ جناب والا ایک تو میں ہی وہاں بیٹھا تھا اور پندرہ بیس حضرات شیعہ اور موجود تھے تب حکیم اسرار الحق صاحب نے کہا

چونکہ ہمارے فریق پر آپ کے مناظر صاحب کی تقریروں کا بہت بڑا اثر پڑا تھا اس لئے ہم نے اُن لوگوں کے قلوب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایسا عمل کیا تھا مجھے اس کی سخت ضرورت تھی اور میں اب آپ حضرات سے معذرت کرتا ہوں۔

اس پر سید سبط رسول صاحب نے فرمایا کہ ذرا آپ پھر اس کا اعادہ فرمائے کہ وہ کیا وجہ تھی جسنے آپ کو ایسی تقریر کرنے پر اُس جلسہ میں مجبور کر دیا تھا۔

میں پھر سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حکیم صاحب موصوف نے پھر وہی الفاظ زبان سے ادا کئے اور کہا کہ سید صاحب آپ بار بار کیوں پوچھتے ہیں حقیقتاً تحریف قرآن کے متعلق ہمارے فریق پر بہت بڑا اثر پڑا تھا اس وجہ سے لوگوں کا دل ٹھنڈا کرنے کے لئے میں نے اپنی تقریر میں ایسا کہا لیکن یہ کہنے کے بعد حکیم صاحب کچھ سوچنے لگے اور پھر خاموش ہو گئے اور پھر اس جلسہ میں مناظرہ بند کرنے پر زور دیا گیا لیکن شیعہ صاحبان کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا کہ یا تو آپ تحریر دیجئے کہ شیعوں کا جواب کافی ہو گیا ورنہ کل ہمارا سوال ضرور پیش ہونا چاہئے۔ اس پر سنی حضرات کی طرف سے یہ آواز پیدا ہوئی کہ فساد ہونے کا احتمال ہے جس کے جواب میں شیعہ صاحبان نے کہا جو جیسا کرے گا وہ خود اس کا نتیجہ بھگتے گا۔ اس پر سنی صاحبان یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا دیکھا جائے گا۔ ۶؍ دسمبر کو مناظرہ بند رہا اور جناب صدر الافاضل مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نے اپنے مقام پر لوگوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ مولوی عبد الشکور صاحب کو جواب کے متعلق کچھ شکوک باقی رہ گئی ہیں تو انھیں یہاں میرے پاس بلا لیا جائے یا کسی دوسرے موقع پر وہ مجھ سے ان شکوک کو رفع کر سکتے ہیں۔ بالآخر ۷؍ دسمبر کو بوقت ۹ بجے صبح ایک جدید تحریری معاہدہ فریقین میں ہوا جس کا مضمون یہ تھا کہ چونکہ اہلسنت حضرات کے مناظر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ سوال اول کا جواب کافی نہیں ہوا اور شیعہ حضرات کے مناظر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ہم جواب کافی دے چکے لہذا بنظر رفع نزاع باہم فریقین یہ امر قرار پایا کہ مناظرین فریقین مع [illegible] حاضر ہوں اور [illegible] ہو کے [illegible] اس پر نظر کریں کہ کونسی تنقیح اور توجیہ سوال مذکور کا جواب ہوا۔ اور کونسی کا جواب نہیں ہوا فریقین کی تقاریر لفظ بلفظ قلمبند ہو کر فوراً منصف صاحبان کے دستخط کرا لئے جائیں گے اور ایک دوسرے سے مقابلہ ہو جائے گا اور اس کارروائی کے ختم ہونے کے بعد فوراً دو تین روز جلسہ عام میں وہ تقاریر سنا جانے کے بعد شیعہ مناظر کا سوال پیش ہو جائے گا۔

کارروائی جلسہ ۷؍ دسمبر ۱۹۳۰ء

ٹھیک ۹ بجے کے بعد یہ جلسہ مکان مناظرہ میں منعقد ہوا۔ فریقین کے پچیس پچیس اشخاص کے

علاوہ چار سو نفر اہل ہنود بھی شریک تھے۔
اس جلسہ کی نشست بیشتر کی طرح نہ تھی۔ مولانا السید سبط حسن صاحب نے خود اہل سنت حضرات اور مولوی عبدالشکور صاحب کو اپنے قریب بلالیا تھا گویا بالمقابل دونوں فریق اور مناظرین حضرات فروکش تھے۔ اہل ہنود دونوں فریقوں کی اردٹ میں بیٹھے تھے۔ مولوی عبدالشکور صاحب نے اس طرح کارروائی جلسہ کو شروع کیا اولاً فریقین کی جانب سے تقریریں لکھانے کا یہ انتظام کیا گیا کہ مولوی عبدالشکور صاحب اپنی تقریر نہایت آہستہ آہستہ رک رک کر رپوٹران کو لکھا رہے تھے اور جناب مولانا سید سبط حسن صاحب سے بھی ایسی ہی خواہش کی گئی لیکن اس طرح رک رک کر بولنے اور لکھانے کے لئے بہت بڑے وقت کی ضرورت تھی لہذا پھر جلسہ ہائے سابق کی طرح فریقین کی جانب سے تقریریں ہوتی رہیں اور اہل سنتی حضرات کے رپورٹران تقریروں کے لکھنے سے عاجز رہے۔ البتہ ہمارے یہاں میں خود سابق کی طرح ان تقریروں کو لکھتا رہا جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۷ دسمبر ۱۹۲۰ء

مولوی عبدالشکور صاحب

میرا سوال یہ ہے کہ کیا حضرات شیعہ اپنے اصول مذہب اور کتب معتبرہ کی روسے اپنا ایمان قرآن مجید پر ثابت کرسکتے ہیں۔ میرے اس سوال کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ اس وقت پہلی بنیاد کی بابت پوچھتا ہوں کہ اسکا کیا جواب ہے وہ پہلی بنیاد یہ ہے کہ حضرات شیعہ نے راویان دین کی پہلی جماعت کو بلا استثنا کاذب مانا ہے تو ان کی روایت سے جو قرآن مجید ملا کیا وہ ایسا قابل وثوق

ہو سکتا ہے کہ اُسپر ایمان رکھنا ضروری ہو۔ اور جو اُسپر ایمان نہ رکھے وہ کافر ہو جائے اور بس۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

اس وقت میں یہی چاہتا ہوں کہ میرے قلب میں یہ بات آئی ہے کہ بطور افہام عرض کروں۔ میں اہل سنت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ مجاز ہیں کہ مجھ سے دریافت کریں۔ اس وقت مناظرہ کی صورت نہیں ہے لہذا میں اجازت دیتا ہوں کہ ہر شخص پوچھ سکتا ہے۔ آپکی یہ باتیں خلاف قاعدہ ہوں گی (کیونکہ آجکا جلسہ کوئی باضابطہ جلسہ نہیں ہے محض افہام وتفہیم کی غرض سے مخصوص حضرات شریک کئے گئے ہیں) میں نے عرض کر دیا ہے کہ میں ہر شخص کی تسکین کردونگا جناب کے شبہ کی بنیاد اول تو یہی ایک چیز ہے کہ شیعوں نے پہلے راویان کو کاذب سمجھا ہے۔ بالا استغنا اور بکثیں کی روایت ہے یہ قرآن ملا ہے لہذا جب راوی مشتبہ ہو گئے بلکہ شیعوں کے نزدیک وہ قابل اعتبار نہیں ہیں پھر شیعوں کا ایمان اُس قرآن پر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب وہ راویوں ہی کو صحیح نہیں مانتے یہ تو توضیح ہے کلام کی۔

اب میں بہ ادب گزارش کرتا ہوں کہ جو خبر بطریق روایت ملے اس میں راوی کی جانچ ضروری ہے کہ آیا وہ صادق اللہجہ یا کاذب اللہجہ۔ عادل ہے یا غیر عادل مومن ہے یا کافر۔ اور اس قسم کے اوصاف جنکی جانچ راویوں میں کی جاتی ہے لیکن جو خبر بطور قطع ویقین اور بذریعہ تواتر قطعی کہ جو مفید قطع ویقین ہو اس میں یہ نہیں پوچھا جاتا کہ کس نے خبر دی جیسے وجود مکہ ومصر۔ افریقہ وغیرہ۔ ان چیزوں کا وجود تواتر کے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہو گیا ہے۔ لہذا ہم نے اور کسی عاقل نے کبھی اس بات پر بحث نہیں کی کہ کس کس کی خبر سے ہم کو مکہ کا

وجود معلوم ہوا ہے۔
قرآن مجید کسی ایک راوی یا دو اور تین راویوں کے بیان سے ہم تک نہیں پہنچا تاکہ ہم اُن کی توثیق چاہیں بلکہ وہ بذریعہ تواتر پہنچا ہے۔ جس میں اگر کفار بھی شامل ہوں تو تواتر میں کوئی قدح نہیں ہو سکتی اس لئے قرآن پر ایمان لانا اور جماعت اوّل کا قدح کرنا منافات نہیں رکھتا۔ جواب اوّل ختم ہوا۔ پہلے بحث اور تنقید کر لیجئے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

میری گزارش اس جواب کے متعلق یہ ہے کہ میرے سوال کی بنیاد میں دو پہلو تھے ایک یہ کہ راویان قرآن کی پہلی جماعت کو بلا استثنار کاذب مانا ہے دوسرے یہ کہ نہیں۔ آپ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ آپ نے پہلی شق کو تسلیم کر لیا یعنی یہ کہ راویان قرآن کی پہلی جماعت بلا استثنار کافر ہے اب آپ کا فرمانا صرف یہ ہے کہ راوی کی جانچ اس چیز میں ہوتی ہے جو بطریق روایت ہے اور جو بطریق تواتر ہے اس میں جانچ نہیں ہوتی حتی کہ کافر اور مسلم کا بھی امتیاز نہیں کیا جاتا اور آپ نے مثال میں مکہ اور مصر فرمایا میری غرض اولاً یہ ہے کہ روایت تواتر میں دونوں کو آپ نے ایک دوسرے کا مقابل قرار دیا ہے حالانکہ تواتر بھی روایت کی ہی ایک قسم ہے۔ ثانیاً خبر تواتر کے راویوں کی جانچ ہونا یہ اس وقت ہے جب یہ مان لیا جائے کہ خبر تواتر کے راوی جھوٹ نہیں ہو سکتے اور جھوٹ میں متفق نہیں ہو سکتے۔ کافر و مسلم ہونا اور چیز۔ صادق کاذب ہونا اور چیز ہے۔
جن لوگوں کو مان لیا گیا کہ وہ سب کے سب کاذب تھے اُن کی روایت کسی حال میں مفید قطع و یقین نہیں ہو سکتی۔

وجود مکّہ و مصر کے راویوں کا کاذب ہونا آج تک کسی نے نہیں مانا اگر بالفرض آج کوئی شخص وجود مکّہ و مصر کے راویوں کو بلا استثنا، کاذب مان لے تو اُس کے حق میں وجود مکّہ و مصر کی خبر بھی مفید قطع و یقین نہ رہے گی۔ پس اب جناب کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ جس خبر تواتر کے راویوں کی پہلی جماعت بلا استثنا، کاذب مانی جا چکی ہو وہ خبر بھی مفید قطع و یقین ہو سکتی ہے۔

ثانیاً ایک لفظ جناب والا کے ارشاد میں لفظ بذریعہ تواتر سے پہلے بطریق قطع و یقین کی بھی ہے اُس کی نسبت بھی فرماویں کہ طریق قطع و یقین سے بھی تواتر مراد ہے یا کوئی اور چیز۔ کوئی اور چیز مراد ہو تو بیان فرمادیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے جو جواب خدمت میں حاضر کیا ہے اُس میں میں نے کوئی لفظ بلا استثنا کا لفظ نہیں کہی۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اگر راویان صف اوّل میں کوئی قدح ہو اور کذب کو بھی تہ کر دیا ہے وہ کسی قسم کی قدح ہو میں نے کذب کو معین نہیں کیا میں نے نہ تو کاذب بلا استثنا، کہا نہ جناب یہ فرما سکتے ہیں کہ میں نے سلم تسلیم کر لیا۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اگر صف اوّل میں کوئی قدح بھی ہو تو بھی ایمان قرآن پر ہے۔

دوسرے بلا استثنا کسی لفظ کو میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ وہ لوگ جن کی قدح مذہب شیعہ میں وارد ہے وہ سب نہ تھے بلکہ میں اُن لوگوں کو استثنا کرتا ہوں اور جو معصوم اور تابعین تھے انھیں تسلیم کرتا ہوں۔

مذہباً میں کس طرح بلا استثنا، کاذب کہہ سکتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو ہمارے خیال میں کامل الایمان نہ تھے

یا دہ کبھی کوئی جھونٹ بولے ہوں تو وہ شخص جو کبھی جھونٹ بولا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو صادقین میں موجود ہوں تو کاذب کیسے ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کے موقع پر سب کا جھونٹ بولنا صادق نہیں آتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جسطرح پر قرآن کی روایت کی گئی ہے بلکہ اگر جناب دیکھیں تو دکھاؤں گا کہ صحف اوّل نے تواتر ہی کو لکھا ہے غیر تواتر کو ترک کیا ہے۔ صحف اوّل ہی تواتر کے لئے نہیں ہے (اس کے بعد ایک عبارت پڑھی) اور فرمایا کہ تواتر کو صحابہ نے خود لکھا ہے کہ جو متواتر تھا لکھنے کے وقت تواتر کو لکھا ہے۔ غیر متواتر کو ترک کر دیا ہے۔ اس کے متعلق دکھاؤں گا۔

میرا یہ کہنا کہ روایت سے اگر معلوم ہو تو راویوں کی جانچ تواتر سے نہیں ہوتی اگر تواتر کہا ہے۔ روایت کے مقابلہ میں لانا دلیل اس کی ہے کہ ایک وہ چیز جو مفید ظن ہو اور دوسری وہ جو مفید یقین ہو۔ ایک مفید علم ہے اور ایک نہیں ہے جس وقت یہ باتیں طے ہو چکیں اور آپکو معلوم ہو چکا کہ میں ہرگز صحف اوّل کو بلا استثنار کاذب نہیں کہتا اور میرا قول ہے کہ وہی لکھا ہے جو متواتر ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

جناب والا کی تقریر میں دو باتیں ایسی ہیں کہ اگر انکا جواب ملجائے تو معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

(۱) آپ نے فرمایا کہ میں راویان یا احادیث کی پہلی جماعت کو بلا استثنار کاذب نہیں مانتا ہوں بلکہ معصوم اور اُن کے تابعین کو مستثنیٰ سمجھتا ہوں۔ اس موقع پر میرے ذمہ بار ثبوت عائد ہوتا ہے کہ میں آپ کی کتب معتبرہ سے دکھاؤں کہ کوئی مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ معصوم اور انکے تابعین اس صنعت میں سب سے

سابق ہیں چنانچہ پیش کرتا ہوں۔ اصول کافی صفحہ ۴۱۳ عن ابی بصیر
قال قال ابو عبد اللہ التقیۃ من دین اللہ قلت من دین اللہ
قال ای واللہ من دین اللہ ولقد قال یوسف ایتھا العیر انکم
لسارقون واللہ ما کانوا سرقوا ولقد قال ابراھیم انی سقیم
واللہ ما کان سقیما۔ ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا امام جعفر
صادق علیہ السلام نے کہ تقیہ دین خدا سے ہے میں نے عرض کیا کہ دین
خدا سے ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں خدا کی قسم دین خدا سے ہے
اور تحقیق کہ یوسف نے کہا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو خدا کی قسم انھوں نے
نہیں فرمایا تھا اور حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں بیمار ہوں خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے
اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو چور نہ تھا اُس کو چور کہنا تقیہ ہے اسی کو تمام
دنیا کے لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور جو بیمار نہ تھا اُس نے اپنے کو بیمار کہا۔ اسی کو
دنیا جھوٹ کہتی ہے اور اسی معنی کے اعتبار سے تقیہ اور منافقت میں کوئی فرق
نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جھوٹ کے مرتکب وہ معصوم ہیں جن کا
اس میں ذکر ہے۔ دوسری روایت میں صفحہ ۴۸۴ پر ہے (مطبوعہ نولکشور)
اُن حضرات معصومین کی بابت بھی یہی چیز ثابت ہوتی ہے جن کو آپ کے مذہب نے
مانا ہے۔ اس روایت کا ترجمہ یہ ہے یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ تقیہ میرے دین سے ہے اور میرے باپ دادا کے دین سے ہے۔
اور جو تقیہ نکرے وہ بے ایمان ہے۔ میں نے اپنے خیال میں استثناء کا غلط ہونا ثابت
کر دیا۔ مزید شواہد کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی پیش کروں گا۔
دوم۔ آپ نے فرمایا کہ جو کبھی جھوٹ بولے اُسکا ہر وقت جھوٹ بولنا
جائز نہیں یعنی جھوٹا کبھی سچ بھی بول دیتا ہے اور اُس کے کلام میں ہر وقت

ضروری نہیں کہ جھوٹ ہی ہو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اسوقت یقین کیساتھ کہئے شک سے کوئی فائدہ نہیں نکلتا۔

سوم، آپ نے فرمایا کہ صحابہ نے اس قرآن کو لکھا جو متواتر تھا غیر متواتر کو لکھا ہی نہیں۔ اسکا ثابت کرنا اپنی کتب سے لازم ہے۔ کتب اہل سنت کا حوالہ نہ سنا جائے گا۔

مولوی سیّد سبطِ حسن صاحب

میں نے تو یہ چاہا تھا کہ اس جلسہ میں اجزائے سوال جسکا ذکر جلسہ مناظرہ میں ہوا تھا اُن کو دو دو لفظوں میں ختم کر دوں اور کوئی دوسرا مسئلہ اُس وقت تک شروع نہ کیا جائے جب تک کہ پچھلے سوال کے تمام اجزا طے نہ ہو جائیں۔ شرائط مناظرہ بھی اسی امر کو ظاہر کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص درمیان مسئلہ میں کسی دوسرے مسئلہ کو شروع کر دے گا تو اُس نے گویا شرائط مناظرہ کے خلاف کیا اور اُس کی شکست سمجھی جائے گی لیکن چونکہ آپ اس امر کو بار بار زباں پر لاتے ہیں اس لحاظ سے میں شرائط مناظرہ سے قطع نظر کر کے چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ تقیہ بھی آپ کے حسب دلخواہ یہیں طے کروں۔ سُنئے تقیہ اور کذب یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں اور ان کے الفاظ بھی الگ الگ ہیں اور معنی میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کذب کے معنی کسی چیز کو بلا ضرورت شرعیہ غیر مطابق واقعہ بیان کرنا ہے اور تقیہ اس کا نام ہے کہ جان و آبرو کی حفاظت کی غرض سے کسی ایسی بات کا بیان کرنا جو خلاف واقع ہو یا اس طرح بیان کرنا جس سے لوگ اس معنی کو سمجھیں جو ظاہر میں خلاف واقع ہیں۔

اس معنی کے اعتبار سے تقیہ آپ کے اور ہمارے دونوں مذہبوں میں

موجود ہے۔ اور خود آپ کے خلیفۂ اول صاحب نے اس پر عملدر آمد کیا ہے۔
بخاری جلد ۵ صفحہ ۶۲ میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ جس وقت جناب رسالتمآب شب ہجرت
غار کی طرف تشریف لئے جا رہے تھے اور حضرت ابو بکر بھی آپ کے ساتھ تھے
تو کافروں میں سے ایک شخص نے حضرت ابو بکر سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص
تمہارے ساتھ ہے انھوں نے جواب دیا کہ ان ھذا الرجل یھدینی السبیل
یعنی یہ شخص مجھے راستہ بتاتا ہے۔ یہ ایسے الفاظ تھے کہ سمجھنے والا یہ سمجھا کہ اندھیرے
کی وجہ سے راہ بھول جانے کے خوف سے راستہ بتانے والا ہے اور مقصود
ابو بکر کا یہ تھا کہ یہ شخص ہدایت کرنے والا ہے (یہ کل واقعہ بخاری میں موجود ہے)
یہ تو وہ نہیں کہہ سکے کہ یہ جناب رسالتمآب ہیں کیونکہ اس کے ظاہر کرنے میں
جان کا خوف تھا اس وجہ سے ایسے الفاظ فرمائے کہ جس سے وہ شخص دوسرے معنی
سمجھ کر مطمئن ہو گیا اور چلا گیا۔ اسی کا نام تقیہ ہے کہ جان و آبرو کے خوف سے
ایسے الفاظ بیان کرنا جو ظاہر میں خلاف واقع معنی رکھتے ہوں یا انھیں
ضرورتوں کی وجہ سے (جان و مال و آبرو) کی وجہ سے خلاف واقع کا بیان
کرنا اور ہم نے آپ ہی کی کتاب سے ثابت کیا کہ یہ آپ کے یہاں بھی موجود ہے۔
اس کے علاوہ دوسری کتاب کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے مواہیب مدینہ
صفحہ ۱۳۱ قال الخطابی قال العلماء ما وقع فی قصۃ ابی جندل
علی وجھین احدھما ان اللہ قد اباح التقیہ للمسلم ان خاف
الھلاک و رخص لہ ان تتکلم بالکفر مع اضمار الایمان ان
لم یمکن التوریۃ یعنی قصہ ابی جندل میں دو طرح سے تاویل کی گئی ہے
ایک تو یہ کہ خدا نے تقیہ کو مسلمان کے لئے مباح قرار دیا ہے جب اُسے
خوف جان ہو۔ اور اُس کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ کفر کا کلمہ بولے

مگر دل میں ایمان کو چھپائے رکھے۔ دیکھئے آپکی کتاب کی اس عبارت سے تو
یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ انسان اُن الفاظ کو بھی اپنی زبان پر جاری کر سکتا ہے
جو الفاظ کفر ہیں اور شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۳۲ میں آیہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان میں کلام کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ کفر بھی جائز ہے بشرطیکہ
ایمان کے ساتھ اطمینان حاصل ہو۔ عربی عبارت یہ ہے قال السندھی
فی شرح البخاری فی قولہ تعالیٰ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان فیہ جواز الکفر عند الاکراہ بشرط الطمانینۃ
بالایمان اور نسخے انضائح کافیہ صفحہ ۔۔ نقلا عن السیوطی قال
انہ کان فی ایام بنی امیہ اکثر من سبعین الف منبر یلعن
علیہا علی بن ابی طالب بما سنہ لہم معویہ من ذالک و
کان فیہم المسلمون من اہل السنۃ والجماعۃ اکثر من عداد
ولکنہم کلہم ارتکبوا علی المنابر ام سکتوا امنہ فہو التقیہ - یعنی
سیوطی کا قول ہے کہ ایام بنی اُمیہ میں ستر ہزار منبر پر امیر المومنین پر لعن کیا
جاتا تھا اور ... اہل سنت ... تھے لیکن وہ ساکت رہے ہوں یا انھوں نے
خود لعن کیا ... دونوں صورتوں میں تقیہ تھا۔ اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ
تقیہ آپ کے یہاں بھی موجود ہے۔ اور پھر جب تقیہ آپ کے یہاں بھی موجود ہے
تو محض ہماری طرف منسوب کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور جس وقت تقیہ اور کذب
دونوں باعتبار لغت اور باعتبار عرف دو جدا گانہ چیزیں ہوئیں اور معصوم نے
تقیہ کی اجازت دی اور خداوند عالم نے بھی تقیہ کو جائز قرار دیا۔ جبکہ آپ کی
کتب مذکورہ سے ثابت ہو چکا اور ساتھ ہی اس کے خداوند عالم نے
جھوٹوں پر لعنت بھی کی تو سمجھ میں نہیں آیا کہ تقیہ کرنے والا کاذب کس طرح ہو سکتا

اور تقیہ اور کذب دونوں کیونکر ایک چیز ہو سکتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ تقیہ اور منافقت ایک چیز ہے جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا ہے تو اس کے متعلق ذرا غور سے سنئے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تقیہ میں معصیت خدا نہیں ہے اور منافقت میں یقیناً معصیت ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات شاہد ہیں اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ منافقت اور تقیہ میں ایک بین فرق یہ ہے کہ منافقت میں استبطان کفر ہوتا ہے اور تقیہ میں استبطان ایمان (اعتقاد استبطان کے معنی دل میں پوشیدہ رکھنے کے ہیں) لہذا اس بنا پر ان دونوں میں تباین کی نسبت ہوگی۔ نہ معلوم آپ نے کیونکر ان دونوں کو ایک چیز قرار دیدیا۔

ہم لوگ تقیہ اور کذب کو بالکل دو مغائر چیزیں سمجھتے ہیں اور حقیقتاً ہے بھی یہی اور کسی نبی یا امام کی طرف کذب کو منسوب نہیں کرتے بلکہ ان حضرات کے متعلق ہم لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جس وقت یہ حضرات جان و مال کی حفاظت کی غرض سے تقیہ کرتے تھے تو اس کو توریہ میں ادا فرماتے تھے جس سے سمجھنے والا ظاہری الفاظ کو دیکھ کر مطمئن ہو جاتا تھا اور خلاف واقع معنی کو سمجھتا تھا۔ ہم نے کبھی کسی نبی کے متعلق یہ نہیں کہا کہ معاذ اللہ انھوں نے جھوٹ بولا لیکن آپ کے یہاں ایسی روایتیں موجود ہیں جس سے انبیاء کا صریحی جھوٹ بولنا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ بخاری میں جناب ابراہیمؑ کے متعلق یہ مرقوم ہے کہ انھوں نے تین جھوٹ بولے (کتاب کھولکر دکھا دی گئی) اور ہم لوگ انھیں باتوں کو جن کو آپ صریحی جھوٹ مانتے ہیں تقیہ یعنی توریہ کہتے ہیں یعنی جناب ابراہیمؑ نے ایسے الفاظ ادا کئے جو واقع میں سچے تھے لیکن سمجھنے والا خلاف واقع سمجھا

یہ حدیث جو آپ نے امام جعفر صادق علیہ السلام [illegible] ہے اسکا حاصل

اور مقصود بھی یہی تقیہ ہے جو توریہ میں ادا کیا گیا ہے اس کو جھوٹ کہنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ امام معصوم علیہ السلام نے جو جناب یوسفؑ کے متعلق یہ فرمایا کہ انھوں نے کہا اے قافلہ والو تم چور ہو اور اور اس کے بعد فرمایا کہ خدا کی قسم انھوں نے کچھ نہیں چرایا تھا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابو بصیر کے سامنے اس تقیہ کی مثال پیش فرما رہے ہیں جو توریہ میں ادا کیا جاتا ہے جس میں کلام کے دو محمل ہوتے ہیں ایک صادق دوسرا کاذب۔ کاذب ہونے کی صورت یہ ہے کہ انھوں نے پیمانہ وغیرہ کوئی چیز نہیں چرائی تھی۔ اسی امر کے متعلق حضرت نے واللہ ما کانوا سرقوا فرمایا یعنی انھوں نے خدا کی قسم کچھ نہیں چرایا تھا اور صادق ہونے کی صورت یہ ہے کہ انھوں نے اس واقعہ کے قبل جناب یوسفؑ کو ان کے باپ سے چرایا تھا اور یہی مطلب مطابق واقعہ ہے چونکہ حسب شرائط ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنی کتب معتبرہ سے ثابت کریں اس لئے اس کے اثبات میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی عبارت شرح اصول کافی سے پیش کرتے ہیں التقیۃ انما ھی فی الاعمال لا العقائد لانھا من الاسرار التی لا یعلمھا الا علام الغیوب فی استشھاد علیہ السلام لجواز التقیہ بالآیۃ الکریمہ حیث قال ولقد قال یوسف نسب القول الی یوسف باعتبار انہ امر بہ والفعل ینسب الی الآمر کما ینسب الی الفاعل وھذا القول مع انھم لم یسرقوا السقایۃ لیس بکذب لانہ کان لمصلحۃ و ھی حبس اخیہ عندہ بامر اللہ مع عدم علم القوم بانہ اخوھم مع ما فیہ من التوریۃ المجوزۃ عند المصلحۃ التی

خرجها عن الكذب باعتبار ان صورتهم وحالتهم شبهة
بحال السراق بعد ظهور السقاية عندهم او بارادته انهم سرقوا
يوسف من ابيه لما ورد في الخبر - یعنی تقیہ فقط اعمال میں ہوتا ہے
عقائد میں نہیں ہوتا کیونکہ وہ اُن اسرار سے ہے جن کو سوائے علام الغیوب کے
کوئی نہیں جانتا اور حضرت نے (امام جعفر صادقؑ نے) جواز تقیہ پر آیہ کریمہ کو
شہادت میں پیش کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ولقد قال یوسف ایتها
العیر انکم لسارقون یعنی جناب یوسفؑ نے کہا کہ اے قافلہ والو تم
چور ہو - اس قول کو حضرت نے جناب یوسف کی طرف اس اعتبار سے
منسوب فرمایا کہ انھوں نے حکم دیا تھا اور فعل جس طرح فاعل کی طرف منسوب
ہوتا ہے اُسی طرح حکم دینے والے کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے -
اور یہ قول باوجود اس بات کے کہ انھوں نے کچھ نہیں چرایا تھا کاذب نہیں
ہو سکتا - کیونکہ اس وقت ایک مصلحت درپیش تھی اور وہ یہ تھی کہ اپنے بھائی کو
جناب یوسفؑ خدا کے حکم کی وجہ سے اپنے پاس روک لیں اور وہ لوگ
نہیں جانتے تھے کہ یہی یوسف اُن کے بھائی ہیں - علاوہ اس کے اس
قول میں توریہ بھی موجود ہے جو مصلحت کے وقت جائز قرار دیا گیا ہے اور
اسی وجہ سے یہ قول کذب سے خارج ہو جائے گا کیونکہ اُن کی حالت اور
اُن کی صورت بعد اس بات کے کہ اُن کے پاس سقایہ نکلا تھا اُن لوگوں سے
مشابہ تھی کہ جو چور ہوتے ہیں - یا حضرت یوسفؑ نے یہ مراد لی تھی یا انھوں نے
یوسفؑ کو اپنے باپ سے چرایا تھا جیسا کہ اخبار و احادیث ائمہ علیہ السلام سے
ظاہر و آشکار ہے -

اس پر معصوم علیہ السلام کا دوسرا فقرہ بھی شاہد ہے کہ جناب ابراہیمؑ نے

اپنے کو سقیم کہا حالانکہ وہ سقیم نہ تھے اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہاں بھی توریہ تھا
لیکن حضرات اہل سنت اسی کو صریح جھوٹ کہتے ہیں جیساکہ بخاری میں موجود ہے
جناب مولانا سید سبط حسن صاحب کی تقریر کو قطع کرکے مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا

مولوی عبد الشکور صاحب

میرا مقصود یہ ہے کہ جس کو حضرت جعفر صادق علیہ السلام تقیہ فرماتے ہیں
اسی کو دُنیا جھوٹ کہتی ہے لہذا تقیہ اور جھوٹ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے عرض کیا ہے کہ اس وقت تقیہ توریہ کی صورت میں ادا کیا گیا ہے یعنی
کلام کے دو محمل ہیں ایک صادق دوسرا کاذب۔ آپ محمل کاذب کو اختیار کرتے
ہیں اور محمل صادق کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے آپ کی نظر میں کذب اور تقیہ میں
فرق نہیں معلوم ہوتا جبکہ تقیہ کے معنی نہ کسی لغت میں جھوٹ کے ہیں نہ عرف
عام وجھوٹ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ تقیہ کو جھوٹ سے تعبیر کریں اور
کلام کے محمل صادق کو ترک فرماکر محمل کاذب کو اختیار فرمائیں۔

مولوی عبد الشکور صاحب

پھر آپ جناب ابراہیمؑ کے قول میں محمل صادق کیا قرار دیں گے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

محمل کاذب تو یہی ہے جو ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے لیکن محمل صادق یہ ہے

کہ حضرت ابراہیمؑ کو جو اُن کی قوم کی بُت پرستی سے رنج تھا اسی رنج کو بیماری سے تعبیر فرمایا ہے یعنی میں تمہاری بُت پرستی سے اسقدر رنجیدہ ہوں کہ گویا بیمار ہوں۔ جس کو وہ لوگ نہ سمجھے اور ظاہر الفاظ پر نظر کر کے مطمئن ہو گئے۔ لہذا جناب ابراہیمؑ کے کلام کا کاذب ہونا یا کہنا ہرگز درست نہ ہو گا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

جناب والا نے میرے معروضات میں سے بعض چیزیں چھوڑ دی ہیں بہتر ہے کہ ایک ایک بات طے ہو جائے۔ تقیہ کے متعلق صرف عرض کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ کذب اور تقیہ دو مغائر چیزیں ہیں اگر یہ ثابت ہو جائے تو بیشک میں نے خلاف قاعدہ کام کیا مگر آپ نے جو معنی کذب اور تقیہ کے بیان فرمائے ہیں کسی لغت کی کتاب سے دکھائیے۔

آپ کا یہ فرمانا کہ قرآن میں کاذب پر لعنت آئی ہے اور تقیہ کا حکم ہے۔ قرآن کا حوالہ قبل از ثبوت ایمان نہ دیجئے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تقیہ کی جو تعریف کی ہے وہ میرے بیان سے واضح ہے۔ کہ جناب کا یہ مطالبہ کہ لغت پیش کرو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ لغت استعمال عرب کو کہتا ہے نہ استعمال معصوم کو۔ کیا آپ کسی لغت میں دکھا سکتے ہیں کہ نماز کے معنی وہی ہیں جس طریقہ سے ادا کی جاتی ہے مگر لغت استعمال رسول یا استعمال معصوم کو کہے تو وہ حدیث ہو جائے اور اصول فقہ کا بہت سا حصہ قطعاً بیکار ہو جائے۔ جو احادیث ائمہ سے مستفید ہوتا ہے وہ ملخصاً آپ نے

سامنے پیش کیا گیا۔ لغت میں تقیہ کے معنی بچاؤ کے ہیں اور اس کا حاصل مصدر بچاؤ ہے اور کذب کے معنی جھوٹ کے ہیں دونوں کے معنی میں لغت کے اعتبار سے فرق ثابت ہے اور تقیہ کے معنی بچاؤ ہر لغت میں موجود ہیں اگر آپ نہیں مانتے ہیں تو مہربانی فرما کر کسی لغت سے یہ دکھلا دیجئے کہ کذب اور تقیہ ایک معنی میں مستعمل ہے یعنی تقیہ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور میں نے جو کچھ معنی لغت سے عرض کئے ہیں وہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

اس موقع پر مجمع البحرین۔ قاموس۔ منتخب وغیرہ کتب لغت پیش کی گئیں ان میں تقیہ کے معنی بچاؤ کے نکلے اور اسی سلسلہ میں ایک انگریزی ڈکشنری بھی جناب ماسٹر سید ذاکر حسین صاحب دہلوی نے ہندو مذہب انگریزی دان شخص کے سامنے جو اس وقت یہاں موجود تھے اور جن کا نام نامی جناب لالہ کشن لال صاحب ہے اور جو سابق میں میونسپل کمشنر تھے پیش کی جنہوں نے تقیہ کے معنی دیکھنے کے بعد حضار جلسہ کو مخاطب کرکے کہا کہ اس میں بھی تقیہ کے معنی بچاؤ کے ہیں کذب کے نہیں ہیں اس پر حکیم اسرار الحق صاحب اور دوسرے سنی حضرات نے انکو روکا اور کہا کہ آپ کو اس جلسہ میں بولنے کا حق نہیں ہے تاہم ممدوح نے فرمایا کہ میں انگریزی جاننے کی وجہ سے ڈکشنری کے معنی بیان کرتا ہوں اور کچھ سروکار نہیں ہے۔

انتقاد۔ ان لغت کی کتابوں میں یا کسی دوسری لغت کی کتاب میں مولوی عبدالشکور صاحب تقیہ کے معنی کذب کے نہ دکھا سکے۔

اس کے بعد مولوی سید سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ ہمارے یہاں تمام کتب سے ثابت ہے کہ تقیہ جائز ہے اور کذب حرام ہے۔ آپ کسی کتاب میں نہیں دکھا سکتے کہ ہمارے کسی عالم نے کذب کو جائز قرار دیا ہو۔

لیکن آپ کے یہاں کے علماء کذب کو حرام نہیں سمجھتے ہیں چنانچہ احیاء العلوم
میں امام غزالی یہ تحریر فرماتے ہیں ان الکذب لیس حرام بعینہ یعنی
کذب بعینہ حرام نہیں ہے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک کذب حرام نہیں
ہے بعدہ حکیم اسرار الحق صاحب نے مولوی سید سبط حسن صاحب سے کہا چونکہ آپ
فرما چکے ہیں کہ جس شخص کو جو شبہہ ہو وہ بلا تکلف دریافت کرسکتا ہے لہذا میں
اپنے سمجھنے کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جس کے جواب میں مولانا سید
سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ بسم اللہ جو کچھ دریافت کرنا ہو۔۔ بلا تکلف دریافت
فرمائیے۔ میں نہایت کشادہ پیشانی سے سمجھانے کے لئے تیار ہوں۔
بعض حضرات اہل تشیع نے حکیم صاحب موصوف کو بولنے سے روکنا
چاہا لیکن مولوی سید سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ کچھ نہ کہئے جس
شخص کے دل میں جو شبہہ ہو میں اجازت دے چکا ہوں کہ وہ پیش کرے
چنانچہ حکیم اسرار الحق صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے۔

جعل السقاية في رحل اخيه ثم اذن مؤذن ايتها العير
انكم لسارقون یعنی جناب یوسف نے سقایہ کو اپنے بھائی کے بوجھ
میں رکھ دیا پھر ایک ندا کرنے والے نے ندا دی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو
اس کے متعلق میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس عبارت سے تو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جناب یوسف نے سقایہ کو اپنے بھائی کے بوجھ میں رکھ دیا۔
اس کے بعد منادی نے ندا دی کہ جسکا مفہوم یہ ہے کہ جناب یوسفؑ اور ہیں
اور منادی اور ہے لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ منادی
خود حضرت یوسفؑ ہیں۔ یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

یہ مسئلہ پہلے مسئلہ سے بالکل الگ ہے کیونکہ پہلا مسئلہ یہ تھا کہ جملہ ایتھا العیر انکم لسارقون میں تقیہ ہے یا نہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول کہ حضرت یوسفؑ نے ندا دی (صحیح ہے یا غلط) اس کے جواب کے متعلق میں اپنی تقریر میں پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوں اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی جس عبارت کو پیش کیا تھا اس سے بھی اسکا جواب واضح ہے لیکن آپ کے سمجھانے کے لئے دوبارہ اس مسئلہ کی توضیح کرتا ہوں مسئلے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ندا کرنے والے نے جناب یوسفؑ کے حکم سے ندا کی تھی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو لہذا جسطرح فاعل کی طرف فعل منسوب کیا جاتا ہے اسی طرح فعل کی نسبت حکم دینے والے کی طرف بھی کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ یا ھامان ابن لی صرحا یعنی فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لئے ایک مکان بنا۔ ظاہر ہے کہ ہامان خود مکان بنانے والا نہیں ہے بلکہ دوسروں سے بنوانے والا ہے لیکن بنانے کی نسبت اس کی طرف دی گئی ہے۔ لہذا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا ندا کو جناب یوسفؑ کی طرف منسوب کرنا بالکل صحیح و درست ہے۔

دوسرے اگر لفظ موذن سے خود جناب یوسف ہی مراد لے لئے جائیں تب بھی کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ سقایہ کو بھی انھیں نے اپنے بھائی کے بوجھ میں رکھا تھا اور ندا بھی خود انھیں نے کی۔

حکیم اسرار الحق صاحب

اِس آیت کے بعد کی آیت یہ ہے کہ قالوا واقبلوا علیهم ماذا تفقدون
قالوا نفقد صواع الملک الخ یعنی جناب یوسفؑ کے بھائیوں کے
اسباب کو جس وقت وہ لوگ تلاش کریں گے تو انھوں نے کہا کہ تم لوگ کیا تلاش
کرتے ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ کا پیمانہ تلاش کر رہے ہیں۔
مجھے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ یہ سب صیغے جمع کے ہیں۔ اور جناب یوسفؑ
واحد ہیں، تو صیغہائے جمع واحد کی طرف کیوں راجع ہو سکتے ہیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

مطلب یہ ہے کہ جس وقت حضرت یوسفؑ نے ندا دی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو
تو حضرت کے ملازمین دوڑ پڑے اور اُن کے اسباب کی تلاشی لینے لگے۔
اُنھوں نے کہا کیا تلاش کرتے ہو جواب دیا کہ پیمانہ گم ہو گیا ہے اُس کو ڈھونڈتے
ہیں لہذا اِس صورت میں جمع کی ضمیریں حضرت یوسفؑ کی طرف راجع نہ ہونگی
بلکہ اُن کا مرجع وہ لوگ ہیں جو تلاش کرنے کے لئے بڑھے ہیں۔
اس کے بعد حضرات اہل سنت نے کہا کہ نماز کا وقت ہے لہذا نماز کے بعد پھر گفتگو
ہو گی۔ یہ سب لوگ مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز سے واپس ہو کر جس وقت
تشریف لائے تو ابتدائے کلام اس طرح ہوئی۔

مولوی عبد الشکور صاحب

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ نے راویوں کی پہلی جماعت کو بلا استثناء کاذب

کاذب مانا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں قرار دیا اور کافی کی روایت بھی پیش کی تھی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقیہ وہ چیز ہے کہ جس کو لوگ جھونٹ کہتے ہیں۔ اور دوسری روایت اسی اصول کافی سے یہ پیش کی تھی کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے لہذا آپ جن لوگوں کو مستثنیٰ کرتے ہیں وہ تقیہ کے ضمن میں داخل ہو کر کاذب قرار پائیں گے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے عرض کیا کہ ان احادیث سے ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ جھونٹ اور تقیہ ایک چیز ہے بلکہ میں نے عرض کیا کہ اس مقام پر تقیہ توریہ کے معنی میں ادا کیا گیا ہے آپ اسکا جواب کچھ نہیں دیتے ہیں اور برابر یہی فرمارہے ہیں کہ تقیہ اور جھونٹ ایک چیز ہے باوجودیکہ اس عام جلسہ میں لغت کی کتب بھی پیش کردی گئیں اور سب کو معلوم ہوگیا کہ تقیہ کے معنی جھونٹ کے نہیں ہیں بلکہ بچاؤ کے ہیں پھر آپکا بار بار یہی فرمانا کہاں تک جائز اور درست ہے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

آپ کے کلام سے یہ معلوم کہ حضرت یوسفؑ کا یہ کہنا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو اُس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے حضرت یوسفؑ کو اُن کے باپ سے چرایا تھا اگر یہ صحیح فرض کرلیا جائے تو امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ خدا کی قسم انھوں نے کچھ نہیں چرایا تھا۔ کیونکر درست ہوسکتا ہے درآں حالیکہ اُن کی چوری پہلے فقرہ سے ظاہر ہے کہ انھوں نے حضرت یوسفؑ کو اُن کے باپ سے چرایا تھا جیسا آپ فرماتے ہیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُس الزام کو دفع فرمایا ہے جو اُس وقت اُن کے بھائیوں کی طرف عائد ہوا تھا کہ تم چور ہو حضرتؑ نے اس امر کو نہیں فرمایا کہ انھوں نے کبھی چوری نہیں کی تھی بلکہ پہلے فقرہ سے حضرت یوسفؑ کا مقصود تھا کہ چوری کی مگر اُس وقت جبکہ جناب یعقوبؑ سے یوسفؑ کو لے گئے اور حضرت عمؓ کا نسبت سے نفی کرنے سے یہ مقصود ہے کہ پیمانہ بادشاہی اُنھوں نے نہیں چُرایا تھا اور یہ بالکل واضح ہے کہ جس وقت مثلاً کوئی شخص کسی چوری کے الزام میں گرفتار کرکے عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور گواہان ثبوت سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس نے فلاں چیز کو چُرایا یا نہیں تو اگر کوئی شخص اُس ملزم کی چوری کا انکار کرتا ہے تو اُسکا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس شخص نے تمام عمر میں کبھی چوری نہیں کی بلکہ اُس وقت کے انکار سے محض یہ مقصود ہوتا ہے کہ جس چیز کی چوری کے الزام میں یہ شخص ملزم قرار دیا گیا ہے اُسی کو اس نے نہیں چُرایا۔ اسی طرح حضرت نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے کچھ نہیں چُرایا تھا یعنے جس چیز کی بابتہ اُس وقت الزام دیا گیا تھا اُس کو نہیں چُرایا تھا۔

مولوی عبد الشکور صاحب

اگر کوئی شخص کسی شخص کے متعلق ہمیشہ کے لئے نفی کردے تو کیا ہرج ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

ہمیشہ کی نفی محض ایک ممکن چیز ہے لیکن ہر ممکن کے لئے وقوع لازم نہیں ہے

اس کے علاوہ حضرت کیونکر ہمیشہ کی نسبت نفی فرما سکتے تھے در آنحالیکہ ڈلوگ جناب یوسف کو ان کے باپ سے جدا کر چکے تھے۔ جیسا کہ احتجاج تفسیر صافی وغیرہ میں موجود ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

میں تو اس بات کو عرض کرتا ہوں کہ جس چیز کو امام تقیہ فرمارہے ہیں اسی کو لوگ جھوٹ کہتے ہیں لہذا آپ یہ ثابت کیجئے کہ یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

حضرت یہ تو آپ نے وہی بات فرمائی جس کو اس سے قبل کئی مرتبہ فرما چکے ہیں اور میں کافی جواب دے چکا ہوں۔

اس کا مقصد بجز وقت گذاری اور کیا ہو سکتا ہے۔ ما شاء اللہ خوب تا لیے کبھی آپ کہتے ہیں کہ شیعوں نے راویان قرآن کو بلا استثنا کاذب مانا ہے۔ کبھی فرماتے ہیں کہیں شیعوں کی کتاب سے دکھا یا تو ہوتا۔ میرا یہ کہنا کہ بلا استثنا نہیں مانا وہ بنابر قول [illegible] الصحابۃ الا ثلثہ نفر ہے۔ یہاں بھی بلا استثنا نہیں حالانکہ یہ قول راوی کا ہے نہ حدیث معصوم۔

ہم تو اہل سنت کی صحاح اور مسانید میں صف اول مسلمان بلا استثنا ضال و گمراہ و بدعتی ہونا ثابت کر سکتے ہیں۔ حدیث انس صحابی اور ابو درداء صحیح بخاری صفحہ ۷۰ و ۹۳۰ ج ۱۔ ذرا ملاحظہ تو فرمائیے گا۔

تقیہ اور جھوٹ ایک ہی ہیں آپ تو بجز الفاظ کے کچھ بھی نہ فرما سکے میں الگ الگ دکھا چکا۔ حضرت من بار بار لغت اور لغوی معنی پر کیا اصرار رہے

حالانکہ اُس سے بھی وہ الگ الگ ہیں کیا آپ اس سے بھی واقف نہیں کہ اصطلاح شرعاً ولغوی معنی یکساں ہونا لازم نہیں ہیں معنی شرعی کے ہوتے ہوئے لغت کی طرف رجوع فرمانا شریعت کو منقلب کر دینا ہے۔ کیا۔ آیة کے معنی لغوی تحریک الصلوین آپ ادا کر سکتے ہیں یا سعی فرعی نماز ودعا کے۔ کیا بروقت احتجاج معنی صلوٰة ودعا کے آپ یہی فرمائیں گے کہ ہم کیسے مانیں کہ اس کے معنی دعا و صلوٰة کے ہیں۔ لغت میں اس کے خلاف تحریک الصلوین ہیں پس ہر عاقل اسکا جواب ناقابلیت پر محمول کر کے خاموشی پسند کرے گا۔

کذب کے معنی پر بیکار اصرار اور اصل مبحث سے فرار ہو رہا ہے۔ سب سمجھ رہے ہیں کہ یہ نمائشی بلند پروازیاں کیوں ہیں آپ کے یہاں سے وہی ثبوت تحریف اور اس کے متعلق آپکا اقرار مضطر کر رہا ہے۔ تقیہ کی تسکین مزید کے لئے تو آپ مواہب لدنیہ کی عبارت ان اللہ اباح التقیة للمسلم اذا خاف الهلاک ورخص له ان یتکلم بالکفر مع اضمار الایمان ان لم یمکنه التوریة ملاحظہ فرمائیے اور سندھی کی شرح بخاری باب الکذ میں فیه جواز الکفر عند الاکراه بشرط الطمانیة بالایمان پڑھئے اصلاح ذات البین شرعاً مباح ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا عمل تھا اور جسے ہم مفصل کہہ چکے۔

مولوی دلدار علی صاحب کے الفاظ پر موقوف نہیں اسپر تمام علماء کا اتفاق ہے کیونکہ زمانہ جور کی امتداد اور ہر امام کا عہد امامت جائرین کے مناوت سے خالی نہ ہونا کون نہیں جانتا۔ ہم تقیہ کے معنی قرآن سے دکھا چکے۔ قول معصوم سے کذب کے معنی سمجھ لیجئے کہ ان الکذب خراب الایمان۔ اب بھی فرق سمجھ میں نہ آیا۔ تلک الغرانیق العلیٰ جسکا قول ہے آیا تقیہ تھا یا معاذ اللہ اور کچھ

نتیجہ بحث تو یہی نکلا کہ مسئلہ تحریف قرآن آپ کے یہاں ہے جس میں اب حسب اقرار خود آپکا تکلیف تحریر اقرار نامہ بطلان مذہب سنیہ پسند فرمائیں گے۔ اور تقیہ اور کذب دو الگ الگ امر ہیں۔

اس کے بعد وقت مغرب قریب آیا منجانب شیعہ کہا گیا کہ تقریروں پر دستخط ہونا چاہئیں جواب ہوا کہ ہمارے یہاں مکمل تقریر نہیں ہے نوٹ ہیں شیعوں کی طرف تقریریں لکھی گئی تھیں۔ یہ قرار پایا کہ مولوی عبد الشکور صاحب اپنے مقام سے تقریریں لکھ کر بھیجدیں اس وقت فریقین کی تقریروں کا مقابلہ ہو کر دستخط ہو جائیں گے۔

۹ بجے کے بعد مولوی عبد الشکور صاحب کی طرف سے بجائے تقریروں کے جدید مباحث غلط تحریر ہو کر آئے جو ان تقریروں سے بالکل خلاف تھے جو آج کے جلسہ میں فریقین کے مناظرین نے کی تھیں۔ اس پر کہا گیا کہ یہ وہ تقریریں نہیں ہیں۔ وہی تقریریں لکھ کر لائیے اور کل آٹھ دسمبر ۲۰ء کو جلسہ عام میں حسب معاہدہ سنائیے۔ ہم اپنے یہاں کی تقریریں جو آج کے جلسہ میں ہوئی ہیں سنا دیں گے۔ آپ اپنے یہاں کی انھیں سنکر پبلک خود فیصلہ کرلے گی۔ پھر تا سحر واپسی نہ ہوئی۔

۸ دسمبر ۱۹۲۰ء

آج کے روز کی عام اطلاع تمام شہر میں تھی اور عام شہرت تھی کہ آج مناظرہ کا جلسہ منعقد ہوگا۔ اسی وجہ سے لوگ مکان مناظرہ میں صبح اول وقت سے آنا شروع ہو گئے لیکن سنی حضرات نے ایک اعلان مکان مناظرہ کے اس دروازہ پر جو سنی حضرات کی آمد کے لئے مخصوص تھا لکھ کر لگا دیا اور سید معظم حسنین اور ثمر الدین اللہ چند سنی حضرات خود دروازہ پر کھڑے رہتے اور آنے والے

سنیوں کو مکان مناظرہ میں جانے سے روکتے رہے کسی کو مکان کے اندر نہ جانے دیا۔ لیکن اہل ہنود اور شیعہ حضرات مکان میں دوسرے راستہ سے جو شیعوں کی آمد و رفت کے لئے مخصوص تھا پہنچتے رہے اور ایک ہزار سے کچھ کم لوگوں کا مجمع مکان مناظرہ میں پہنچ گیا اور موجود تھا لیکن ان لوگوں کو قطعی علم نہ ہوا کہ دوسری جانب سے کیا کارروائی کی جا رہی ہے۔ اجب مناظرہ کا معینہ وقت گزرنے لگا اور سنیوں کے بیٹھنے کی جگہ بالکل خالی رہی تو اب حاضرین کو فکر ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے چنانچہ چند حضرات سنیوں کے دروازہ پر پہنچے اور وہاں یہ دیکھا کہ سید معظم حسین اور بشیر الدین صاحبان لوگوں کو دروازہ کے اندر جانے سے روک رہے ہیں۔ دروازہ پر ایک اعلان چسپاں تھا جس میں سنیوں کی نمایاں فتح دکھائی گئی تھی۔ جسکا مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اعلان منجانب اہل تسنن

چونکہ حضرات شیعہ نے خلاف شرائط مناظرہ عملدرآمد کر کے حسب شرائط اپنی ہار نا قابل انکار بنا دی ہے اور اب بھی شرائط مناظرہ کی پابندی نہیں کرتے۔ باوجود پچیس پچیس آدمی فریقین کے طے ہونے پر جلسہ عام کا ارادہ شیعوں نے ظاہر کیا جو خلاف معاہدہ جدید ہے اور مچلکوں کی ذمہ داری سے باہر ہے لہذا کوئی سنی بھائی مقام جلسہ میں نہ جاویں اور خدائے برتر نے جو سنیوں کو فتح مبین عنایت فرمائی ہے اس پر خدا کا شکر ادا کریں۔ ۸ر دسمبر ۲۰ء محمد عبد الرؤف بقلم خود

اسی سلسلہ میں ایک تحریر مولوی عبد الرؤف جہاں کی سیدہ جناب رسول صاحب کے نام آئی جب جب مناظرہ خاص پچیس پچیس آدمیوں کا مقرر ہو چکا ہے تو پھر جلسہ عام کیں تجویز ہو

اشتہار بازی

چونکہ روئداد مناظرہ اور دیگر مقامات پر دسمبر کی صبح کو اشتہار چسپاں کر دئے تھے اور انہیں اپنی نمایاں فتح دکھائی تھی لہذا یہیں سے اشتہار بازی کی شروعات ہوئی اور شیعوں نے اُن کے جواب میں ایک اشتہار جس پر صدر نشین کا فیصلہ درج تھا چھپوا کر شایع کیا جس کے جواب میں سنیوں کے اور سنیوں کے جواب میں شیعوں کے اشتہار اب تک چھپکر شائع ہو رہے ہیں۔

چونکہ اِن اشتہاروں کی بابتہ عام رائے یہ ہے کہ روئداد میں انھیں شامل کیا جائے لہذا میں نے خود لکھنؤ پہنچکر اشتہاروں کا ذخیرہ فراہم کرنا چاہا شیعہ حضرات کی طرف سے جسقدر اشتہار شایع ہوئے تھے وہ تو حاصل ہو گئے لیکن سُنی حضرات کے اشتہار نہ مل سکے بالآخر میں خود جناب مولوی عبدالشکور صاحب کی خدمت میں اُن کے در دولت پر حاضر ہوا اور موصوف سے شرف نیاز حاصل ہونے پر اپنا استغاثہ پیش کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر آپ کی جانب کے اشتہار مجھے نہ ملے اور روئداد میں درج ہونے سے رہ گئے تو آپکا فریق مجھ سے مشتبہ ہو کر شکایت کرے گا موصوف نے اولاً سید معظم حسین و ثمرالدین کا حوالہ دیا کہ آپ ان سے حاصل کر سکتے ہیں جس کے جواب میں مجھے عرض کرنا پڑا کہ اگر مجھے امروہہ میں یہ اشتہار دستیاب ہوجاتے تو میں لکھنؤ کیوں آتا اور آپکو کیوں تکلیف دیتا۔

غرض مولوی صاحب موصوف نے مجھ کو اظہار دو کاندار کا پتہ دیا کہ بازار چوک میں جائیے اور محمد نظیر قلفی والے کی دوکان اکبری دروازہ کے قریب تلاش کیجئے اور پھر میرا حوالہ دیکر اُن سے اشتہار حاصل کر لیجئے۔ چنانچہ میں ان دوکاندار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور صرف چار اشتہار مجھے اِن سے مل گئے۔ بقیہ اشتہارات بھی میں نے اپنی خاص کوشش سے حاصل کر لئے ہیں۔ گویا اس وقت تک فریقین کی جانب سے جسقدر اشتہار شائع ہو چکے ہیں وہ سب کے سب سلسلہ وار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

روئداد کے ساتھ اِن اشتہاروں کا اندراج میرے خیال میں بھی نہایت ضروری تھا تاکہ ہر شخص کو مناظرین کی تقریروں اور مناظرہ کے واقعات کے ساتھ ان اشتہاروں کے ملاحظہ سے کوئی صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے۔

لیکن اس وقت تک اشتہار بازی کا سلسلہ جاری ہے اور نہ معلوم کب تک جاری رہے گا لہذا آئندہ اشتہاروں کے متعلق کوئی خاص انتظام کیا جائے گا۔

اشتہار

منجانب حضرات اہل شیعہ

امروہہ میں شیعوں کی نمایاں فتح اور اہلسنت کا فرار

ہم شیعیان اہل سنت والجماعت کے	بلکہ اہل سنت سکوت اختیار کرتے ہوئے

مناظرہ مذہبی یکم دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء سے پندرہ دسمبر تک قرار پایا تھا اور علماء فریقین جمع ہوئے اوّل سوال حسب شرائط مناظرہ منجانب مولوی عبدالشکور صاحب کے شروع ہوا۔ اس پر مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ نے شافی و کافی جواب دیکر اپنے سوال کا ارادہ فرمایا مگر مناظر صاحب شیعہ کے جواب سے عام سامعین چونکہ متاثر ہو چکی تھی لہٰذا اہل سنت کی طرف سے دوران ایام مناظرہ میں ایسے حیلے شروع ہو گئے کہ جن سے نقص امن کی دھمکیاں وینے لگے باوجود اس کے آج ۸ دسمبر کو شیعوں کا جلسہ مجلس مناظرہ میں جمع ہوا مگر اہل سنت سکوت اختیار کرتے ہو...

موقع مناظرہ پر تشریف نہ لائے اور کوئی موقع شیعوں کو سوال کرنے کا نہ دیا۔ اس سے زیادہ اور کیا نمایاں فتح ہو سکتی ہے جس پر باہم اہل ہنود کی جماعت بھی شاہد ہے۔

نوٹ اصل بنا، فرار اہل سنت والجماعت یہ ہے۔ کہ مناظر صاحب اہل سُنّت نے چونکہ قسم کھا کر دعوےٰ کیا تھا کہ اگر کتب اہل سنت میں سے ایک روایت صحیح بھی تحریف قرآن کی دکھا دیں تو میں مذہب اہل سُنّت پر خاک ڈالکر مذہب شیعہ اختیار کر لوں گا۔ مناظر صاحب شیعہ نے چند کتب مخالفین سے مثل موطا، و صحیح بخاری وغیرہ

برسرِ عام جمیع ثابت فرما دیا مگر افسوس نہ اس کا جواب دیا اور نہ ایفاء وعدہ کیا۔

المشتہر شیعیان امروہہ۔

صدر مسلمہ فریقین کی رائے

مکرم بندہ سید سبط رسول صاحب تسلیم عرض ہے۔ جواب آپ کے نوازش نامہ کے التماس ہے کہ میں عربی فارسی سے ناواقف ہوں لیکن جیسا میری رائے ناقص میں اُس وقت آیا یہ تھا کہ شیعہ صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی و بیشی موجود ہے اور سُنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف

ں ہی بیتی موجود نہیں ہے۔ اس پر شیعہ صاحبان کے مناظر نے تین کتابیں
پڑھ کر سنائیں جن میں سے کسی کا یہ مطلب تھا کہ ایک آیت کو جس کا نام میں
نہیں جانتا قرآن شریف کے جمع کرنے والے صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ آیت
میں نے حضرت محمد صلعم کی زبان سے خود سنی ہے لیکن گواہ نہ ملنے کی وجہ سے
میں اس کو داخل قرآن شریف نہیں کر سکتا ہوں۔ شیعہ صاحبان کے مناظر نے
یہ بھی فرمایا تھا کہ ایسی بیتی میں ۱۱۴ جگہ پر دکھلا سکتا ہوں اس پر سنی صاحب کے
مناظر صاحب نے ان تینوں کتابوں میں سے ایک کتاب طلب کی جو کہ
شیعہ صاحب نے بھیجدی اس کے بعد سنی صاحب کے مناظر نے کوئی
جواب نہیں دیا اور کہا کہ میرے پہلے سوال کا جواب آپ نے نہیں
دیا۔ مناظرہ کا وقت ختم ہو نے کو آگیا تھا اور سنی صاحب کھڑے ہو گئے
اور شیعہ صاحبان کے مناظر کو موقع تقریر کا نہیں دیا گیا۔
و [illegible] صاحب کی رائے سے اتفاق
کرتا ہوں۔ [illegible]

[illegible]

اشتہار

منجانب اہل تسنن

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً

مناظرہ امروہہ میں شیعوں کی ناقابل انکار شکست

آج لکھنؤ پہنچکر معلوم ہوا کہ حضرات شیعہ نے مناظرہ امروہہ میں جو شکست فاش اٹھائی۔ یعنی اپنے اصول مذہبی و روایات مذہب کی رو سے اپنا ایمان قرآن شریف پر ثابت نہ کر سکے۔ اس کے خلاف واقعات سے آنکھ بند کر کے ایک اشتہار شائع کیا ہے لہذا ضروری ہوا کہ جو مختصر اشتہار امروہہ میں اہل سنت و جماعت کی طرف سے چھپا اور شائع ہوا تھا اسکو اہل لکھنؤ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ وھو ہذا

نقل اشتہار امروہہ

انا فتحنا لک فتحا مبینا

امروہہ ضلع مراد آباد کے عظیم الشان مناظرہ کا خوشگوار نتیجہ

اہل سنت کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا کہ کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن شریف پر ہے یا ہو سکتا ہے اور اس کے تین وجوہ بھی بیان کئے گئے جو شیعوں کے سوا آج تک کسی کلمہ گوے اسلام میں نہ پائے گئے نہ پائے جا سکتے ہیں۔

اسکا جواب جو مناظر شیعہ نے دیا وہ ایسا ہے جسکے لکھنے کی کوئی ذی علم جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر وہ جواب ہم لکھتے تو ممکن تھا کہ کسی کو غلطی کا احتمال ہوتا۔

اس واسطے مناسب سمجھا گیا کہ اس کو ہم نہ ظاہر کریں۔ بلکہ وہ خود ہی وہ جواب یا جو جواب صلاح و مشورہ سے ہو سکے اسے شائع فرمائیں تو ناظرین کو خود معلوم ہو جائے گا کہ مناظر شیعہ صاف مغلوب ہوئے جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں اہل سنت و جماعت کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ خداوند عالم نے ان کو فتح عنایت فرمائی۔ المشتہر خاکسار سید محمد عبد الرؤف ناظم انجمن اشاعۃ الاسلام امروہہ

نوٹ (۱) یہ واقعہ ہے کہ حضرات شیعہ نے باوجود اپنے پہلے وعدے زبانی و تحریری مطبوعہ و غیر مطبوعہ اقراروں کے فریقین کی تقریروں پر جو قلمبند ہیں دستخط نہ کیے آخری جلسہ کی تقریر پر دستخط کرنے کے لئے جب اصرار ہوا تو شیعہ مناظر جناب مولوی سید سبط حسن صاحب اٹھکر گھر کے اندر چلے گئے۔ بعد میں پانچ چھ مرتبہ ہماری طرف سے آدمی گئے اور بیحد اصرار کیا مگر کسی طرح وصول یابی کے دستخط بھی نہ کیے۔

(۲) مولوی سید سبط حسن صاحب دوران مناظرہ میں ایک دن مراد آباد بھیجے گئے تو واپس بلائے گئے

(۳) لالہ منگل سین صاحب بزاز امروہہ خود اپنے خط منقولہ اشتہار شیعہ میں لکھتے ہیں کہ میں عربی و فارسی سے ناواقف ہوں اور انھوں نے جلسہ عام میں اردو زبان سے بھی ناواقفیت کا اظہار فرمایا حتی کہ اشتہار شیعہ میں ان کے دستخط بھی ہندی میں ظاہر کیے گئے ہیں پھر باوجود عربی و فارسی بلکہ اردو نہ جاننے کے ان کو صدر جلسہ منجانب فریقین بنانا جس کے لئے عربی کا سند یافتہ ہونا شرائط مسلمہ فریقین کی دفعہ ۲ میں درج ہو چکا ہے ایک ایسا جھوٹ ہے جس کی جرات کوئی باحیا نہیں کر سکتا لالہ صاحب موصوف صرف مناظران فریقین کو وقت بتانے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ بھی تیسرے دن کے جلسہ میں تھوڑی دیر کے لئے۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ انھوں نے مباحثہ کی تحریرات و تقریرات پر کوئی رائے اپنی ہرگز ظاہر نہیں کی۔

معلوم نہیں سبط رسول صاحب شیعہ نے گھر میں بیٹھکر کیا خط لالہ صاحب موصوف کو بھیجا اور انھوں نے کیا جواب دیا۔ جلسہ کی بات کو گھر کی کوٹھری سے کیا تعلق۔

(۴) ہمارا پورا سوال مع ان تین وجوہ کے جو جلسہ مناظرہ امروہہ میں پیش ہوا جس کے جواب سے جناب مولوی سید سبط حسن صاحب عاجز رہے۔ عنقریب شائع ہوگا۔ اب تمام ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے علماء شیعہ مل کر اسکا جواب دیدیں۔ فقط المشتھر ظہیر الدین احمد جوائنٹ سکریٹری انجمن اشاعت الاسلام امروہہ

مطبوعہ اصح المطابع کھوی ٹولہ لکھنؤ (باہتمام محمد قادر بخش)

دوسرا اشتہار منجانب اہل سنت

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اما بعد ہم مناظرہ سنی و شیعہ کے ختم ہونے کے بعد اس کے مختصر واقعات پبلک پر ظاہر کرنیکا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ شیعیان امروہہ کا ایک مطبوعہ اعلان مورخہ ۲۰ دسمبر [illegible] نظر سے گذرا جسمیں نہ صرف واقعات پر پردہ ڈالکر شیعوں کی فتح اور اہل سنت کا فرار ہی دکھایا گیا ہے بلکہ بالکل خلاف واقعہ شرائط قرار دیں مزید چالاکی یہ بھی کی ہے کہ لالہ مشکل [illegible] صاحب سے بھی [illegible] کسی طرح ایک تحریر حاصل کر کے اسمیں درج کر دی ہے اور اس سے [illegible] فتح حاصل کرنا چاہا ہے [illegible] جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے [illegible] جو دیکھ و تحریر اہل سنت کا فرار دکھانے کے واسطے تیار کی گئی ہے لیکن باایں ہمہ آخر کار اصل حقیقت [illegible] چنانچہ لالہ صاحب لکھتے ہیں کہ شیعہ صاحبان

کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی و بیشی موجود ہے اور
اور سنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں
کمی بیشی موجود نہیں ہے لہذا صدر کی اس تحریری رائے سے جس کو شیعوں
نے بڑے فخر کے ساتھ اپنے اشتہار میں بطور دستاویز کے درج کیا ہے۔
اس سے ہمارا یہ مدعا صراحتہً ثابت ہو گیا کہ شیعہ اس بات کے محض قائل ہی
نہیں بلکہ اس پر بحث بھی کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں کمی اور بیشی
دونوں موجود ہیں بخلاف اہلسنت کے کہ وہ کمی و بیشی کے وجود سے انکار
کرتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ مناظرہ بموجودگی صدر جلسہ تین روز رہا اور اس
تین روز کی مدت میں لالہ صاحب موصوف صرف دو گھنٹے کے لئے صدر
تقرر کئے گئے تھے۔ کاش لالہ صاحب تین دن متواتر صدر رہتے اور مناظرین کی
تقاریر بحیثیت صدر سنتے تو ان کو صحیح اندازہ ہو جاتا کہ کس مناظر نے کس بات کا
جواب دیا اور کس بات کا جواب نہ دیا۔
اور یہ امر بھی واضح ہے کہ اس مناظرہ میں محض اسی مسئلہ پر مع تنقیحات اور
توجیہات کے اہل سنت کی طرف سے بحث رہی ہے کہ شیعہ ہونے کی حالت
میں موجودہ قرآن شریف پر ایمان نہیں ہو سکتا اور مناظر صاحب اہلسنت شیعوں
کی مسلمہ روایات سے برابر دکھلاتے رہے کہ قرآن شریف میں کمی اور بیشی اور
تغیر و تبدل موجود ہے۔ اور شیعوں کے علماء و مجتہدین کا اقرار کہ یہ روایات
متواترہ ہیں اور یہ تحریف پر دلالت بھی کرتی ہیں اور علماء شیعہ میں بجز چار شخصوں کے
تحریف کے متعلق سب کا عقیدہ بھی رہا ہے۔
مناظر صاحب شیعہ دفع الوقتی کے لئے ادھر اُدھر کی بہت باتیں فرماتے رہے
لیکن نہ اپنے یہاں کی روایات کی کوئی تردید فرمائی نہ ان روایات سے کہ متواتر

اور دال علی التحریف ہونے سے اور ان روایات کی مطابق اپنے علماء کے عقیدہ سے انکار فرمایا۔ نہ سوال کی توجیہات میں سے کسی ایک توجیہ کا باقاعدہ جواب دیا۔ شرط نمبر ۱۲ میں ہے کہ اگر عربی کا سند یافتہ صدر مسلمہ فریقین دستیاب نہ ہوا تو بغیر اس کے مناظرہ کرنا ہوگا۔ پنڈت کالیچرن صاحب جو سند لائے تھے وہ ہرگز اس قابل نہ تھی جس کو سند کہا جائے کیونکہ اس میں نہ کسی مدرسہ کے مہتمم کے دستخط تھے نہ کسی مدرس کے پس فریقین بلا صدر مناظرہ کرنے پر مجبور تھے لیکن حضرات شیعہ نے موافق اس شرط کے بلا صدر کے کسی طرح مناظرہ نہ کرنا چاہا۔ **یہ پہلا فرار تھا**۔ تاہم اہل سنت نے ان کی خاطر سے اور بغرض اتمام حجت لالہ رگھبیر سرن صاحب کو جو عربی کے سند یافتہ تھے جلسہ کا صدر تسلیم کر لیا۔

شرط نمبر ۱۳ میں ہے کہ ہر فریق کو اپنے مناظر کے مشہور اور مستند ہونے پر چند معززین شہر کے دستخط دینے ہوں گے۔ باوجودیکہ اہل سنت کی جانب سے موافق شرط کی اس دستخطی سند کا بارہا شدید مطالبہ کیا گیا لیکن یہ ٹال نہ ختم ہوئی اور کسی طرح حضرات شیعہ نے مولوی سبط حسن صاحب کے متعلق اپنی دستخطی تحریر نہیں دی۔ **یہ دوسرا انحراف ہوا**۔ شرط نمبر کی رو سے روزانہ تقریریں قلمبند ہو کر رات کے ۹ بجے تک مناظرین کی سپرد کرنا لازمی تھا اور اور جو فریق ایسا نہ کرے اس کی ہار مانی گئی تھی۔ مناظرہ کے اول ہی روز قبل ۹ بجے شب کے اہل سنت کی جانب سے تحریرات گئیں لیکن شیعہ مناظر صاحب نے اپنی تحریرات کو وصول کرنا اور اپنے دستخط کرنا منظور نہ فرمایا اور باوجود سخت تقاضہ اور اصرار کے نہ وہ تحریرات حوالہ کی گئیں اور نہ اس طرف کی تحریرات وصول کی گئیں **یہ مسلمہ تیسری ہار ہوئی**۔ شرط نمبر ۱۴ کا یہ منشا تھا کہ جس وقت

تک ایک مسئلہ ختم ہو جائے دوسرا مسئلہ پیش نہ ہوگا اور جس طرف سے اس کی خلاف ورزی ہوگی اُس فریق کے مناظر کی شکست متصور ہوگی پہلا مسئلہ اہل سنت کی جانب سے شیعوں کا ایمان بالقرآن کا تھا اور اس کی چند تنقیحات و توجیہات بھی مناظر صاحب شیعہ کا فرض تھا کہ یا تو ہر ہر تنقیح توجیہ کا جواب دیتے یا اپنے جواب نہ دینے کو تسلیم فرماتے یا کم از کم ہماری آخری درخواست کے موافق یہ تحریر فرما دیتے کہ قرآن میں کمی و بیشی اور تغیر و تبدل وغیرہ کا قایل نہیں ہوں میں موجودہ قرآن شریف پر بے کم و کاست ایمان رکھتا ہوں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے اس کو گمراہ یا کافر سمجھتا ہوں تو بھی یہ مسئلہ ختم ہو جاتا لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس بحث کو درمیان میں چھوڑ کر اپنی طرف سے سوال پیش فرمانے پر مصر ہوئے اور اپنے شیعوں کو بھی اس اصرار پر آمادہ فرمایا۔ اس نزاع کے رفع کرنے کے لئے حضرات شیعہ کی خواہش کے موافق ۷ دسمبر کو فریقین میں دوسری تحریر مکمل ہوئی جسکا منشا یہ تھا کہ بجائے جلسہ عام کے مناظرین صرف پچیس پچیس اپنے ہمراہیوں کے سامنے اس سوال کی ہر تنقیح و توجیہ پر بحث کر لیں اور تحریرات بھی قلمبند اور مقابلہ ہو کر فوراً فریقین کے حوالہ ہوتے رہیں چنانچہ ۸ دسمبر کو مخصوص جلسہ شروع ہو کر صرف ایک شق پر بحث ہوئی۔ باوجود سخت جد و جہد کے باہمی مبادلہ اور دستخط قلمبند شدہ تحریرات کے مناظر صاحب شیعہ کے اصرار پر جلسہ برخاست ہو گیا بعد میں تحریرات مذکورہ مناظر شیعہ صاحبان کی قیامگاہ پر بھیجی گئیں لیکن ناکام واپس آئیں سید سبط رسول صاحب بانی مناظرہ نے مع چند شیعہ ہمراہیان کے تشریف لا کر صاف جواب دیدیا کہ شیعہ مناظر صاحب دستخط دینے پر کسی طرح رضامند نہیں ہوتے اس پر سید صاحب موصوف سے تحریرات مذکورہ پر خود اُن کے دستخط لینے کی خواہش کی گئی لیکن اپنے دستخط دینے سے بھی انھوں نے

انکار فرمادیا یہ چوتھی شکست ہوئی ۔ ۴ اہل سنت نے تہیہ کر لیا کہ جب وقت
تک حضرات شیعہ شرائط پر عمل درآمد نہ کریں گے اور جو مشتملہ تقریرات کا تبادلہ نہ کر لیا جاویگا
ہم خلاف شرائط بے سود مناظرہ نہ کریں گے چنانچہ ۲۰ دسمبر کی صبح کو اہل سنت
کی جانب سے یہ تحریر گئی کہ یا تو اس وقت تک کی تحریرات پر دستخط فرما کر بھیج دیجئے
تا کہ آج کل کے بقیہ سوال کی تنقیحات وغیرہ پیش کیجائیں ورنہ آپ کی ہار ہوئی
شیعہ صاحبان نے باوجود سخت تقاضہ کے تحریرات پر دستخط نہ کئے اور بجائے
اس کے شدہ مخصوص مناظرہ کے اپنے گروہ میں مناظرہ عام کا اعلان کر دیا اور
اہل سنت کو اشتہار رقعہ نہ دیا کہ وہ بھی اپنے گروہ میں جلسہ عام کا اعلان کر لیں
اگر حضرات شیعہ اپنے اس طرز عمل پر غور کریں گے تو اس طرح خلاف قرارداد
عمل کر کے بلا ہماری تیاری اطلاع جلسہ عام منعقد کر کے اپنی کمزوریوں کا ثبوت دینگے
اور وہ ہم بھی لکھیں گی ۔ ۱۰ ہر رہے گا جو پانچواں انحراف ہے اگر حضرات
شیعہ کے پاس واقعات مذکورہ سے علاوہ [illegible] ایسے امور ایسے موجود ہوں جن سے
ان کی فتح اور اہل سنت کا فرار ثابت ہو سکتا ہے تو برائے عنایت ان کو پبلک
کے سامنے پیش فرما کر فیصلہ لیں ورنہ ؎

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو وہ لہو کیا ہے

الراقم خاکسار سید عبدالرؤف

مطبوعہ داوتار کرشن نے اپنے [illegible] چھاپا

اشتہار منجانب اہل سنت

اہل تشیع اور تسنن کا مناظرہ واقع امروہہ شیعان امروہہ کا

اشتہار اور اپنجانب کی تنقیحی نظر

ایہا الناظرین

سخن ما شنیدنے دارد — جلوۂ مفت دیدنے دارد

اشتہار شیعان امروہہ مطبوعہ ۲۰ رمضان ۱۳۳۱ھ کے کالم اول میں لکھا ہے (اول سوال حسب شرائط مناظرہ منجانب مولوی عبدالشکور صاحب شروع ہوا اور مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ نے جواب شافی دیکر اپنے سوال کا ادا فرمایا) شیعیان امروہہ آپکو مناسب تھا کہ مولانا عبدالشکور صاحب کے سوال اور مولانا سید سبط حسن صاحب کے جواب شافی وکافی کو تحریر فرما دیتے کہ فریقین کو سوال وجواب کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ آپ حضرات کی اس تحریر سے حقانیت ظاہر نہیں ہوتی۔ فریقین کی تقریریں قلمبند ہوئی ہیں لیکن جناب مولانا سید سبط حسن صاحب نے تقریر پر دستخط کرنے سے انکار فرمایا۔ دیکھو اشتہار شرائط مطبوعہ ... امروہہ کی شرط (۷) میں لکھا ہے (فریقین کی جانب سے تقریریں قلمبند ہوا کریں گی اور ... فوراً بعد مقابلہ تحریرات ان پر مناظرین طرفین کے دستخط بعد ختم مناظرہ لیکر ... ۱۰ بجے شب تک منتظمین کے سپرد کر دیں گے اگر تحریر حوالہ نہ کی جائے گی تو اس فریق کی ہار متصور ہوگی) فریق شیعہ کی ہار تو ہو گئی کہ مولانا سید سبط حسن صاحب نے تحریر پر دستخط کرنے سے انکار فرمایا۔ شیعان امروہہ تحریر فرماتے ہیں

(اور کوئی موقع شیعوں کو سوال کرنیکا نہ دیا) شیعوں کو موقع سوال کرنیکا جب دیا جاسکتا تھا کہ سنی مناظر کے سوال کا جواب شیعہ مناظر کافی دیتا۔ شیعہ مناظر نے تکرار عبث میں وقت گزار دیا اور صدر صاحب سنّی نے فرائض صدر شرط (۲) پر عمل نہیں کیا۔ صدر صاحب کو چاہئے تھا کہ جناب مولانا سید سبط حسن صاحب سے ایک تحریری اقرار عجز مغلوبیت کا لیکر سوال کرنیکی اجازت دیتے۔ شیعان امروہہ فتح کے شادیانے آپکو بجانا اس حالت میں زیبا تھے کہ مولانا سید سبط حسن صاحب سوال کرتے اور مولانا عبدالشکور صاحب اپنے جواب تقریر تحریر شدہ پر دستخط کرنے سے انکار فرماتے۔ موجودہ حالت تو حضرت جامی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کے مصداق ہے ؎

جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی ؛ برخرقۂ تو ایں ہمہ داغ شراب چیست

دوسرے کالم میں جناب منگل سین صاحب بزاز صدر جلسہ کی رائے تحریر ہے اس رائے کے متعلق اسی قدر لکھنا ہے کہ جناب سید سبط رسول صاحب نے جناب منگل سین صاحب کو خط لکھا اور جناب منگل سین صاحب نے اپنی رائے کو کسی اردو داں سے لکھواکر ہندی میں دستخط کرکے جناب سید سبط رسول صاحب کی خدمت میں روانہ کردیا اور شیعان امروہہ نے جناب سید سبط رسول صاحب سے حاصل کرکے چھاپ دیا۔ شیعان امروہہ اگر آپ حضرات سید سبط رسول صاحب کے خط کی نقل جناب منگل سین صاحب سے حاصل کرکے درج اشتہار فرمادیتے تو امر واقعی کی حقیقت کھل جاتی فی الحال تو ساختہ خود سمجھا جاتا ہے جناب منگل سین صاحب کا فرض تھا کہ فرائض صدر شرط (۱) حسب شرط (ز) تحریروں پر دستخط کراتے جو فریق دستخط کرانے سے انکار کرتا اسکی ہار کا اعلان فرمادیتے۔ جناب منگل سین صاحب نے اپنے فرائض منصبی کو ادا نہیں کیا ہم امید کرتے ہیں ک

ننگل سین صاحب غور فرما کر جن فریق نے دستخط کرنے سے انکار کیا ہے بلا رد و رعایت
اُس فریق کی ہار بذریعہ اشتہار شائع فرمادیں۔ تاریخ مناظرہ یکم دسمبر سے حسب خصوصیت
پندرہ یوم مقرر تھی اور صدر جلسہ غیر مذہب کا شخص عربی کا سند یافتہ حسب شرط
(۱۲) مقرر تھا اور ایسے صدر کا بہم پہنچانا فریق شیعہ کے ذمہ تھا۔ فریق شیعہ کو ایسا
صدر دستیاب نہ ہوا اور جناب ننگل سین صاحب کو پیش کیا جو عربی فارسی بالکل نہیں
جانتے جناب مولانا عبدالشکور صاحب نے اتمام حجت کی غرض سے سوال پیش
کیا اور مولانا سید سبط حسن صاحب نے ایسے جواب دئے کہ قلم بند ہونے پر دستخط
کرنے سے خود ہی انکار فرمایا موقع ہے کہ مولانا عبدالشکور صاحب کے سوال کا شافی
وکافی جواب دیا جاوے۔ شیعان امروہہ کالم اول میں تحریر فرماتے ہیں (اہل
سنت سکوت اختیار کرتے ہوئے موقع مناظرہ پر تشریف نہ لائے اور کوئی
شیعوں کو سوال کرنے کا موقع نہ دیا) دوسرے کالم میں تحریر فرماتے ہیں (مناظرہ
کا وقت ختم ہونے کو آگیا تھا اور سنی صاحب کھڑے ہو گئے اور شیعہ صاحبان کے
مناظر کو موقع تقریر کا نہیں دیا گیا) کالم اول میں اہل سنت کا نہ آنا دوسرے کالم
میں ننگل سین صاحب کی تحریر سے تقریر کرنا کھڑے ہونا ثابت ہے۔

ناظرین فیصلہ فرمادیں کونسی بات قابل اعتبار ہے۔ ناظرین ضرور ملاحظہ فرما کر فیصلہ
کریں۔ کالم ۳ میں تحریر ہے شیعہ صاحبان کی طرف سے یہ بحث ہے کہ قرآن
شریف میں کمی بیشی موجود ہے اور سنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف
میں کمی و بیشی موجود نہیں ہے) ناظرین بشہادت لالہ ننگل سین بشہادت لالہ شنکر سین
صاحب ثابت ہوگیا شیعہ کمی و بیشی قرآن کے قائل ہیں اور سنی کمی و بیشی قرآن کو
نہیں مانتے۔ کیا وہ مذہب جو قرآن شریف میں کمی و بیشی کا عقیدہ رکھتا ہے قابل
قبول کرنے اور باعث نجات ہو سکتا ہے یا وہ مذہب بآیہ انا نحن نزلنا الذکر

وانا لہ لحافظون عقیدہ رکھتا ہے کہ قرآن میں کمی و بیشی نہیں ہے باعث نجات ہے
و شنا بروز سہ شنبہ آخر معانلہ بجز اوشد المشتھر محمد نظیر۔
نوٹ: اگر کوئی صاحب امروہی ہوں۔ یا لکھنوی جواب میں کوئی لفظ خلاف تہذیب تحریر فرمائیں گے جواب ترکی بترکی ہوگا۔
(مطبوعہ) باہتمام نور احمد مالک مطبع محمد تیغ بہادر لکھنو محلہ نواب گنج

اشتہار منجانب اہل التشیع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ابھی امروہہ کے مناظرہ کے شامیانہ و فرش کو اٹھے ہوئے نہ مہینے گذرے نہ سال پھر بھی جھوہاہے کے قلعی گروہ نے زرد چہروں میں روپ پیدا کرنے کے لئے کوششیں شروع کردیں۔ جو اشتہاروں میں ان کے نامہ عمل بنکر ناظرین کے سامنے آرہی ہیں۔ ابھی اس جلسہ کے شرکاء کو اتنی مدت نہیں گزری کہ بھولنیاں کی گرد ان کے دل و دماغ سے ان تصویروں کو چھپادے جنپر فرار کا غبارہ اور ذلت کی زرد روئی نظر آتی تھی۔ پھر کیا اشتہارات حاضرین جلسہ مناظرہ پر کوئی اثر ڈال سکتے ہیں؟ امروہہ کی زمین کا ہر زرہ جانتا ہے کہ فتح کس کے نام رہی اور شکست کس کو نصیب ہوئی۔ ہاں مریدوں کو اپنے گرد رکھنے کے لئے دور زمینوں پر یہ دروغ بافی ضرور نتیجہ خیز ہے مگر وہ بھی صرف تھوڑی دیر کے لئے۔ اچھا اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک واقعی مرقع ناظرین کے سامنے پیش کریں جسکی سچائی پر خدا اور رسول اور دشمن کا دل گواہ ہو۔

یاد کرو اُس وقت کو کہ جب کالیچرن صاحب آریہ عربی کا سند یافتہ اور موافق شرط طرفین صدارت کے لئے لایا گیا اور تمنے اُن کی سند میں (حالانکہ وہ

مطبوعہ اور ہر جہت سے مکمل تھی) احتمالات بیجا پیدا کر کے صدر نشین ہونے دیا (حالانکہ تم بعد میں ایسوں کی صدارت پر راضی ہو گئے جن کے پاس ایسی سند بھی نہ تھی) کیا تم نہ سمجھے کہ لوگ اس انکار کی تہ کو پہنچ گئے اور جان گئے کہ چونکہ آپکا مناظر اُس سے مناظرہ میں ہار چکا تھا اس لئے آپ اُن کے سامنے ان مولوی صاحب کو پیش کرتے ہوئے گھبراتے تھے حالانکہ وہ موافق شرط تھا اور یہ خلاف ورزی آپکی **پہلی شکست** تھی۔

یاد کرو۔ اُس وقت کو جب کالیجرن صاحب نے عربی عبارت کے بنانے میں تمہارا امتحان لینا چاہا اور اپنا امتحان دینا چاہا تو تم میں سے ایک بھی سامنے نہ آیا حالانکہ ان کا دعوے سب سُن رہے تھے اور تمہارا سکوت سب دیکھ رہے تھے پھر جب تم کفر سے مقابلہ نہ کر سکے تھے تو اسلام کا سامنا کرنے لگے جیسے الٹے منہ جاتے **یاد کرو** اُس وقت کو کہ جب انھوں نے (کالیجرن نے) تمکو کھلے لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ "تم حق کو چھپاتے ہو اور حق پر پردہ ڈالتے ہو" کیا تمہیں اپنے اشتہاروں کو دیکھکر اُن کے کلمات کی سچائی نظر نہیں آتی **یاد کرو** اُس وقت کو جب شیعہ مناظر نے تمہیں تمہارے علماء کے اقوال سے الزامی جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ جب تم خود ہمیں اسلامی فرقوں میں شمار کرتے ہو تو ہمارا ایمان بالقرآن کا تم کیونکر انکار کرتے ہو۔ کیا منکر قرآن تمہارے نزدیک مسلم ہے؟ اسکا جواب تمہارے مناظر کے پاس کچھ نہ تھا اور بغیر جواب تمہارے مناظر کا سوال پر اصرار یہ ہٹ دھرمی اور تمہاری **دوسری شکست** تھی

یاد کرو اُس وقت کو جب تم خلفائے ثلثہ کی حمایت کے لئے یہ کہہ رہے تھے کہ جب تم اُن کو مجرا کہتے ہو تو اُن کے جمع کئے ہوئے قرآن پر کیونکر ایمان لا سکتے ہو؟ اُس وقت شیعہ مناظر نے تمہیں جواب دیا کہ جس قرآن پر رسول کا ایمان تھا۔

جس پر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اُن صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اُسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ اسکا جواب تمہارے پاس کچھ نہ تھا اور تم ایک حرف اسکے متعلق نہ کہہ سکے اور یہ تمہاری تیسری شکست تھی

یاد کرو اُس وقت کو جب شیعہ مناظر نے یہ کہا تھا کہ متواتر میں کافر و مومن کا امتیاز اٹھ جاتا ہے اور اُس نے وجود مکہ کی مثال دیکر کہا تھا کہ قرآن ہم تک متواتر پہنچا ہے اور ناقلین میں اگر کوئی کافر بھی ہو تو ہمیں مضر نہیں اور قرآن بہر حال قرآن رہے گا جیسے نولکشور کے مطبع کا چھپا ہوا قرآن قرآن ہے اگرچہ صاحب مطبع مومن ہے نہ مسلم اس تقریر کا جواب تمہارے مناظر کے پاس کچھ نہ تھا اور یہ تمہاری چوتھی شکست تھی۔

یاد کرو اُس وقت کو جب تمہارا مناظر تقیہ کی بحث تک پہنچ گیا حالانکہ مضمون اوّل اُس کے نزدیک طے ہو چکا تھا اور یہ بحسب شروط مسلمہ فریقین اُس کی ہار تھی۔ لہذا یہ تمہاری پانچویں شکست تھی۔

یاد کرو اُس وقت کو جب تمہارے مناظر نے کافی سے تقیہ کی احاد حدیثوں سے استدلال کرنا شروع کیا۔ حالانکہ شرائط میں تحریر تھا کہ احاد سے استدلال نہ کیا جائے گا۔ اور یہ تمہاری چھٹی شکست تھی۔

یاد کرو اُس وقت کو جب شیعہ مناظر نے تمہاری کتابوں سے تقیہ کا اثبات کیا حالانکہ طے ہو گیا تھا کہ جو بات فریقین کے یہاں ثابت ہو اسے پیش کیا جائے تو تم نے اپنی کتابوں سے تقیہ کا کوئی جواب نہ دیا اور یہ تمہاری ساتویں شکست تھی

یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تمہارے مناظر نے کافی کی اُس حدیث کو پیش کیا جس میں حضرت امام ... الی مستقیم ... کو امام نے تقیہ بتلایا ہے تو شیعہ مناظر نے تمہارے ... کافی اور صحیح بخاری ... سے دکھلایا اور بتایا کہ جب تو ... کو امام

نے تقیہ بتایا ہے اُس کو صحیح بخاری میں حضرت ابراہیمؑ کی تین جھوٹ باتوں میں
سے ایک جھوٹ قرار دیا ہے اور کہا کہ تم انبیا کو العیاذ باللہ دروغگو بتاتے ہو تو
تمہارا ایمان پیغمبروں پر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسکا جواب تمہارے مناظر کے پاس بجز ٹالنے
کے اور کچھ بھی نہ تھا اور یہ تمہاری آٹھویں شکست تھی۔
یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تمہارے مناظر نے تحریف قرآن کا سوال پیش کیا تب
اور شیعہ مناظر نے جواب دیا ہے کہ زیادتی کا ہمارے یہاں کوئی قائل نہیں۔ البتہ کمی
کی روایتیں تمہارے یہاں بھی ہیں اور ہمارے یہاں بھی۔ اسپر تمہارے مناظر کا
انکار اتنی قوت پر پہنچا کہ انھوں نے چند مرتبہ فرمایا کہ اگر کوئی ایک صحیح روایت کتب
اہل سنت میں تحریف کے متعلق موجود ہو تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں اہلسنت
اور مذہب اہل سنت کے سروں پر خاک ڈال دوں گا اور اس مذہب پر لعنت
کروں گا جسپر شیعہ مناظر نے مجمع سے ملتفت ہو کر کہا کہ اس دعوے کو حضرات
لکھ لیں تاکہ مناظر صاحب اس قول کو بھول نہ جائیں۔ اسپر آپ کے مناظر نے کہا
کہ ہاں ہاں سب صاحب لکھ لیں۔ چنانچہ دعوے لکھ لیا گیا اور شیعہ مناظر نے بطریق
تواتر ایک سو تیرہ زیادتیاں موافق مذہب اہل سنت دکھائیں اور انکی صحیح روایتیں
صحیح بخاری اور موطائے ابن مالک اور مسند احمد حنبل اور اتقان و درمنثور سیوطی سے
دکھائیں اُس وقت آپ کے مناظر کی گھبراہٹ اس حد پر پہنچی کہ سورہ اور قرآن
دونوں میں فرق کے قائل ہو گئے۔ اس پر شیعہ مناظر نے تعجب ظاہر کیا تو فرمانے
لگے کہ بسم اللہ خود مستقل سورہ ہے۔ اسکی بحث کو صدر نشین اپنے فیصلے میں
لکھ رہا ہے جس کو آپ لوگ حق پوشی کی شہادت سے لکھ رہے ہیں کہ شیعہ قرآن میں
کمی بیشی کے قائل ہیں حالانکہ صدر نشین لکھ رہا ہے [illegible] صدر نشین اسی واقعے
کو لکھ رہا ہے کہ آپکی کتابوں سے کمی بیشی ثابت کی گئی اور آپ لاجواب ہو گئے۔

اُس وقت اہل تسنن کے پژمردہ چہرے لائق دید تھے۔ کیونکہ سُنی مناظر صاحب
کی ڈالی ہوئی خاک پر پڑ چکی تھی اور شیعہ مناظر کہہ رہا تھا کہ "الحر اذا وعد وفا" (جب کوئی
آزاد وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کرتا ہے) آپ ایک ہی روایت مانگتے تھے
میں نے تو کئی پیش کر دیں لہٰذا اس مذہب پر خاک ڈالکر ادھر چلے آیئے ؎

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں ۔ واں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں

اور یہ آپ کی **نویں شکست** تھی۔

یاد کرو اُس وقت کو جب مولوی خلیل احمد صاحب صدر نشین اہلسنت اپنے ماتھے پر
تاسفی گھونسے علانیہ لگا رہے تھے اور یہ شکست واضح کا ماتم تھا۔ اور واقعاً وہ
غیرت دار بزرگ تھے کہ اس واقعے کے بعد انھوں نے مجمع کو اپنا جمال مبارک
نہیں دکھایا بلکہ سُنا گیا ہے کہ مناظر اہل سنت کے شاکی گئے کہ تم نے میری
سپید ڈاڑھی پر پھر خضاب چڑھایا۔ ہم اُن کی منصف مزاجی کی قدر کرتے ہیں
مناظر اہل سنت چونکہ مجمع کے سامنے اپنی لن ترانیوں سے بہت شرمندہ تھے
اسی لیے اُنکی دلی تمنا تھی کہ کسی طرح بات ٹل جائے لیکن مناظر شیعہ اپنا مطالبہ ترک
نہ کرتا تھا اور وہ فرماتے تھے کہ میرے سوال کا جواب دو۔ تب آخر مناظر شیعہ
نے کہا کہ رپورٹروں کی رپورٹ دیکھی جائے اگر کسی سوال کا جواب رہ گیا ہو تو
میں پھر اس کو حل کروں لیکن آپ سمجھے کہ ساری قلعی کھل جائے گی اسلیئے صدر
سے فریاد کی کہ "جناب صدر یہ رپوٹوں کے دیکھنے کا کونسا موقع ہے"
اگر تم سچے تھے کہ ہم نے تمہارے سوالوں کا جواب نہیں دیا تو رپوٹیں کیوں نہ
پڑھنے دیں کہ حال معلوم ہوجاتا اور یہ تمہاری **دسویں شکست** تھی۔

یاد کرو اُس وقت کو کہ جب شیعہ مناظر نے عام مجمع سے خطاب کیا ہے کہ
تمہیں اب فیصلہ کردو کیونکہ میرے مطالبات کا جواب نہیں ملتا۔ اور یہ وقت

ایسا ممتاز تھا کہ سپید اور سیاہ چہرے فاتح اور مفتوح گروہ کو الگ کر کے دکھلا رہے تھے اور آریہ ہندو جوش میں اپنا خیال ظاہر کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے تھے تو تم نے بیتاب ہو کر فریاد کی تھی کہ "انہیں کچھ کہنے کا کوئی حق نہیں ہے" حالانکہ انھیں اپنا خیال ظاہر کرنے کا حق تھا یہاں تک کہ وہ بیٹھ گئے۔

اگر تم اپنے اشتہاری دعووں میں سچے ہو تو اُس وقت اپنی فریادوں کو روک کر بے تعلق فریق کے خیالات کے سننے کا موقع کیوں نہیں دیا؟ ممکن تھا کہ وہ تمہارے ہی موافق ہوتے لیکن تمہارے دلوں نے مغلوبیت کا یقین کر لیا تھا اور تمہیں معلوم تھا کہ پنچ اس وقت تمہارے خلاف فیصلہ دیگا۔ اور یہ تمہاری **گیارہویں شکست** تھی پھر آج تمہیں اپنے اشتہاروں میں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ صدر کا فیصلہ اسی وقت کیوں نہ لیا گیا یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تم اس موقعہ پر سے ہٹنے کے لئے نماز کی آڑ ڈھونڈھی حالانکہ تم دو بجے تک ٹھہرنے کو کہتے تھے لیکن اس دن نماز ایک ہی بجے ختم ہو گئی اور تم نے صدر نشین سے کہا کہ دس منٹ کا توقف بھی گوارا نہ کیا اور یہ تمہاری **بارہویں شکست** اور نمایاں فرار تھا۔

کیا یہ رسوائیاں بھول گئیں جو اشتہاروں میں اپنی فتح لکھنے کی جرأت ہوئی کیا تم نے لالہ منگل سین کو صدر نہیں بنایا تھا؟ اگر نہیں بنایا تھا تو انہیں کرسی صدارت پر کیوں بیٹھنے دیا؟ پھر صدر بنا لینے کے بعد آج خلاف فیصلہ دینے سے وہ برا ہو گئے لیکن قبل فیصلہ وہ تمہارے مسلم صدر تھے۔

کیا دوران مناظرہ میں شعر مناظر کا فرار آباد ہا اور وہاں لکھنو چلے جانا ایک ایسا کذب صریح نہیں ہے جو تمہاری طرف سے ہے؟ اگر وہ لکھنو چلے گئے تھے تو کیا صحبت آج تم سے بیٹھ کر تیج سے شاعر نے کلام کیا تھا وہ اسی وقت

امروہہ سے لکھنؤ روانہ ہوئے جب سنی مناظر لکھنؤ پہنچ چکے تھے۔

سوچو اور اپنے اقوال کو اس طرح خیال کرو جسطرح خدا نے جھوٹوں کو یاد کیا ہے۔

یاد کرو اس صحبت افہام و تفہیم کو جو مناظرہ کے شرائط پر نہیں قائم ہوئی تھی اور نہ عام جلسہ مناظرہ کی صورت میں قائم ہوئی تھی بلکہ تمہارے اطمینان کے لئے اور اپنے سوال کا موقع لانے کے لئے منعقد ہوئی تھی جسمیں تم نے کسی شرط مناظرہ پر عمل نہیں کیا تھا اور روایات احاد پر جو خلاف شروط مناظرہ تھے بحث شروع کی اور مناظر شیعہ نے سنیوں کو عام اجازت سوال دی چنانچہ مناظر کے علاوہ اور لوگوں نے بھی سوال کیا اور تم مسئلہ تقیہ میں دن بھر گفتگو کرتے رہے حالانکہ وہ صحبت صرف اس لئے تھی کہ جو کچھ ایمان بالقرآن کے جواب میں تمہیں شک رہ گیا ہو وہ صاف کر دیا جائے گا۔ اس کا تم نے کچھ ذکر ہی نہیں کیا اور یہ تمہاری خلاف ورزی اور **تیرہویں[۱۳] شکست** تھی

تمہارے مناظر کو یہ نہیں معلوم تھا کہ جب تقیہ توریہ میں ادا کیا جاتا ہے تو اس میں دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ اور دوسرا جھوٹ اور وہ ایتھا العیر انکم لسارقون کو جھوٹ ہی سمجھا گئے اور صدق کے پہلو سے حسب عادت منھ موڑتے رہے۔ پھر درمیان میں یہ طے ہوا کہ مناظر سنی لکھ کر سوال بھیجیں اور مناظر شیعہ جواب تحریری دیں۔ اسی بات پر فیصلہ ہوا لیکن سوال لکھا ہوا نہ بھیجا گیا اگرچہ پوری رات انتظار میں گذر گئی اور یہ **چودہویں[۱۴] شکست** تھی۔

پھر اس وقت کو یاد کرو جب صبح کو فاتح فرقہ اپنے مجاہدین سمیت میدان مناظرہ میں آ پہنچا اور انتظار کے گھنٹے ایک بجے تک گنتا رہا جسمیں ہندو اصحاب بھی موجود تھے اور تم اپنی طرف کے لوگوں کو آنے سے روک رہے تھے اور آج اشتہار میں لکھتے ہو کہ ہمکو اعلان مناظرہ کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس جھوٹ کی کوئی انتہا ہے

تمہاری پندرہویں شکست تھی۔

اگر تم سچے ہو تو اس سرگزشت کے ایک حرف کو غلط ثابت کر دو اور اگر تم اس کی تکذیب واقعی پر قادر نہیں ہو تو تمہاری شکست اور فرار طشت از بام ہو چکا۔ اب سے نہ چھوٹیگا اے قاتل بن کے ۔ وفاداروں کے خون کا داغ کیا دنیا کر چکا

الشاکر سید منظور حسین رضوی امروہوی عفی عنہ۔

(مطبوعہ نورالمطابع لکھنؤ)

اشتہار منجانب اہل سنت

مناظرہ امروہہ میں شیعوں کی شکست عظیم جو ہزاروں کے سامنے ہوئی کسی عیاری یا جھوٹی اشتہار بازی سے چھپ نہیں سکتی

یہ تو ہم کیا تمام دنیا جانتی ہے کہ جس فرقہ نے حضرت صدیق کی مشہور صداقت اور حضرت فاروق کی ضرب المثل عدالت کی تکذیب کر دی جس نے شیر خدا علی مرتضیٰ کو خائن و بھگوڑا کہہ دیا (دیکھو کتاب احتجاج و حق الیقین وغیرہ) جس نے تمام صحابہ کرام کو بلا استثناء جھوٹا کہا اور حضرت علی مرتضیٰ اور ان کی ذریت طاہرہ کو سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والا اور جھوٹ کو عبادت عظمیٰ سمجھنے والا قرار دیا جس نے قرآن شریف کو محرف کہنا اپنے اصول اعتقادات میں داخل کیا (دیکھو کتاب اساس الاصول وغیرہ) جس نے ایک عجیب و غریب مذہب تصنیف کر کے ائمہ اہل بیت کے سر تھوپ دیا اور وہ ہر چند انکار کرتے رہے مگر ایک نہ سنی اور کہہ دیا کہ ان اماموں کی عادت ہے کہ مجمع عام میں اپنے اصلی مذہب

انکار کرجاتے ہیں (دیکھو اصول کافی استبصار وغیرہ) اس فرقہ کے نزدیک کسی واقعہ کا گو وہ ہزاروں کے سامنے ہوا ہو انکار کرجانا یا کسی بے بنیاد جھوٹ کو واقعات کا لباس پہنا دینا کونسی بڑی بات ہے۔ آج کئی دن کی خاموشی اور غور و فکر کے بعد پھر ایک لمبا چوڑا اشتہار شیعوں کی طرف سے شہر لکھنؤ میں شائع ہوا ہے جس کے جواب میں موافق اس زرین فقرہ کے جو الہ آباد ہائیکورٹ نے ضلع فتحپور کے ایک تبرائی مقدمہ کے فیصلہ میں لکھا ہے صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ جھوٹ بولنا مذہب شیعہ میں بڑا فرض اور بڑی عبادت بھی (دیکھو اصول کافی وغیرہ) لیکن اس کا نتیجہ فقط اسقدر ہو سکتا ہے کہ اُن کو آخرت میں ثواب ملجائے۔ دنیا میں اُن کو سوا ذلت و رسوائی کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس مختصر جواب کے بعد تمام دروغ بافیوں کا سلسلہ یوں قطع ہوجاتا ہے کہ کارروائی مناظرہ امروہہ کا نمبر (۱) شائع ہوگیا جس کا نام

شکست عظیم باعدا قرآن کریم قیمت ۱/

اور دوسرا نمبر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہفتہ میں شائع ہوجائے گا۔ اگر ہمت ہو تو اب تمام ہندوستان نہیں تمام دنیا کے شیعہ ملکر ہمارے اس قیامت خیز سوال کا جواب دیدیں جو مناظرہ میں پیش ہوا اور شیعہ مناظر جواب سے عاجز رہے۔

اب ضرورت نہ تھی کہ ہم اس اشتہار کی غلط بیانیوں اور خلاف تہذیب کارروائیوں کو ظاہر کریں لیکن نمونہ اور محض نمونہ کے طور پر صرف پانچ باتیں برعایت پنجتن عرض کی جاتی ہیں (۱) بالکل غلط ہے کہ ہمارے مناظر عالیجناب مدیر النجم عم فیضہم کا کا پچرن صاحب سے کبھی مناظرہ ہوا ہارنا جیتنا تو درکنار۔

(۲) بالکل غلط ہے کہ کاپچرن صاحب کی سند ہر جہت سے مکمل تھی۔ سند کی

عربی عبارت غلط ہونے کے علاوہ نہ اس پر کسی کے دستخط تھے نہ کسی کی مُہر
(۳) بالکل غلط ہے کہ مناظرہ میں تمہارے صدر الافاضل کی کوئی بات بے جواب شافی دئے ہوئے نظر انداز کی گئی چنانچہ ہمارے جوابات جنکا جواب الجواب تم سے نہ ہو سکا کارروائی میں درج ہیں۔ البتہ تمہارے صدر الافاضل آخر میں عاجز ہو کر یہ کہکر بیٹھ گئے تھے کہ اب میں کچھ جواب نہ دوں گا آپ جو چاہیں کہیں۔
(۴) بالکل غلط ہے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے تاسف کیا یا کوئی ویسی حرکت کی جیسی تم نے لکھی البتہ اس قسم کی بلکہ اس سے بھی زیادہ خفیف حرکتیں تمہارے صدر الافاضل صاحب سے سرزد ہوتی رہیں۔ دیکھو کارروائی مناظرہ امروہہ نمبر ۲
(۵) بالکل جھوٹ ہے کہ تمہارے مناظر عالیجناب مدیر النجم دامت برکاتہم کے لکھنؤ پہنچنے کے بعد امروہہ سے چلے بلکہ ان کا دو دن پہلے امروہہ سے چلدینا چشم دید واقعہ ہے۔ اس قسم کی جھوٹی باتوں سے اس اشتہار کا خمیر کئی دن کی محنت میں تیار ہوا ہے۔ مگر اہل تقیہ سے جھوٹ کی شکایت ہی کیا ہے؟

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا ؎ تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

شیعہ صاحبان اپنے امام جعفر صادق کی نصیحت جو خود اُن کے مذہب کی سب سے زیادہ معتبر کتاب اصول کافی مطبوعہ نو الکشور صفحہ ۴۸۶ میں ہے یاد رکھیں تو شاید یہ ذلتیں اُن کو نہ پیش آئیں وہ نصیحت یہ ہے یا سلیمان انکم علیٰ دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ ترجمہ۔ اے شیعو تمہارا دین ایسا ہے کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا۔ اور جو ظاہر کریگا اللہ اسکو ذلیل کر دیگا
منظور حسنین صاحب رضوی امروہی اپنے اس لکھنوی اشتہار کی غلط بیانیوں کا ثبوت عدالت میں پیش کرنے کے لئے تیار رہیں۔ شاید یہ موقع خدا نے چاہا تو جلد ہی آنے والا ہے۔
الراقم قمر الدین احمد جوائنٹ سکریٹری انجمن اشاعۃ الاسلام امروہہ

اشتہار منجانب اہل سنت

راستی موجب رضائے خداست

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ۔ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

شیعہ اور سنی کے مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ جناب صدر الافاضل مولانا سید سبط حسن صاحب جائسی نے امروہہ میں اپنی زبان مبارک سے فرما دیا اور سید منظور حسین صاحب رضوی امروہی نے نور المطابع لکھنؤ میں چھپوا کر لکھنؤ کے بازاروں میں چسپاں کر دیا

ملاحظہ ہو عبارت اشتہار مطبوعہ نور المطابع کی تیسری سطر

مشتہرہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ

(اس وقت شیعہ مناظر نے انہیں جواب دیا کہ جس قرآن پر رسول کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے) اس عبارت کو پڑھکر تمام شیعوں کو جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اب کسی سنی کو موقع کلام نہیں ہو سکتا اس لئے کہ دوسرا کوئی قرآن دنیا میں موجود نہیں اگر موجود ہے تو ایک قرآن خلیفہ ثالث کا جمع کیا ہوا جس کو دنیائے اسلام قرآن منزل من اللہ مانتی ہے اور شیعہ اس کو مصحف عثمانی کہتے ہیں دیکھو عبارت استقصاء الافحام مصنفہ جناب مولوی حامد حسین صاحب جلد اول صفحہ ۹ (مصحف عثمانی کہ حضرت اہل سنت آنرا قرآن کامل انگاشتہ اند و معتقد نقصان آن را ناقص الایمان بلکہ خارج الاسلام

پندارند) اگر کوئی سنی موجودہ قرآن پیش کرے گا شیعہ فرمادیں گے کہ یہ تو مصحف عثمانی ہے اس پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔ وہ قرآن لاؤ جس پر رسول کا ایمان تھا جس پر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جس پر وہ صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب کے بتائے ہوئے قرآن کی تلاش میں مشرق سے مغرب تک زمین سے آسمان تک اگرچہ اسکا پتہ نہیں لگا سکتے۔ اگر جناب صدر الافاضل سید سبط حسن صاحب جس پر ان کا ایمان ہے اس قرآن کو پیش کرتے اور فرمادیتے کہ دیکھو یہ قرآن ہے اس پر رسول کا ایمان تھا اور اس پر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا اسپر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسپر ہمارا ایمان ہے قطعی فیصلہ ہو جاتا۔ لیکن جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب نے اس قرآن کو پیش نہیں کیا جسپر ان کا ایمان ہے اور نہ آئندہ پیش کر سکتے ہیں۔ معلوم ہو گیا کہ جناب موصوف کا ہاتھ قرآن سے خالی ہے محض زبانی دعوے ہے اور بس۔ آپ دوسری شکست میں تحریر فرماتے ہیں (کہ جب تم خود ہمیں اسلامی فرقوں میں شمار کرتے ہو تو ہمارے ایمان بالقرآن کا تم کیونکر انکار کرتے ہو کیا منکر قرآن تمہارے نزدیک مسلم ہے) اگر جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب مستقصار الافحام مصنفہ جناب مولوی حامد حسین صاحب جلد اول صفحہ ۹ کی عبارت (مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند) کو پڑھ لیتے تو یہ شبہ جناب کے دل سے نکل جاتا کہ اہل سنت موجودہ قرآن کے ناقص جاننے والے کو کامل الایمان جانتے ہیں یا ناقص الایمان ج اخل

اسلام جانتے ہیں یا خارج از اسلام ؟

اداے دیکھ تو جاتا رہے گر دل کا ٭ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

نوٹ سنی مناظر کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ جب تک شیعہ مناظر اس قرآن کو جس پر اسکا ایمان ہے پیش نہ کرے کلام کر کے اپنا وقت عزیز ضائع کرنا اور فعل عبث ہے

المشتہر محمد نظیر۔ (مطبع بہادر پریس محلہ نواب گنج لکھنؤ باہتمام نور احمد چھپا)

اشتہار منجانب اہل سنت

شیعوں کی نمایاں فتوحات مناظرہ امروہہ کی لمعات

(س) سے سنی مناظر (ش) سے شیعہ مناظر (م) سے مشتہر مراد ہے

(س) آیا قرآن پر شیعوں کا ایمان ہو سکتا ہے (ش) قرآن متواتر ہے راویان متواتر برے ہوں یا بھلے جھوٹے ہوں یا سچے ہر صورت میں متواتر پر ایمان ہوتا ہے پس قرآن پر شیعوں کا ایمان ہے (م) جناب مولوی دلدار علی صاحب کا یہ اساس الاصول دیکھئے جو شخص کسی متواتر کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اس کا ایمان کسی متواتر پر نہیں ہو سکتا ہے پس قرآن کے متواتر ہونے سے قرآن پر شیعوں کا ایمان نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ شیعہ خلاف متواتر عقیدہ رکھتے ہیں (ش) متواتر کو رہنے دیجئے شیعہ کو متواتر کی ضرورت نہیں ہے۔ قول معصوم سے قرآن پر شیعوں کا ایمان ہے (م) عقیدہ خلاف متواتر لے سنئے ہی شیعہ مناظر کا کہنا کہ متواتر کو جانے دیجئے۔ ناچار اقرار ہے کہ شیعہ خلاف متواتر عقیدہ رکھتے ہیں لہذا متواتر سے شیعوں کا ایمان نہ قرآن پر ہو سکتا ہے نہ کسی متواتر پر یہ پہلی نمایاں فتح ہے شیعوں کی۔

(س) معصوم کا وہ قول پڑھ سنایا ... سے قرآن پر شیعوں کا ایمان ہو (ش) ... جناب اشرف ... المتقی ...

ایمان رکھو اس قرآن پر (س) کیونکہ معلوم ہوا کہ اس سے جناب امیرؑ کا جمع کردہ
قرآن مراد نہیں ہے نیز کیونکہ معلوم ہوا کہ قول جناب امیرؑ تقیہ نہیں ہے (ش) یہ
قول زمانہ خلافت کا ہے اور اس کے خلاف کوئی قول کسی معصوم کا نہیں ہے
ان دونوں وجہوں سے یہ قول تقیہ نہیں ہو سکتا (س) جناب امیرؑ زمانہ خلافت میں
برابر تقیہ کرتے تھے۔ علامہ شستری کی عبارت احقاق الحق میں پڑھ کر سنا چکا ہوں
آپ خود بھی پڑھ لیجئے اور اس قول کے خلاف خود جناب امیرؑ کا قول میں احتجاج
طبرسی میں دکھا چکا ہوں پھر دیکھ لیجئے (ش) قول معصوم کو بھی جانے دیجئے
شیعوں کے دل میں قرآن کی تصدیق ہے زبان میں اقرار (س) کا نام ایمان ہے
پس قرآن پر شیعوں کا ایمان ہے (س) شیعہ مناظر کا یہ کہنا کہ قول معصوم کو بھی
جانے دیجئے یہی ناچار اقرار ہے کہ کسی قول معصوم سے بھی شیعوں کا ایمان
قرآن پر ہو سکتا ہے نہ کسی اور بات پر **یہ دوسری نمایاں فتح ہے شیعوں کی**
(س) آپ کا یہ کہنا کہ تواتر کو جانے دیجئے قول معصوم کو بھی جانے دیجئے صاف
صاف اقرار ہے کہ قرآن کی تصدیق نہ تواتر سے ہو سکتی ہے نہ قول معصوم سے
پھر کس چیز نے شیعوں کے دل میں قرآن کی تصدیق پیدا کر دی ہے بیان فرمایئے
ورنہ آپ کا کہنا کہ شیعوں کے دل میں تصدیق قرآن ہے ضرور تقیہ ہے (س) شیعہ
مناظر نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا **یہ تیسری نمایاں فتح ہے شیعوں کی**
(ش) شیعہ کلمہ گو اور قبلہ رو ہیں اور ہر کلمہ گو و ہر قبلہ رو مسلمان ہیں قرآن پر ہر مسلمان کا
ایمان ہے پس قرآن پر شیعوں کا ایمان ہے (س) ہر کلمہ گو و ہر قبلہ رو کا مسلمان ہونا
شیعہ مذہب کے بھی خلاف ہونے کے علاوہ شیعوں کے عقیدۂ خلافت متواترہ
اور ائمہ شیعہ کے تقیہ و عقیدۂ تحریف قرآن کی وجہ سے شیعوں کا ایمان قرآن پر
نہ تواتر سے ہو سکتا ہے نہ قول معصوم سے نہ موجودہ قرآن پر ایمان کا اور کوئی ذریعہ

قرآن پر جسکا ایمان نہیں ہو سکتا ہے محض کلمہ گوئی اور قبلہ روئی سے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا ہے
(م) شیعہ مناظر سے اسکا بھی جواب نہ ہو سکا (یہ چوتھی نمایاں فتح ہے شیعوں کی
لطف تر ماجرا یہ ہے کہ شیعہ مناظر نے ہر کلمہ گو و ہر قبلہ رو کو مسلمان کہکر مہتمانلان
جناب امیر و قاتلان جناب امام حسینؑ کو بھی کلیتہً مسلمان بنا دیا شاباش یہ پانچویں
نمایاں فتح ہے شیعوں کی (مش) صاحب شرح مواقف و صاحب
ملل و نحل نے شیعہ کو اسلامی فرقہ لکھا ہے اگر قرآن پر شیعوں کا ایمان نہو تا تو ایسے
اعلام اہل سنت کیوں شیعہ کو اسلامی فرقہ لکھتے (س) بعض علما راہل سنت کا
شیعہ کو اسلامی فرقہ لکھنے کی وجہ ہے کہ شیعوں کے عقائد سے واقف نہ تھے
خصوصا شیعوں کے عقیدہ تحریف قرآن سے بالکل واقف نہ تھے کیونکہ اس
زمانہ میں شیعوں کی کتابیں نہیں ملتی تھیں (مش) معتقد تحریف قرآن کا کافر ہونا
کسی نامور سنی عالم کے قول سے دکھا دیجئے تو میں اس بحث کو چھوڑ دوں گا۔
(س) ملک العلماء علامہ بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ
قائل تحریف قرآن کا فر ہے جدا لیجئے بچشم خود بھی دیکھ لیجئے (م) شیعہ مناظر سے
اپنے کئے کا کوئی علاج نہو سکا یہ چھٹی نمایاں فتح ہے شیعوں کی۔
(مش) تحریف قرآن شیعوں کا عقیدہ نہیں ہے اعتقادات جناب صدوق میں
ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اس قرآن میں نہ کوئی تحریف ہے نہ کوئی اور خرابی۔
جناب صدوق نے بصیغہ جمع فرمایا ہے لہذا کل شیعوں کا یہی اعتقاد ہے۔
(س) آپ نے تفسیر صافی سے جناب صدوق کا قول پڑھکر سنایا اس کے
ساتھ جو اسکا رد ہے اس کو آپ نے چھوڑ دیا۔ لاتقربوا الصلوٰۃ کے مثل کو
آپ نے اصل کر دیا تھا کل شیعوں کا یہ اعتقاد ہونا ہرگز مقصود صدوق نہیں
ہو سکتا ہے صیغہ جمع چار کے واسطے بھی آتا ہے۔ سوا چار کے جن میں

جناب صدوق بھی ہیں کُل مشائخ شیعہ معتقد تحریف قرآن ہیں (ھ) شیعہ مناظر
کو یہ کہنے کی بھی ہمت نہوئی کہ سوا چار کے کل مشائخ شیعہ کا معتقد تحریف قرآن
ہونا دکھائے یہ **ساتویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی** (ش) جب
نولکشوری مطبوعہ قرآن پر سنیوں کا ایمان ہے مکتوبہ صحابہ قرآن پر شیعوں کا
ایمان کیوں ہوگا (س) نولکشوری قرآن کی اصل اگر اہل اسلام کے پاس ہوتی
تو نولکشوری قرآن پر کسی کا ایمان ہوتا مکتوبہ صحابہ قرآن کی اصل کسی کے پاس
نہیں ہے لہذا صحابہ کے ساتھ سنیوں کا ایسا عقیدہ رکھنے والوں کا ایمان مکتوبہ
صحابہ قرآن پر یقیناً ضروری ہے لیکن صحابہ کے ساتھ شیعوں کا ایسا عقیدہ رکھنے
والوں کا ایمان مکتوبہ صحابہ قرآن پر یقیناً محال ہے (ھ) شیعہ مناظر سے اس پر کچھ بھی
نہ کہتے بنا یہ **آٹھویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی** صحابہ کرام کا محرف
قرآن ہونا جیسا شیعوں کا عقیدہ ہے ویسا نولکشور کا محرف قرآن ہونا جسکا عقیدہ
ہوگا نولکشوری قرآن پر اُسکا ایمان ضرور محال ہوگا پس نولکشوری قرآن کی
مثال تو بنا پسر نوح کی طرح باپ کو چھوڑ کے ڈوبنا ہے (ش) ہم اقرار کرتے
ہیں کہ اس قرآن میں نہ کوئی تحریف ہے نہ کوئی اور خرابی جسکا یہ عقیدہ نہیں ہو
وہ کافر ہے اسلام سے خارج ہے (س) مہربانی فرماکر ان الفاظ کو لکھ دیجیے
(ش) کیا آپ رسول اللہ ہیں جو آپ کہیں وہ میں لکھوں (س) یہ تو کسی مذہب
میں نہیں ہے کہ رسول اللہ کہیں تو لکھوا اور کوئی کہے تو نہ لکھو (ش) میں لکھ دونگا
تو آپ اس کو چھاپ دیں گے پھر میں کیوں لکھ دوں (س) امروہی سند و کیا وعدہ
ہے کہ نہ لکھنے کا ہے نہ چھاپنے کا (ش) جب لکھنے سے آپکو ایسا انکار
ہے پھر کیا ثبوت ہے کہ زبان سے کہنا آپکا تقیہ نہیں ہے (ھ) اگر شیعہ مناظر
ان الفاظ کو لکھ دیتے تو کم سے کم ہندوستان کے ہر فرد بشر کو معلوم ہوجاتا

کہ شیعہ مناظر ہے نے اپنے ائمہ اور کل مشائخ کو اسلام سے خارج کر دیا ہے بھر
بیچارے کیونکر لکھ دیتے بہر حال یہ **نویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی**
(دمشق) شیعوں کا ایمان اس قرآن پر ہے جس پر جناب رسولؐ خدا اور ان صحابہ کا
ایمان تھا جو کہ جناب عثمانؓ کے جمع قرآن سے پہلے مر چکے تھے (۱۰) شیعہ مناظر
نے ان الفاظ سے شیعوں کا ایمان ہونا بیان کیا ہے باوجود مطالبہ کرنے سنی مناظر
کے اس قرآن کو شیعہ مناظر نے نہ اس وقت پیش کیا نہ اور کسی وقت پیش کرینگا وعدہ
کیا پس معلوم ہوا کہ شیعوں کا ہاتھ قرآن سے خالی ہے اور بحکم حدیث ثقلین جسکا ہاتھ
قرآن سے خالی ہوگا اہلبیت سے بھی خالی ہوگا پس شیعوں کا ہاتھ قرآن کریم و
اہلبیت نبی کریم دونوں سے خالی ہے یہ **دسویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی**
ناک عشرہ مبشرہ نوٹ شہر بعد از جنگ صاحب کو معلوم ہو کہ بقول شیعہ مناظر جس
قرآن پر جناب رسولؐ خدا کا ایمان تھا موجودہ قرآن کے بالکل بعینہ وہی قرآن ہونے
پر شیعوں کا ایمان یقیناً محال ہے محال ہے محال اولاً اس لئے کہ اس مناظرہ میں بھی
شیعوں سے اس عقیدہ سے انکار نہ ہوسکا کہ جناب امیرؑ نے قرآن جمع کیا تھا موجودہ
قرآن اس کے خلاف ہے **ثانیاً** اس لئے کہ علامہ قزوینی نے شرح کافی میں و
دیگر اعلام شیعہ نے دیگر کتابوں میں شیعوں کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ بعد معلوم
ہونے عمل ابوبکرؓ و عمرؓ کے تحریف قرآن سے انکار نہیں ہوسکتا ہے **ثانیاً**
اس لئے کہ صاحب فصل الخطاب و دیگر اعلام شیعہ کا صریح اقرار ہے کہ تحریف
قرآن پر ائمہ شیعہ کا اجماع ہونا ائمہ شیعہ کے اقوال متواترہ سے صراحۃً ثابت ہو
کیا اب بھی موجودہ قرآن پر شیعوں کا ایمان محال ہونے میں تامل ہوسکتا ہے
نہیں ہرگز نہیں لیکن جناب رسولؐ خدا جو قرآن اپنے اصحاب کو دیکر دنیا سے
تشریف لے گئے تھے کیا موجودہ قرآن کے بالکل بعینہ وہی قرآن ہونے پر سنیوں کا

ایمان یقیناً ضروری ہے ضروری اول تحریف اس لئے کہ تمام ائمہ و تمام مشائخ
سنیہ کا اس پر اجماع ہے ثانیاً اس لئے کہ سنیوں کا عقیدہ ہے کہ باوجود [illegible]
ہونے اقتدار و اختیار صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے زمانہ [illegible]
میں کسی خرابی کا قرآن میں ہونا یقیناً محال ہے کیا اب بھی موجودہ قرآن پر سنیوں کا
ایمان ضروری ہونے میں تامل ہو سکتا ہے ہاں شیعوں کو ہرگز نہیں اس موجودہ قرآن پر
سنیوں کا ایمان یقیناً ضروری شیعوں کا ایمان یقیناً محال یہ کامل فیصلہ اس مناظرہ
میں ہوا ہے اشتہار بازی میں یہ ایک نمایاں فتح ہے شیعوں کی

نوٹ مشتہر فیصلہ کی سہل ترکیب [illegible] صاحب کو معلوم ہو کہ پہلے شیعوں نے
اشتہار دیا ہے جس کے چار روز بعد سنیوں نے جوابی اشتہار دیا ہے پھر بھی
سنیوں کو اشتہار بازی کا ملزم بنانے پر کیا کہا جائے اس کے سوا [illegible]
کیا جو جمہور علما کا شکوہ تو یہ جواب ملا ہے کیا تھا ہم نے [illegible] تو جواب ملا
لطف یہ ہے کہ ابھی ابتدائی اشتہار میں یہ اقرار ہے کہ شیعہ مناظر یہ بحث کرتے
تھے کہ قرآن میں کوئی کمی ہے جس کا نتیجہ برملا یہ ہے کہ شیعہ تو قرآن میں کمی کے
قائل ہیں پھر قرآن پر شیعوں کا ایمان کیسے ہو سکتا ہے سنی لوگ [illegible] جو قرآن [illegible]
حرف [illegible] کی کمی کے قائل کو بھی کافر جانتے ہیں اشتہار بازی میں یہ
دوسری نمایاں فتح ہے شیعوں کی

نوٹ نیز مشتہر فیصلہ صاحب کو معلوم ہو کہ لفٹنٹ گورنر [illegible] صاحب
بہادر نے بناء انتظام محرم لکھنؤ جو کمیشن مقرر کیا تھا اس میں مستند و معتمد رکن رکین
عالم مذہب ہونے کی حیثیت سے مولوی ناصر حسین صاحب شیعہ ممبر تھے اور
بہ تجویز و اصرار علمائے فرنگی محل و استاد علماء فرنگی محل جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب
[illegible] ممبر تھے [illegible]

علمائے فرنگی محل و استاذ علمائے فرنگی محل نہیں ہے تو کیلئے شیعہ صاحبان نمایاں فتوحات مذکورہ بالا کے سرور لامحصور سے اسکو بھول گئے خیر اب یاد کریں اور سمجھیں کہ مذکورہ بالا نمایاں فتوحات شیعہ سے فیصلہ کامل ہو چکا تاہم اگر ان فتوحات کو مکرر کرنا یا ویسی اور فتوحات حاصل کرنا اور مناظرہ امروہہ کا منظر اہل لکھنؤ کو دکھانا منظور شیعہ ہے تو سہل ترکیب یہ ہے کہ مولوی ناصر حسین صاحب مولوی عبد الشکور صاحب کو مناظرے کی دعوت دیں مولوی صاحب ممدوح مولوی ناصر حسین صاحب کو شرائط مناظرہ بھیجدیں پھر مناظرہ ہو جائے لکھنؤ والے مناظرہ امروہہ کا منظر دیکھیں تقیہ والے اپنے مذکورہ بالا فتوحات نمایاں کو مکرر کریں یا ویسی فتوحات نمایاں اور حاصل کریں۔

نوٹ اس کے بعد مولوی ناصر حسین صاحب اگر مناظرہ نہ کریں اشتہار بازی کا سلسلہ جاری رکھیں تو یہ شیعوں کا اختیاری فعل ہے لیکن حقیقت ایسی کھل گئی ہے کہ نہ اشتہار بازی سے چھپ سکتی ہے نہ تقیہ بازی سے۔ ۲۰ / ربیع الثانی مطبوعہ اودھ پریس یحییٰ گنج لکھنؤ۔ المشتہر محمد اعظم میلاد خوان صدیقی لکھنوی۔

منجانب اہل تشیع

فیصلہ کی ایک سہل ترکیب

ہم نے باتباع آل طاہرین کبھی کسی پر ابتدائی حملہ نہیں کیا۔ پہلے بھی یہی عادت رہی اور اب بھی اسی طریقہ پر قائم ہے۔ نہ ہم تفرقہ بین الملل الاسلامیہ کے خواہشمند ہیں نہ ہمارا رزق اس تفرقہ پردازی پر موقوف ہے لیکن دفاع ایک عقلی طریقہ ہے جو ہر باغی کے جواب میں ہمارے پاس حاضر ہے۔

مولوی عبد الشکور صاحب میں ایک بدعت ہے خلاف رسم حضرات علماء

اہل سنت یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جس زمین پر پہنچتے ہیں وہاں شیعوں کو مناظرہ کی دعوت دیتے ہیں اور اسقدر اشتعال دیتے ہیں اہتمام کرتے ہیں کہ ہم شیعہ اُن کے جواب کے لئے تیار ہو جاتے ہیں پھر کیا تھا جھوٹ سچ لکھدیا اپنے احباب وہم مشربوں سے لکھوا کر اوچھا پنا اور شایع کرنا شروع کردیا اور اپنا غلبہ سیدھے مسلمانوں پر ظاہر کرکے چندہ بھی لے لیا اور کتابوں اور رسالوں کی قیمت بھی وصول کرلی جیسا کہ ہمارے دوست سید منظور حسین صاحب رضوی امروہی کے اشتہار کے جواب میں ایک حرف بھی نہ لکھا اور عامیانہ کلمات اور ہرزہ گوئی سے کام لیکر فرقہ شیعہ کی سخت دل آزاری کی اور اسی کے ساتھ ساتھ ایک رسالہ کا بھی اشتہار دیدیا جس کی قیمت ۱۰ر ہے ونیز ہمارے دوست موصوف کو اپنے اشتہار میں عدالت کی دھمکی بھی دیدی جسکی لئے وہ پہلے سے آمادہ ہیں۔ اب ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مولوی عبدالشکور صاحب اگر کوئی ایسے بزرگ ہیں کہ جو مذہب اہل سنت کے ایک رکن عظیم ہیں جن کی شکست تمام فرقہ کی شکست سمجھی جاسکتی ہے۔ اگر ایسا ہے اور حضرات علماء فرنگی محل اسبات کی تصدیق فرمادیں تو ہم ان کو دعوت مناظرہ یہیں لکھنؤ میں دیکر تمام مجمع کو پھر امروہہ کا منظر دکھاویں اور اگر حضرات علماء فرنگی محل اُن کے عالم ہونے اور رکن رکین اہل سنت ہونے کی تصدیق نفرمائیں تو ہم غیر عالم سے نہ بحث کرنا چاہتے ہیں نہ اپنے فرقہ کو ایسے شخص سے مباحثہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ جس دن حضرات علماء فرنگی محل کی تصدیق طبع ہو کر ہمارے اشتہار کے برابر لگادی جائے گی اُسی دن ہم مولوی عبدالشکور صاحب کو دعوت مناظرہ بعد طے کرلنے شرائط مناظرہ کے دیکر ایک نافذ الکلمہ حَکَم کے سامنے ہمیشہ کے جھگڑے کا خاتمہ کردیں گے جس کے بعد فضول اشتہاروں کا کوئی

موقع نہ رہے گا۔ کیونکہ اب اشتہاروں کی بدتہذیبیاں دیکھ کر اگرچہ وہ جھوٹ ہیں یا
جس سے کہ ثابت کر دے کہ دشمن کے پاس نہ کوئی صحیح ذریعہ ہے نہ ہماری کسی کتاب میں یا
اسکا ذکر ہے لہذا ہم ان سب فضول گوئیوں سے اپنی یہ بہتر سمجھتے ہیں کہ چونکہ اس رسالہ
میں تجربہ کیا ہے اسی کی حقیقت عالم پر عنقریب ظاہر کر دیں تاکہ ناظرین بالانصاف
خود فیصلہ کر لیں کہ بیس برس میں مناظر سنی نے کیا خوب سوال پیش کر کے تمام دنیا
کے علماء اہل سنت سے حاصل کیا ہے جسکا جواب کیا کافی اسی وقت مناظر شیعہ نے
دیدیا تھا جس سے لاجواب ہو کر مہر سکوت لبوں پر لگ گئی۔

نہ الجھو زاہد اہل طریقت سے کہا مانو ہا کلیجہ منہ کو آ جائے گا تا بنیر تکلم سے

المشتہر سید ظفر حسین رضوی لکھنوی (مطبوعہ نور المطابع)

اشتہار منجانب اہل سنت

کیا ابھی فیصلہ نہیں ہوا

ایکدن مان ہی جاؤگے ہمارا کہنا، تم کہے جاؤ یہی تیری حقیقت کیا ہے

ایک اشتہار بعنوان فیصلے کے ایک سہل ترکیب مشتہرہ سید ظفر حسن صاحب
رضوی لکھنوی مطبوعہ نور المطابع لکھنو ہر گلی کوچہ میں چسپاں نظر آیا مشتہر صاحب
تحریر فرماتے ہیں (ہم نے باتباع آل طاہرین کسی پر ابتدائی حملہ نہیں کیا
یہ کبھی بھی عادت تھی اور اب بھی اسی طریقہ پر عمل ہے نہ ہم تفرقہ بین الملل
الاسلام کے خواستگار ہیں) اس عبارت کو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مشتہر صاحب
نے تقیۃ تحریر فرمایا ہے یا بلا تقیہ۔ بلا تقیہ تحریر نہیں ہو سکتی کیونکہ تقیہ
شعار دین ہے اور تقیہ تو ہر دین ادا کیا جاتا ہے اس حالت میں تقیہ میں

دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ ملاحظہ ہو اشتہار مشتہرہ سید منظور حسین صاحب امروہی مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ کی چودہویں شکست (کہ جب تقیہ و توریہ میں ادا کیا جاتا ہے تو اُس میں دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ معلوم نہیں کہ آپ نے یہ اشتہار کس طرح کے تقیہ سے تحریر فرمایا۔ اور اس میں کسقدر سچ ہے اور کسقدر جھوٹ۔ سید ظفر حسن صاحب ہم کو حیرت ہے کہ آپ کے نزدیک ابھی فیصلہ نہیں ہوا شیعہ اور سنی میں پہلا فیصلہ قرآن کے متعلق ہونا چاہیے تھا جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ شیعہ کمی بیشی قرآن کے قائل ہیں اور موجودہ قرآن پر حضرات شیعہ کا ایمان نہیں ہے ملاحظہ ہو اشتہار مشتہرہ شیعیان امروہہ مطبوعہ ریاضی پریس امروہہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۲ع (بشہادت لالہ مشعل سین صاحب صدر و لالہ شب نراین صاحب (شیعوں کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن میں کمی بیشی موجود ہے) دوسرا اشتہار مشتہرہ سید منظور حسین صاحب رضوی امروہی مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ کی تیسری شکست میں تحریر ہے (جس قرآن پر رسول کا ایمان تھا شہداء بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مرچکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے) دونوں اشتہاروں کی عبارت پڑھنے والوں کو واضح طور پر معلوم ہو گیا ہوگا کہ موجودہ قرآن میں کمی بیشی کے شیعہ معتقد ہیں اور موجودہ قرآن پر حضرات شیعہ کا ایمان نہیں ہے۔ ان تحریروں کے بعد آپ فیصلہ کے منتظر ہیں کیا ابھی فیصلہ نہیں ہوا جناب مولوی عبد الشکور صاحب وہ بزرگ ہیں کہ ایک جلسہ جس کو ہز آنر سر جان ہوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ ساہڈرس صاحب کمشنر نے اٹاوہ کوٹھی پر منعقد کیا اور اس جلسہ میں شمس العلماء جناب مولانا عبد المجید صاحب فرنگی محلی و جناب شمس العلماء مولانا عبد الحمید صاحب فرنگی محلی و دیگر معززین

شہر شریک تھے ان سب کے مشورے سے بالاتفاق جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب کے مقابلہ کے لئے جناب مولانا عبدالشکور صاحب منتخب ہوئے تھے۔ ہمارا یہ لکھنا سچ ہے یا جھوٹ جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب و مولانا عبدالمجید صاحب و مولانا عبدالحمید صاحب سے تصدیق فرمالیں یا مزید اطمینان کے لئے کیفیت کی مثل مطبوعہ و مجریہ گورنمنٹ متحدہ ملاحظہ کریں لسکے بعد سید ظفر حسن صاحب رضوی کو اختیار ہے کہ مولانا عبدالشکور صاحب کو حسب تحریر خود دعوت مناظرہ دیں یا مہر سکوت لبوں پر لگا کر بیٹھ رہیں امروہہ میں جو عقیدہ جناب صدر الافاضل سید سبط حسن صاحب نے تمام مسلم و غیر مسلم کے مجمع میں ظاہر فرمایا ہی تھا کہ موجودہ قرآن میں کمی بیشی موجود ہے اور موجودہ قرآن پر ایمان نہیں۔ یہ منظر تو امروہہ لکھنؤ دہلی وغیرہ کے تمام مذہب کے لوگوں کو معلوم ہوگیا اب ضرورت ہے کہ جناب صدر الافاضل سید سبط حسن صاحب اس قرآن کو جس پر اُن کا ایمان ہے ساری دنیا کے مسلم و غیر مسلم کے سامنے پیش کر دیں کہ شیعہ مذہب کی حقانیت میں دنیا کو کلام باقی نہ رہے موجودہ حالت میں بھگنے والے جو کچھ سمجھتے ہیں اس کو آپ سمجھیں اور ہمارے کہنے کو آپ قبول نہ فرماویں گے۔ تہیدستان قرآن را چہ سود از رہبر کامل" سہ

نہ بہلو راز داران حقیقت سے ذرا سنبھلو کہ سارا بھید کھل جائے گا اعجاز تکلم سے

الراقم خاک پائے اہل سنت والجماعت محمد نذیر لکھنوی۔ باہتمام منور احمد مالک مطبع تحفہ المنیع بہادر لکھنؤ۔

اشتہار منجانب اہل سنت

شیعوں کی اشتہار بازی نہ چلی

امروہہ کا مناظرہ بھی ایک عجیب چیز ہوا۔ اے سرزمین امروہہ تو جسقدر ناز کرے

بجا ہے کہ تیرے اوپر قرآن مجید کا معجزانہ جلال و جبروت ظاہر ہوا۔ اعدائے قرآن کریم کو مجمع عام میں ہزاروں کے سامنے ایسی شکست عظیم ملی کہ سراسیمہ ہو کر خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گھروندہ بگاڑنے لگے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے جو ہونا تھا ہوا۔

اے زمین امروہہ اب آیہ کریمہ کی تجلی تجھے مبارک ہو یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین مناظرہ میں یہ آیت اُس خاص موقع پر پڑھی بھی گئی تھی شیعوں کو پہلے ہی سے یقین تھا کہ مناظرہ میں شکست اُن کے لئے لازم ہے اُن کے امام صادق اس کی پیشین گوئی کر چکے تھے (دیکھو بحار علامہ مجلسی) مگر اپنی کہنہ مشقیوں کے بھروسہ پر سامنے آنے کی جرأت کر بیٹھے بیچارے کیا جانتے تھے کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں کوئی کید چاہے کتنا ہی عظیم ہو کام نہیں دیسکتا وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال مناظرہ میں جب قسمت کا لکھا سامنے آیا اور شکست عظیم اُٹھانے کے بعد ۷ دسمبر کو شیعوں نے جلسہ خاص کی بنیاد ڈالی تو جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ اُس روز پوری ہو گئی تھی کہ اُن کے صدر الافاضل مولوی سبط حسن صاحب یہ کہکر کہ مجھے چار برس ہوئے زہر دیا گیا ہے میری صحت خراب ہے تکیہ لگا کر لیٹ گئے پھر یہ فرما کر کہ اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا بغیر دستخط کئے ہوئے مقام مناظرہ سے اُٹھکر جلدی سے گھر کے اندر داخل ہو گئے مگر قضائے الٰہی نے اسپر بھی چین نہ لینے دیا اور کسی نے اُن کے سینوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ جو کچھ رسوائی ہوئی امروہہ میں ہوئی باہر والے کیا جانیں لہٰذا اشتہار بازی کرنی چاہئے شاید اہل سنت اس خیال سے کہ ہزاروں کے سامنے کے واقعات کسی جھوٹے کے جھٹلانے سے جھوٹ ہو نہیں سکتے اس اشتہار بازی کا جواب نہ دیں اور کام بنجائے۔ چنانچہ

ایک اشتہار چھپوا کر امروہہ سے لایا گیا اور شیعوں کے قبلہ نے لکھنؤ پہنچتے
ہی تمام شہر میں اس کو چسپاں کرا دیا۔ لیکن ماتم اور شیعوں کا مقام ہے کہ اہل سنت
نے اشتہار بازی کے جواب کا بھی تہیا کر لیا۔ تین اشتہار اُن کی طرف سے اور
چار ہماری طرف سے اب تک نکل چکے ہیں شیعوں نے اپنے اشتہاروں کے
ذریعہ سے جھوٹ بولنے کا ثواب تو خوب حاصل کیا کیونکہ اُن کے مذہب میں
۹/۱۰ حصہ دین کے جھوٹ میں ہیں (اصول کافی نولکشوری صفحہ ۴۸۳) مگر حق یہ ہے
کہ اُن کی اشتہار بازی اُن کے لئے وبال جان ہو گئی۔ دیکھو ہر اشتہار میں شیعوں نے
اپنی شکست کا اقرار کیا ہے۔

پہلے اشتہار میں انھوں نے لالہ منگل سین صاحب بزاز امروہہ کو صدر مسلمہ
فریقین لکھ کر جو فیصلہ اُن کے نام سے لکھا ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں "شیعہ
صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی و بیشی موجود ہے اور
سنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی بیشی موجود نہیں ہے"
کس قدر صاف اعتراف شکست کا ہے تحریف قرآن کے اعتقاد کا صریح
اقرار اور ایمان بالقرآن سے واضح انکار۔

دوسرے اشتہار میں جو "دود چراغ نجف" کے مبارک نام سے موسوم
ہے یہ الفاظ خود اپنی طرف سے لکھے ہیں "جس قرآن پر رسولؐ کا ایمان تھا
شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جس پر ان صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے
جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے" اس میں بھی
صاف اقرار کر لیا کہ قرآن موجودہ پر شیعوں کا ایمان نہیں۔ صدر الافاضل شیعہ نے
یہ اُن کی مناظرہ میں ارشاد فرمائی تھی۔ مگر جب ہمارا یہ مطالبہ ہو کہ اس قرآن کو جس پر
تمہارا ایمان ہے، لاؤ، اور اس کی وجہ بتاؤ کہ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں

اُس قرآن کو کیوں نہ شائع کیا جس کو بتاؤ کہ اُس بے نام و نشان قرآن پر تمہارے
ایمان کی کیا دلیل ہے اور ہمارے سوال کی وجہ اوّل کا کیا جواب ہے تو
صدر الافاضل یہ کہکر بیٹھ گئے کہ ابھی میں کچھ جواب نہ دوں گا آپ جو چاہیں فرمائیں
اور مولوی محمد سجاد صاحب [illegible] ہو کر کہا کہ جناب مولنا اب آپ کچھ فرمائیں
اب تیسرا اشتہار لیجیے جسکا نام سہل ترکیب ہے ہمارے اشتہار میں جو
لطیفے مذہب شیعہ کے بحوالہ کتب شیعہ درج تھے اُن کا جواب تو ہو نہ سکا
سوا اس کے کہ یہ باتیں ہماری کسی صحیح کتاب میں ہیں" اگر یہ بات ہے تو اپنے
کسی مجتہد سے لکھوا کر شائع کر دیں کہ حق الیقین احتجاج کافی استبصار صحیح
کتابیں نہیں ہیں۔ اس تیسرے اشتہار نے دو مصیبتیں بڑی زبردست شیعوں پر
نازل کیں (۱) عنوان میں ظاہر کیا ہے کہ فیصلہ ابھی نہیں ہوا فیصلہ کی سہل ترکیب
یہ ہے۔ لاانگل سیفن حسبنا کا خود ہی شائع کریں پھر خود ہی ظاہر کریں کہ فیصلہ
ابھی نہیں ہوا۔ یارب اس اختلاف بیانی سے سوا سراسیمگی اور شکست خوردہ
بدحواسی کے اور کیا سمجھا جائے (۲) فیصلہ کی سہل ترکیب یہ بتائی ہے کہ حضرات
علمائے فرنگی محل سے یہ تصدیق لیکر شائع کیجئے کہ حضرت مولنا صاحب مدیر النجم
اناراصبر بانہ مذہب اہل سنت کے رکن عظیم اور عالم ہیں تو ہم ان کو دعوت مناظرہ
دیتے ہیں لکھنؤ میں دیگر تمام مجمع کو پھر ادھر والوں کا مناظرہ دکھا دیں ورنہ ہم غیر عالم سے نہ بحث
کرنا چاہتے ہیں نہ اپنے فرقہ کو مشورہ دیتے ہیں" گو مقصود اس کا یہ تھا کہ اہل سنت
اپنے ایک آفتاب عالم تاب کی روشنی کو دوسروں کے کہنے سے تصدیق کا
محتاج مان لیں لیکن اگر نہیں تو ہمیں کسی سے بھی اس طرف سے کچھ ہم نہ ہوں گے
کہ شیعہ حضرات کے ضمن میں مناظرہ سے نجات پا جائیں گے اور ادھر والوں کی شکست کا
سبب یہ سمجھا جائے گا کہ مناظر اہل سنت کے غیر مصدق ہونے کی وجہ سے

شیعوں نے کامیابی کی کوشش ہی نہیں کی مگر قسمت نے یہ پانسہ بھی پلٹ دیا تو جیسی تصدیق تم چاہتے ہو اس سے ہزار درجہ بہتر ہم پیش کرتے ہیں اگر سچ ہو (تمہارے مذہب میں حرام نہ ہو تو (توبہ توبہ) اب اپنے امام غائب کو میدان مناظرہ میں لاؤ اور وہ تم پر رحم نہ کریں تو اپنے صدر المحققین مولوی ناصر حسین صاحب ہی کو آمادہ کرکے دعوت مناظرہ دیکر اہل لکھنؤ کو امروہہ کا منظر دکھادو۔

سنو بحکم ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب گورنر صوبہ متحدہ **سانڈرس** صاحب کمشنر قسمت لکھنؤ نے اپنی کوٹھی پر علما و روسائے اہل سنت کا ایک جلسہ منعقد کیا جس میں شمس العلما مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محلی و شمس العلما مولوی عبد الحمید صاحب فرنگی محلی و جناب حکیم عبد الولی صاحب مرحوم و مسٹر نبی اللہ صاحب بیرسٹر و دیگر روسائے شہر تھے سب کی متفقہ تجویز سے کمشنر صاحب لکھنؤ نے حضرت مولنا صاحب مدیر النجم کو اہل سنت کی طرف سے شیعوں کے صدر المحققین کے مقابلہ میں منتخب کیا ہز آنر نے بھی اس انتخاب کو پسند فرمایا گورنمنٹ کی مطبوعہ کارروائی کمیشن دیکھو۔

یہ بات بھی قابل دید ہے کہ ہمارے سوال کی اہمیت نے شیعوں کو اسقدر مرعوب کردیا ہے کہ "سہل ترکیب" میں وہ اس کو بیس سال کی خوب محقق اور تمام دنیا کے علمائے اہل سنت کی محنت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں **الفصل** ما شہدت به الاعداء فی الحقیقت دیکھنے میں تو ایک سوال ہے مگر مذہب شیعہ کا پورا فوٹو اس سوال میں آگیا ہے جناب حضرت مولنا صاحب مدیر النجم کو حق تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین۔

نوٹ: جس طرح نمونہ کے طور پر شیعوں کے ہر اشتہار کے کچھ کچھ جھوٹ ہم نے دکھلائے ہیں اس سہل ترکیب کا بھی ایک جھوٹ دکھاتے ہیں لکھا ہے کہ شیعہ

کبھی ابتدائی حملہ نہیں کرتے" یہ ایک ایسا چمکتا ہوا جھوٹ ہے کہ دنیا میں سوا شیعوں
کے کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا شیعہ سنی کی بحث ابتداً تقریراً یا تحریراً ہر جگہ اور ہر وقت
شیعوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے شیعوں کے شہید ثالث
نور اللہ شوشتری نے حضرت خلد آشیان جہانگیر شاہ دہلی کے دربار میں تقیۃً سنی بنکر
عہدہ قضا حاصل کیا اور رد اہل سنت میں کتاب احقاق الحق لکھی۔ امروہہ میں
مولوی مقبول احمد شیعہ نے جو سرا پا فتنہ ہی ہیں یہ فتنہ برپا کیا اور اس وقت لکھنؤ
میں بھی اشتہار بازی کی ابتدا شیعوں سے ہی ہے اہل سنت نے البتہ دفاع سے
کام لیا وہ بھی طویل صبر و سکوت کے بعد حضرت مولنا صاحب مدیر النجم نے سوا
ان چند مقامات کے جہاں شیعہ چھیڑ کر چکے تھے آج تک کہیں شیعوں کا نام بھی نہیں لیا فقط

الراقم خاکسار بشر الدین احمد جوائنٹ سکریٹری انجمن اشاعت الاسلام امروہہ

(مطبوعہ اصح المطابع مقتوی ٹولہ لکھنؤ)

اشتہار منجانب اہل تشیع

مشت بعد از جنگ

ہمارے پندرہ ۱۵ فتوحات میں تیرہ ۱۳ تسلیم کر لی گئیں اور صرف دو کا جواب شائع
کیا گیا ہے وہ بھی جواب کیا اشک شوئی ہے۔ ہم آپ کے اصل و اٹمہ کبھی
دفعہ کئے دیتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہ آئے تو ہمارا کیا قصور ہے۔ ہم اپنے
ایمان بالقرآن کا پورا ثبوت دے چکے ہیں جو مناظرہ کی کارروائیوں میں بھی شائع
ہو چکا۔ لیکن ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا شہدائے بدر و احد و دیگر
صحابہ کا قرآن یہی قرآن موجود تھا جس کو حضرت عثمان نے اپنی جانب منسوب کر لیا
ہے یا کوئی دوسرا قرآن تھا؟ اگر وہ یہی قرآن تھا تو ہماری فرضیت کا جواب

آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور اگر اُن شہدا کا قرآن اور تھا اور یہ قرآن اور ہے
تاکہ ہم کو اُسے ڈھونڈھکر بتانا پڑے تو آپ جس قرآن کو مانتے ہیں اُسکا تواتر
جاتا ہے یہ بھی ارشاد ہو کہ اور متعدد قرآن جو بہت سے تھے اور اُن کو حضرت
عثمان نے جلاکر اپنا نام روشن کیا تو یہ بتائیے کہ وہ قرآن آپ کے نزدیک
قرآن تھے یا نہیں؟ اگر قرآن تھے تو جلایا کیوں؟ اور اگر قرآن نہ تھے تو ان سے
اس قرآن کے جمع کرنے میں مدد کیوں لی گئی؟ جواب میں تقیہ نہ کیجئے گا
کیونکہ وہ اگرچہ قرآن سے ثابت ہے مگر آپ اُس کے کھلے مخالف
ہیں۔ دوسری شکست میں جو کچھ لکھا وہ ایسا ہے کہ اسکا جواب کچھ بھی نہ دیا۔ اگر
اگر علامہ وہر مصنف استقصا کا یہ قول آپ کے نزدیک درحقیقت صحیح ہے تو شارح
مواقف اور شہرستانی کا نام اسلامی فہرست سے نکال دیجئے کہ انھوں نے برخلاف
عقیدہ اہل سنت سبکو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے ؏

صد شکر کز رقیبان دامن کشاں گزشتی ؎ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

عبارت استقصا کا مطلب ہم سے سمجھئے کیونکہ وہ ہماری کتاب ہے۔

ایک کذب صریح

استقصا جلد اول صفحہ ۹ کا حوالہ اشتہار میں دیا گیا ہے اور یہ دروغ
محض ہے۔ ہاں صفحہ ۱۶ پر یہ عبارت ایک خاص شان سے ہے جس کو تحریف
کرکے اشتہار میں لکھدیا ہے ہم اُسے پورا نقل کئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین پر یہ
دروغ بے فروغ کھل جائے۔ وہ سنیوں کی روایات تحریف قرآن کو نقل کرتے ہوئے
لکھتے ہیں "ازیں اخبار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکارا است کہ سورۂ
کاملہ کہ در مصحف ابی بن کعب و ابن عباس ثبت بود ازیں مصحف عثمانی کہ جماعت
اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنندہ معتقد نقصان آنرا تا قصر لا بیان جا بجا ز

اسلام پندارند بر داشتہ اند و ناقص نا تمامش گزاشتہ "
وہ یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس قرآن میں کمی کی تصریح کی اُن کو اور جنہوں نے اس قرآن میں کمی کی (جن میں بڑے بڑے صحابہ داخل ہیں) اُن کو خارج از اسلام کہو جیسا آپ نے صادر کر کے بڑے بڑے صحابہ کو خارج از اسلام قرار دیدیا۔ غالباً جب اس مصیبت پر آپ غور کریں گے تو اس عقیدے سے باز آئیں گے۔

یہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ایک دوسرا اشتہار نظر سے گزرا جسمیں اور غیر مربوط باتوں کے ساتھ یہ مذکور تھا کہ کسی زمانے میں علمائے فرنگی محل نے سُنّی مناظر کو منتخب کیا تھا اگر یہ صحیح ہے تو اُن سے آج بھی لکھوا دیجئے کہ مولوی عبد الشکور صاحب علمائے اہل سنت سے ہیں اور ان کی شکست مذہب اہل سنت کی شکست ہے اور اور اگر یہ آج ناممکن ہے تو ہم پہلا قصہ انتخاب بھی جھوٹ سمجھیں گے۔

نوٹ ہمیں افسوس ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ سنی مناظر صاحب نے کن کن مدرسوں سے فضیلت کی ڈگریاں حاصل کی ہیں اگر کوئی صاحب بتائیں گے تو ہم بھی اُنکے نام کے ساتھ اُن کے القاب لکھنے کو تیار رہیں۔

المشتہر سید منظور حسین رضوی امروہوی (مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ)

اشتہار منجانب اہل تشیع

سنیوں کی دشمنی قرآن سے

اے زمین امروہہ تو عجب زمین ہے کہ تیرے اوپر قرآن کے جلانے والوں کے طرفدار ایسے سوختہ دل ہوئے کہ ابتک دُھوئیں اُڑ رہے ہیں۔ تقیہ کو بُرا کہنے والے اسقدر جی کھول کر جھوٹ بول رہے ہیں کہ سچ کا خون ہوا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ شیعہ اعدائے قرآن کریم ہیں (حالانکہ ہم شیعہ قرآن کے ساتھ تھے اور ہیں قرآن ہمارے ساتھ ہے اور قرآن پر ایمان حقیقی رکھنے والا سوائے ہمارے کوئی نہیں ہو سکتا) کیا ہم نے کبھی قرآن کو جلا دیا تھا؟ (دیکھو اتقان جلد ۱ صفحہ ۱۶ سطر ۲۰ و صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۲ واقعہ حضرت عثمان) شرم ہم کیا کبھی قرآن کو نیزوں پر باندھا تھا؟ واقعہ معاویہ۔ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ سطر ۲ مطبوعہ مصر شرم ہم کیا قرآن کو کبھی خفا ہو کر پھاڑ ڈالا تھا یا اُس پر تیر لگائے تھے؟ واقعہ ولید۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ لکھنؤ) شرم ہم کیا کبھی قرآن کو تخت کے نیچے رکھ کر بکری کے بچے کو کھلا دیا تھا؟ واقعہ حضرت عائشہ۔ دُرِّ منثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۳۵) شرم ہم۔ کیا قرآن کے جمع کرنے والوں کی پسلیاں توڑ ڈالی تھیں؟ (واقعہ حضرت عثمان ابن مسعود کے متعلق۔ نجاۃ المومنین محسن کشمیری نہایۃ العقول فخر الدین رازی معارف ابن قتیبہ۔ شرم ہم کیا قرآن کے حکم کے برخلاف کبھی میدان جنگ سے رسول مقبول کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے (واقعہ خلفائے ثلاثہ۔ واقعات خیبر واحد و حنین۔ دیکھو تاریخ ابن جریر طبری و تاریخ کامل وغیرہ) شرم ہم۔ کیا صاحب قرآن (رسولؐ) کو کبھی معاذ اللہ ہذیان گو کہا تھا؟ (واقعہ حضرت عمر۔ صحیح بخاری کتاب العلم۔ صحیح مسلم کتاب الوصایا۔ مشکوٰۃ شریف) شرم ہم کیا کبھی قرآن کو غلط بتایا تھا؟ (واقعہ حضرت عثمان و عائشہ۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۴ شرم ہم۔ کیا کبھی قرآن میں شرک تجویز کیا تھا؟ (منہاج ابن تیمیہ نقلاً عن الثعلبی) شرم ہم۔ کیا قرآن کو کبھی نکسیر کے خون سے لکھنے کی اجازت دی تھی؟ (شرم ہم) کیا کبھی پیشاب سے قرآن کی آیتوں کو تحریر کرنے کی اجازت دی تھی؟ شرم ہم۔ کیا کبھی قرآن کو مُردار کی جلد پر لکھنا جائز سمجھا تھا؟ فتاویٰ قاضی خان صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ نولکشور پریس شرم ہم۔ ہزار جھوٹ کا ایک جھوٹ تو ہم پر عداوت

قرآن کا الزام ہے اب دُنیا بتائے کہ عدو قرآن کون ہے؟ ہزاروں کے
سامنے **شکست عظیم** اُس کو ملی جسپر شیعہ بھی شاہد ہیں اور ہندو بھی گواہ
ہیں اب صرف تیسرا گروہ رہگیا جس کو اپنی ہی زبان سے اپنی مدح کرلینا آتا ہے
صائب کا شعر ہے ؎ **ثنائے خود بخود کردن** نزیبد مرد دانا را الخ آپ کے مرد
ہونے کا بین ثبوت ہے "**یخربون بیوتہم بایدیہم**" اہل بیت کے تابعین کے لئے
کنایہ **دوسرا جھوٹ ہے بلکہ یہ اُن کے** لئے ہے جو حضرت فاطمہ بنت
رسول اللہ کا گھر جلانے کے لئے گئے تھے (کتاب عقد الفرید شہاب الدین وغیرہ)
فقالت یا ابن الخطاب جئت لتحرق دارنا قال نعم" حضرت فاطمہ
نے کہا اے پسر خطاب کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے؟ حضرت عمر نے کہا بیشک
غالباً یہی آیت وہاں پڑھی گئی تھی۔ مومنین کے لئے اس آیت کی **تجویز تیسرا
جھوٹ ہے**" ہم کہن مشق ہیں اور ہمارا مقابل نومشق ہے" یہ ایک
کلمہ سچ ہے" ان الکذوب قد یصدق" جھوٹا کبھی سچ بھی بول دیتا ہے۔
مناظرہ میں سُنی مناظر اور اُن کے مریدوں کے لئے شکست لازمی تھی جیسا کہ ہر باطل
پرست کے لئے **ضروری** ہے اور خدا کا وعدہ ہے" ان جندنا لہم الغالبون"
ہمارا ہی گروہ غالب ہوگا لیکن تمہارا یہ قول کہ شیعوں کی شکست پر امام صادق
علیہ السلام نے پیشین گوئی کی ہے" **یہ تمہارا چوتھا جھوٹ ہے** مریدوں کو
بحار کا حوالہ دیکر خوش کردیا سچے **ہو تو بحار کی عبارت** مع صفحہ کے لکھدو۔ اگر
مناظرہ میں فتح کی پیشین گوئی **دکھادوگے تو** مریدوں کا بھی دل رہجائیگا ورنہ وہ بھی
دل میں وہی کہیں گے جو دُنیا کہہ رہی ہے۔ ۷ر دسمبر کو سُنی مناظر نماز کے بہانہ
تشریف لے گئے اور وہاں سے کچھ سوچ سمجھ بھی آئے مگر مناظر شیعہ نے تو
اُنکی جگہ بھی خالی نہیں چھوڑی ہاں **اُنھوں** نے سُنی مناظر سے پوچھا ضرور تھا کہ آپ

آپ اجازت دیں تو میں (بوجہ بیماری) تکیہ لگا کر بیٹھ جاؤں جس پر سُنی مناظر نے کہا تھا کہ بغیر میرے پوچھے ہوئے بھی آپ بیٹھ سکتے ہیں لہذا تکیہ لگا کر لیٹ جانا یہ **پانچواں جھوٹ ہے**۔ ہماری طرف جھوٹے مضامین کی نسبت دینا درانحالیکہ فیصلۂ صدر بھی موجود ہے یہ آپکا **چھٹا جھوٹ ہے**۔ اور یہ کہ ہمارے مذہب میں ۹ حصّہ دین کے جھوٹ میں نہ ہے یہ **ساتواں جھوٹ ہے** اصول کافی کا حوالہ یہ **آٹھواں جھوٹ ہے** کافی صفحہ ۴۸۳ میں ہے یا ابا عمران تسعۃ اعشار الدین فی التقیہ"۔ (اے ابو عمر نو حصّے دین کے تقیہ میں ہیں دس حصوں میں سے" لیکن دماغ میں مادۂ فہم نہ ہونے سے تقیہ اور جھوٹ تمہارے یہاں ایک ہی چیز ہے اور یہ عداوت باطنی قرآن کی ہے کہ اس آیۃ کی مذہب اہل سنت میں معنی اڑائی جاتی ہے جس سے تقیہ کا حکم پیدا ہے حالانکہ تقیہ کا حکم صحیح بخاری میں بھی موجود ہے چنانچہ کتاب الاکراہ صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۲۰ میں بیان کیا ہے کہ آیہ "الا من اکراہ وقلبہ مطمئن بالایمان" اور آیہ "ان تتقوا منہم تقاۃ" سے مراد تقیہ ہے اور اس کے بعد کہا ہے کہ قال الحسن التقیۃ الی یوم القیامۃ یعنی حسن نے کہا کہ تقیہ روز قیامت تک ہے۔ اب سچ کہیے کہ شیعوں پر تقیہ کا الزام رکھنا قرآن کی ان آیتوں کی معنی اڑانا ہے یا نہیں۔ کیا شیعوں کی عداوت میں کتاب خدا کے بھی دشمن ہو گئے شرم۔ اگر قرآن کو نہیں مانتے تو اپنی کتاب بخاری کو کیوں غلط سمجھتے ہو اور تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۱۷۲۔ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۹ میں بھی موجود ہے۔ تو اب آپکے دین میں ۹ حصے جھوٹ ہیں کیونکہ آیہ قرآن کی تکذیب کر دی گئی۔

پہلے اشتہار میں جو لا انگل مین صاحب کی تحریر درج ہے اُس کی تصریح اشتہار زرد بجھف جسمیں آپ کی پندرہ شکستیں لکھی ہیں کافی طور پر کر دی گئی ہے۔

اگر یہ صحیح ہوتا تو لالہ صاحب بزاز نہ کہے جاتے بلکہ وہ سرپرست و محسن قوم تمہارے
نزدیک تجویز کئے جاتے۔ یہ فریب فرما کے ساتھ **نواں جھوٹ** ہے۔ اک
ذرا امروہہ کے ناظرین سے آنکھ ملا کر بات کیجئے اور وہ اہل سنت کے سروں پر
خاک ڈالنے والا مضمون یاد کیجئے یہ ہزاروں کے سامنے کی بات ہے کہیں
امروہہ کے سنیوں کی نظر میں خفت نہو۔ دوسرے اشتہار یعنی چہ دلاورست
دزدے سے نہ معلوم کیوں خفا ہیں یہ تو وہی مثل ہے کہ چور کی ڈاڑھی میں تنکا
اس کی نسبت جو کچھ بھی کہتے ہو اسکا جواب اشتہار "مشت بعد از جنگ" میں دیکھو۔ ہمارا
تیسرا اشتہار عجب چیز ہے جسکا علاج ممکن نہیں اپنے اشتہار میں جو حوالہ دیا ہے وہ
دسواں جھوٹ ہے سچے ہو تو اپنے خرافات کے اثبات میں احتجاج و
حق الیقین کا حوالہ دیکر جو گستاخانہ کلمات شان سید الوصیین علیہ السلام میں تحریر کئے
ہیں اور جس عبارت کا ترجمہ تمنے خائن اور بھگوڑا کیا ہے اس کو بقید صفحہ وغیرہ لکھدو۔
رہگیا فیصلہ وہ تو ہو چکا لیکن جو لوگ جھوٹی فتح کے مدعی ہیں وہ اگر فیصلہ ہونے کو
تسلیم نہیں کرتے تو بشرط تصدیق ہم یہاں بھی وہی امروہہ کا منظر دکھانے کو تیار ہیں۔
ہم حق الیقین وغیرہ کا انکار نہیں کرتے بلکہ اس میں ایسی لغو باتوں کے اندراج
سے انکار کرتے ہیں۔ مگر بوجہ بدحواسی اشتہار کی سمجھ میں نہیں آتا۔
سنیوں کا نیا آفتاب جس کے گرد ریش درازی کی کالی شعاعیں ہیں وہ ان کے
نزدیک محتاج تصدیق ہو یا نہو مگر ہم تو بغیر تصدیق مناظرہ کرنا اپنا ننگ سمجھتے ہیں۔
امام غائب سے مناظرہ کی خواہش۔ عجیب دعوے ہے۔ دنیا اسکو
غیرت کی نظر سے دیکھے کہ امتی آدمی جس کی یہ حالت معلوم ہے جو رسول ہی کے
کلام پیغمبر کی تک سے لفظ بلفظ پاک ہو گفتگو سے نجات نہ ملی آج وہی امتی رسول کے فرزند
ارجمند سے مقابلہ کا خواہشمند ہے یہ ہے نمک حلالی اور اسے کہتے ہیں باوفا

انتت فارتقب انہم مرتقبون ـ وہ بھی انتظار میں ہیں تم بھی انتظار میں رہو۔ مولانا العلام ناصر الملۃ والدین اس مقابلہ کی خواہش سنکر اپنے امام کی متابعت میں یہ کلمہ لیکر خاموش ہو جائیں گے "انزلنی الدہر ثم انزلنی۔ حتی قیل علی و معاویۃ" (مجھے زمانہ نے اتنا کم رتبہ سمجھا کہ میرے نام کے ساتھ معاویہ کا نام لیا جاتا ہے) وہ جو کچھ چاہیں کہیں لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی ۔۔ کہ با آسمان نیز پرداختی

ایک شیعہ طالب علم اس بنیاد کذب کو ڈھا دینے کے لئے تیار ہے بلند خواہش کونا کیا ضرور ہے

کمیٹی کا انتخاب۔ یہ اچھی دستار فضیلت ہے۔ ابھی حضرت! فضیلت اہل فضیلت کی تصدیق سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ کمیٹی کے انتخاب سے۔ اکابر و مشاہیر علمائے فرنگی محل سے اس کی تصدیق کرائیے کہ عبد الشکور صاحب رکن رکین اہلسنت ہیں اور ان کی شکست کل فرقہ اہل سنت کی شکست ہے تاکہ بعد میں یہ نہ کہا جائے کہ عبد الشکور صاحب ایک معمولی آدمی ہیں مذہب پر انکا کوئی اثر نہیں ہے۔ دنیا بھی تو جانے کہ اہل علم کے نزدیک بھی مولوی عبد الشکور صاحب ہیں علم ثابت ہے جس سے مناظرہ کا کوئی نتیجہ نکلے۔

نوٹ دلچسپ مقابلات۔ نمرود کو خدا کے مقابلہ میں تجویز کیا تھا۔ ابو مرہ (ابلیس) حضرت آدم ع کے مقابلہ میں تجویز ہوا تھا۔ ابو جہل حضرت رسالتمآب صلعم کے مقابلہ میں تجویز کیا گیا تھا۔ عمرو بن عبدود حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں تجویز کیا گیا۔ یزید جناب امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ کو تجویز کیا گیا تھا۔ بدبو خوشبو کے مقابلہ میں تجویز کیجاتی ہے۔ دنیا میں ایسی تجویزیں اکثر ہوا کرتی ہیں جنکا منقلب پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ المشتہر سید منظور حسین جعفری امروہوی۔

(مطبوعہ سرفراز قومی المطابع لکھنؤ)

اشتہار منجانب اہل سنت

کلوخ انداز را سنگ بجواب مشت البعد از جنگ

امروہہ کے مناظرہ میں مذہب شیعہ کے عقیدہ کو کہ قرآن میں کمی وبیشی موجود ہے جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب نے ظاہر فرمایا۔ اور بذریعہ اشتہارات شیعیان امروہہ وجناب منظور حسین صاحب رضوی امروہوی وجناب سید ظفر حسین صاحب رضوی لکھنوی۔ لکھنو دہلی اور دوسرے شہروں میں عوام کو اطلاع ہوگئی کہ شیعہ مذہب کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ قرآن میں کمی وبیشی موجود ہے۔

سنی اور شیعہ مذہب میں فرق یہ ہے

اہل سنت کا عقیدہ وایمان آیات قرآن پر ہے اور شیعہ مذہب کا عقیدہ وایمان روایات پر

تمام دنیا کے ہر مذہب وملت والے جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب کے بتائے ہوئے قرآن کا پتہ نہیں لگا سکتے اور جناب صرف اُس قرآن کے جلوہ سے عالم کو روشن نہیں فرماتے موجودہ قرآن بقول آپ کے علامہ وہبر مصنف استقصار مصحف عثمانی ہے ملاحظہ ہو (آریں مصحف عثمانی کہ اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند الخ) اب مشکل یہ ہے کہ جس قرآن پر صدر الافاضل صاحب نے ایمان بنایا اُسکا پتہ نہیں ملتا اور موجودہ قرآن پر ایمان لاتے نہیں بتاتے مصحف عثمانی ہے شعر عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت۔ ہمارے پاس وہ سمجھ نہیں ہے کہ جب تقیہ توریہ میں ادا ہوتا ہے اُس میں دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کی تحریریں خالص تقیہ سے ہیں یا توریہ بھی اُس میں شامل ہے۔ اور کونسی تحریر سچ ہے

اور کونسی جھوٹ۔ یہ آپ کی اشک شوئی ہے کہ آپ ہم سے دریافت فرماتے ہیں
(کہ ایا شہدائے بدر و احد و دیگر صحابہ کا یہی قرآن موجود تھا جسکو حضرت عثمان نے
اپنی جانب منسوب کرلیا ہے یا کوئی دوسرا قرآن تھا) جناب سید منظور حسین صاحب
رضوی امروہوی اور تمام شیعہ حضرات کو یہ سوال جناب صدر الافاضل مولوی
سید سبط حسن صاحب سے کرنا چاہیئے کہ جناب نے بتایا ہے (کہ جس قرآن پر
رسولؐ کا جسپر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جسپر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ
ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے)
وہ قرآن کہاں ہے۔ آپکا جواب آفتاب سے زیادہ روشن اُس وقت ہوگا جب
آپ اُس قرآن کو دکھادیں ورنہ اندھیری رات اور قرآن سے خالی ہاتھ۔
آپ نے تحریر فرمایا (جواب میں تقیہ نہ کیجئے گا کیونکہ وہ اگرچہ قرآن سے ثابت ہے
مگر آپ اُس کے مخالف ہیں) نہایت ادب سے عرض ہے آپ نے اپنی سُنّت
از بعد جنگ میں تحریر فرمایا (عبارت استقصا کا مطلب سمجھئے کیونکہ وہ ہماری کتاب ہے
لہٰذا قرآن سے تقیہ ثابت ہے یا نہ آپ نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ قرآن پر ہمارا ایمان ہے
اور ہمارے ایمان کی کتاب ہے۔ آپ قرآن کے حقائق و مطالب کو کب سمجھ سکتے ہیں۔
آپ کے علامہ دہر مصنف استقصا نے اہل سنت کا عقیدہ صاف تحریر فرمادیا ہے
کہ قرآن کے ناقص جاننے والے کو اہل سنت خارج از اسلام جانتے ہیں۔
آپ علامہ موصوف کی تحریر کے مقابلہ میں شارح مواقف اور شہرستانی کا
نام لیتے ہیں اُنھوں نے ہمیں اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے۔
گزارش خدمت ہے کہ آپ کے نزدیک علامہ مصنف استقصا سچے ہیں یا شارح
مواقف و شہرستانی۔ تقیہ یا بلا تقیہ جسطرح آپ کے مزاج مبارک میں آوے
فیصلہ تحریر فرمائے۔ شارح مواقف و شہرستانی کی یہ تحریر پیش کیجئے کہ قرآن کو

ناقص اور کمی بیشی کا عقیدہ رکھنے والا بھی اسلامی فرقوں میں ہے ہم اسلامی فہرست سے ان کو نکال دیں گے۔ ہمت کیجئے۔

بعد شہادت حضرت عثمانؓ مظہر العجائب حضرت علیؑ ابن ابیطالب نے دربارہ خلافت امیر معاویہ سے گیارہ مہینے بمقام صفین لڑائی جاری رکھی۔ ملاحظہ ہو روضۃ الصفا قرآن موجودہ جمع کردہ خلیفۂ ثالث کو ساری دنیا کے واسطے جس کو اہل سنت اپنا دین و ایمان جانتے ہیں اسی طرح چھوڑا جیسا خلیفہ ثالث نے جمع کیا تھا۔ وہ قرآن جس پر رسولؐ کا ایمان تھا جس پر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفۂ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اس کو ظاہر نفرمایا جس کی وجہ سے دنیا میں یہ اختلاف اور جھگڑے پیدا ہیں۔ جناب سید منظور حسین صاحب اب آپ بشر حضرا مشکل کشا مظہر العجائب اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب کی مقدس مبارک ذات کی نسبت جو کچھ مناسب جانئے خامہ فرسائی کیجئے۔ ہم آپ کی تحریر آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ جب آپ اس مصیبت پر غور کریں گے تو اس عقیدے سے باز آویں گے۔ ہمنے بخواہش آپکے دوست سید ظفر حسین صاحب رضوی لکھنوی جناب مولوی عبد الشکور صاحب کو بمقابلہ جناب صدر المحققین مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ ایسی سند سے پیش کیا ہے کہ اس کو جھوٹ کہنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ آپ صدر المحققین سے دریافت فرمائیں کہ شمس العلما جناب مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محلی و شمس العلما جناب مولوی عبد الحمید صاحب فرنگی محلی کی رائے سے جناب مولوی عبد الشکور صاحب منتخب ہوئے تھے یا نہ۔

جس وقت انکار ہم مسل مصدقہ گورنمنٹ سے تصدیق کردیں گے اُس وقت صدق اور کذب کا حال کھل جائیگا۔ جب امروہہ میں مناظرہ ہوا تھا جناب صدر الافاضل مولوی سبط حسن صاحب و دیگر رئیس و عام حضرات شیعہ کو لازم تھا کہ جناب

مولوی عبدالشکور صاحب سے سند علمار فرنگی محل طلب فرماتے نہایت عمدہ موقع تھا۔ اب بعد مناظرہ آپ حضرات کا یہ لکھنا کہ علماء فرنگی محل یہ لکھدیں کہ مولوی عبدالشکور صاحب علماء اہل سنت سے ہیں اور ان کی شکست مذہب اہل سنت کی شکست ہے یہ ہے مشت بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد عاقلے را اشارہ کافیست۔ ہم تمام علمار فرنگی محل اور ساری دنیا کے اہل سنت سے جناب مولوی عبدالشکور صاحب کو عالم اور اُن کی شکست مذہب اہل سنت کی شکست لکھوادیں گے بشرطیکہ حضرات مجتہدین شیعہ لوح (لوح) قرآن جو رسول کا ایمان تھا جسپر شہدار بدر و احد کا ایمان تھا جسپر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنیسے پہلے چھپ چکے تھے اسلامی دنیا کے سامنے پیش فرمادیں اور یہ شرط ہو یہ فوراً ملاحظہ فرمالیں ہم اسقدر لکھ چکے تھے کہ آپ کی دشمنی قرآن سے دیکھی۔ اس میں چند فقرے قابل جواب ہیں اور باقی اس شعر کا مصداق ہے

دست بیچارہ چوں بجاں نرسد ٭ چارہ جز پیرہن دریدن نیست

زمین امروہہ نے ثابت کردیا کہ شیعوں کے ہاتھ میں قرآن نہیں ہے اور سنی مناظر کی تقریر امروہہ نے قرآن میں کمی و بیشی عقیدہ رکھنے والوں کو ایسا جلایا کہ امروہہ سے لکھنؤ تک آگ لگی ہوئی ہے اور بجھائے سے نہیں بجھتی۔

تقیہ جب تورنیہ میں ادا ہو گا ہے بیشک سچ زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ اُس میں دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ حالانکہ تم شیعہ نہ قرآن کے ساتھ ہو نہ قرآن تمہارے ساتھ ہے بلکہ قرآن سے تمہارا خالی ہاتھ ہے نہ قرآن پر تمہارا حقیقی ایمان ہے اس لئے کہ تم کمی و بیشی کا عقیدہ رکھتے ہو۔

ہم نے قرآن جلایا تو قرآن کہاں سے آیا کیا جناب بتائیں گے۔ آپ تحریر

فرماتے ہیں اسینوں کا نیا آفتاب جس کے گرد ریش دراز کی کالی شعاعیں تھیں)
جناب سید صاحب اسقدر گھبراہٹ سینوں کے آفتاب کامل حضرت شیر خدا
کے غائبوں کے آفتاب کے ریش مقدس کی نسبت بھی کچھ جودت طبع دکھائیے
اہل سُنت اُس آفتاب کی ریش دراز کی چمک سے فیضیاب ہوکر اہل باطل پر فتح حاصل
کر لیتے ہیں۔

المشتھر خاکپائے اہل سنت محمد نذیر لکھنوی مہتمم انجمن اشاعۃ للاسلام لکھنؤ۔
باہتمام نور احمد مالک مطبع محمد تیغ بہادر لکھنؤ محلہ نواب گنج

اشتہار منجانب اہل تشیع

تیر شہاب

ہم برابر اُن باتوں کا جواب مہذبانہ طریق پر دیتے رہے جو عقلاً قابل التفات تھیں
مگر تمہاری سمجھ میں نہ آنا تھا نہ آیا درحقیقت اس نافہمی میں تمہارا قصور نہیں کیونکہ تم اُنکی
پیروی کرتے ہو جو کلالہ کے معنی تمام عمر نہ سمجھا اُس کے پیرو ہمارے اشتہاروں کے
مضامین کو اگر بارہ برس میں بھی سمجھیں تو بہت جلد ہے تمہاری تہذیب کی یہ حالت ہے
کہ ہمکو اور ہمارے مذہب کو جھوٹا کہا جاتا ہے۔ خیر ہمکو اگر جھوٹا کہا تو کوئی شکایت نہیں
تمہاری کتابوں میں خود حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو ایسا ہی کہا ہے بلکہ اس سے کہیں
بڑھکر کہا ہے دیکھو قسطلانی صفحہ ۵۲ قال ابوبکر انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر
بن الخطاب قال تقول انی لم اسجد لصنم قط وکنت فی الجاہلیۃ کذا وکذا (ترجمہ)
حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ حضرت عمر غضبناک ہوئے
اور کہنے لگے یہ کیا کہتے ہو کہ تم ایام جاہلیت میں صنم پرست نہ تھے؟ حالانکہ
تم جاہلیت میں ایسے تھے اور ایسے تھے۔

تمنے ہمارے سوالات کے جوابات تو کچھ نہ دیئے محض جاہلوں کو قابو میں رکھنے کے لئے بہت کچھ مہمل باتیں لکھ ڈالیں منجملہ اُن مہملات کے ایک یہ ہے کہ شیعوں نے خود اقرار کر لیا کہ شیعہ قرآن میں کمی و زیادتی کے قائل ہیں" یہ کہکر تمنے اپنے جاہل مریدوں کو خوش کر دیا۔ کبھی تمنے صدر کی رائے کا مطلب غلط بیان کر کے اپنے فرار کو چھپانا چاہا اور اپنی مطلب براری کا ذریعہ قرار دیکر جامہ سے باہر ہو گئے سمجھو اور غور کرو کہ تمہاری خوشی تمہید غم ہے اور تمہاری ہنسی مقدمہ گریہ ہے اگر تمہیں علم سے بہرہ ہوتا تو تم ہرگز ان باتوں کو اپنی نجات کی صورت میں نہ پیش کرتے دیکھو ہم تمہاری طرح مگرتے نہیں اور نہ تم جیسے ہٹ دھرم ہیں ہم تو اب بھی کہتے ہیں کہ **خلیفہ ثالث** کے جمع کئے ہوئے قرآن میں محض کمی کی روایتیں ہمارے یہاں بھی موجود ہیں مگر تم اپنے یہاں بھی تو دیکھو کہ تمہارے بڑے بڑے صحابہ و اکابر علماء اس کے قائل ہیں اور تمہارے ان طعنوں کا نشانہ ہیں جو تمنے اپنی نافہمی اور غلطی سے ہم پر کئے ہیں اب ذرا اپنے گھروندے کی نیو کو سنبھالو کہیں ایسا نہو کہ بیٹھ جائے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی تو دیکھو۔

اہل سنت یقیناً قرآن موجود میں کمی کے قائل ہیں

(۱) عن عائشۃ قالت کانت سورۃ الاحزاب مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم تقدر منہا الا ماہو الآن (محاضرات راغب اصفہانی) ترجمہ **عائشہ** فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کے وقت میں سورۂ احزاب کی دو سو آیتیں تھیں جب سے عثمان نے قرآن لکھا تب سے اتنی ہی آیتیں رہ گئیں جتنی کہ اب ہیں۔ (۲) عن حمیدہ بنت یونس کان فی مصحف عائشہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنو صلو علیہ و سلموا تسلیما و علی الذین یصلون الصفوف الاول" قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف

اتقان صفحہ ۳۶ ترجمہ حمیدہ بنت یونس سے روایت کی ہے کہ مصحف عائشہ میں آیۂ مذکورہ مع اس زیادتی کے "علی الذین یصلون الصفوف الاول" موجود تھا مگر عثمان نے جو قرآن میں تبدیلیاں کی ہیں یہ اُس سے پہلے کا واقعہ ہے۔

(۳) قال قال عمر لعبد الرحمن لم تجد فیما انزل علینا جاہدوا کما جاہدتم اول مرۃ فانا لا نجدہا قال اسقطت فیما اسقط من القرآن (اتقان سیوطی صفحہ ۳۶)

ترجمہ عمر نے عبد الرحمن سے کہا کہ آیۂ مذکورہ کو اب ہم قرآن میں نہیں دیکھتے کہا جہاں اور چیزیں گرا دی گئیں وہاں یہ آیت بھی غائب کر دی گئی۔

(۴) کان مما انزل اللہ آیۃ الرجم فقرأناہا وعقلناہا ووعیناہا فلذا رجم رسول اللہ ورجمنا بعدہ فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل واللہ ما نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہا اللہ فالرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی (صحیح بخاری صفحہ ۱۱۵ جلد ۴ مطبوعہ مصر) ترجمہ۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ آیۂ رجم بھی قرآن میں نازل ہوئی تھی ہم نے اس آیۃ کو پڑھا بھی سمجھا بھی یاد بھی کیا اس لئے رسول اللہ نے بھی رجم کیا اُن کے بعد ہم نے بھی حد رجم جاری کی۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مدت گزرنے سے لوگ یہ نہ کہیں کہ اب تو آیۂ رجم ہمیں کتاب خدا میں نہیں ملتی تو ایک فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں کیونکہ رجم زنا کرنے والے کے لئے یقیناً کتاب خدا میں ثابت ہے (۵) قال روی ان عمر قال لولا ان یقال زاد عمر فی کتاب اللہ لاثبتہ فی المصحف فقد نزلت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہا البتۃ نکالاً من اللہ واللہ شدید العقاب (دیکھو محاضرات راغب اصفہانی)

ترجمہ حضرت عمر نے کہا کہ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر نے کتاب خدا میں زیادتی کر دی تو میں مصحف میں (آیۂ رجم) لکھ دیتا کیونکہ الشیخ والشیخۃ الخ آیۂ رجم نازل ہوا تھا

(۶) عن امامۃ بن ابی سہل ان خالتہ قالت اقرأنا رسول اللہ آیۃ الرجم الشیخ والشیخۃ

فارجموہما البتۃ بما قضیا من اللذۃ (اتقان سیوطی نوع ۴۷) ترجمہ۔ امامہ بن ابی سہل
کہتے ہیں کہ ان کی خالہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ نے آیۂ رجم پڑھائی اور وہ
یہ تھی الشیخ والشیخۃ۔ ان روایات مذکورہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن میں آیۂ رجم
(یعنی حکم سنگساری) تھا جس کے گواہ خود حضرت عمر ہیں مگر انھوں نے لوگوں کے
خوف سے قرآن میں آیۂ رجم کو نہیں داخل کیا۔ مذکورہ بالا حوالوں کے علاوہ
موطائے مالک مسند احمد بن حنبل و صحیح بخاری وغیرہ میں بھی ملاحظہ ہو

اہل سنت قرآن موجودہ میں زیادتی کے بھی قائل ہیں

(۱) وفی مصحف ابن مسعود مائۃ واثنا عشرۃ آیۃ لانہ لم یکتب المعوذتین (اتقان سیوطی
صفحہ ۶۷) ترجمہ۔ ابن مسعود کے قرآن میں معوذتین (یعنی قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ
برب الناس) نہ تھے یہ عثمان نے بڑھائے ہیں (۲) ابو عبید عن ابن سیرین
قال کتب ابی بن کعب فی مصحفہ فاتحۃ الکتاب والمعوذتین واللہم انا نستعینک واللہم
ایاک نعبد وترکہن ابن مسعود وکتب عثمان منہن فاتحۃ الکتاب والمعوذتین (اتقان سیوطی
صفحہ ۶۷) ترجمہ۔ ابو عبید نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ابی بن کعب نے اپنے
مصحف میں معوذتین اور فاتحہ اور اللہم نستعینک و اللہم ایاک نعبد لکھا تھا اور ابن مسعود کے
قرآن میں یہ نہ تھا مگر عثمان نے معوذتین اور فاتحہ بڑھایا اور دو فقرے اللہم نستعینک
اللہم ایاک نعبد چھوڑ دئے اب بتاؤ کہ قرآن میں کمی زیادتی کا کون قائل ہے
ذرا انصاف کرو اور ان پردوں کو جو تمہاری آنکھوں پر پڑے ہیں ہٹانے کی
کوشش کرو اگرچہ انکا ہٹنا محال ہے تمہارے بڑے بڑے صحابہ تمہارے طعن کا
نشانہ ہو رہے ہیں یا نہیں۔

کیا بزاز ہونا کوئی عیب ہے؟

تمنے اپنی نافہمی سے اپنے مریدوں کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے صدر جلسہ فریقین جسکو خود تمنے اور تمہاری جماعت نے صدر منتخب کیا تھا اوس کو بار بار بزاز لکھا تاکہ تمہارے مرید یہ سمجھ لیں کہ ایک بزاز فیصلہ کیا کر سکے گا یا یہ کہ بزازی ایک ذلیل پیشہ ہے مگر چاہ کن را چاہ درپیش کا مضمون صادق آیا۔ اگر تم بزاز ہونا ذلت بے سمجھتے ہو یا عیب سمجھو تو اپنے خلفا کو اس عیب سے بچاؤ اور اس مثل کے مصداق نہ بنو اپنی آنکھوں سے اندھے نام نین سکھ (کان ابو بکر الصدیق بزازاً وکذالک طلحۃ و عثمان و عبدالرحمن) ترجمہ حضرت ابو بکر بزاز تھے۔ یوں ہی حضرت عثمان و طلحہ و عبدالرحمن بزاز تھے۔ وکان عمر رضی اللہ عنہ دلالاً بین البائع والمشتری ترجمہ حضرت عمر دلال تھے وکان زبیر بن العوام خیاطاً وجزاراً ترجمہ حضرت زبیر درزی تھے اور قصاب تھے دیکھو حیوۃ الحیوان صفحہ ۲۴۶ لیجئے آپ کی کتابوں سے ثابت ہوگیا کہ ایسے ایسے جلیل القدر صحابہ بزاز۔ دلال۔ خیاط۔ قصاب تھے پھر اب تمہیں بتاؤ کہ بزاز ہونا کیا عیب ہے اور تم کو حرف زنی کا کون موقع ہے۔ اگر تم اپنی کتابوں سے اپنی واقفیت میں کچھ اور اضافہ چاہتے ہو تو منتظر رہو۔ ائمہ معصومین پر جھوٹے حملے کرنا درحقیقت رسول اللہ پر حملہ ہے۔ ہم تو رسول ہی کی اولاد اطہار کو اپنا پیشوا جانتے ہیں غیروں سے سروکار نہیں۔ تم نانا کا کلمہ پڑھو اور اولاد اطہار پر حملہ کرو اسکا انتقام لینے والے خود رسول اللہ ہوں گے۔

نوٹ۔ غالباً سُنی مناظر صاحب کے مریدوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر حضرات فرنگی محل سے ہمارے حسب منشا تصدیق کرالی ہوگی کہ مولوی عبدالشکور صاحب اکابر علمائے اہل سنت سے ہیں لہٰذا اُن کی شکست تمام فرقہ کی شکست سمجھی جائیگی

اگر ہنوز یہ تصدیق نہ کرائی ہو تو اُن کے مرید جلد کوشش کر کے امروہہ کے مناظرہ کا منظر پھر لکھنؤ میں دیکھ لیں۔

المشتہر سید منظور حسین رضوی امروہوی (مطبوعہ نور المطابع)

اشتہار منجانب اہل التشیع

چراغ ہو رہا ہے مجھی

وضو شکن

منتظر ہوں اب بھی ہو چکا

چندہ دینے والو! ہمیں تو تمہاری غربت پر رحم آتا ہے کہ مضمون چاہے بے تکا ہی کیوں نہ ہو مگر چھاپ دینے سے مطلب اہل سنت! کیا تم ہمارے اشتہار کو اپنے اشتہار کے سامنے رکھکر مقابلہ نہیں کرتے؟ اور تم نہیں دیکھتے کہ ہماری کسی بات کا بھی جواب دیا جاتا ہے۔ ہاں کاغذ ضرور سیاہ ہو جاتا ہے۔ مگر اسے سرخروئی نہیں کہتے اگر تم بافہم نہیں ہو اور جواب کا جانچنا تمہیں نہیں آتا تو اپنے ذیعلم لوگوں کو دکھا لیا کرو۔ کیا لکھنے والے کی طرح سب کے سب کورے ہیں؟ اگر وہ تم سے کہدیں کہ ہاں یہ شیعوں کا جواب ہو گیا تو شایع کر دیا کرو ورنہ دُنیا کو ہنسانے سے کیا فائدہ۔ یہ مضامین جو صاحب بھی لکھتے ہوں وہ یہ جانتے ہیں کہ جھوٹ سے کام نکلتا ہے۔ یہ ہے تو مگر صرف جھوٹوں کے سامنے انھیں ایک رٹا ہوا آموختہ یاد ہے کہ "شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں کمی و بیشی موجود ہے" کئی مرتبہ جواب دیا گیا کہ یہ نسبت ہماری طرف محض غلط ہے مگر تو بہ کون سنتا ہے (صمٌ بکمٌ الخ) دیکھو کلوخ والے کاغذ نے تو تمہاری گت اور بھی بنا دی۔ فرماتے ہیں کہ "سنی اور شیعہ مذہب میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ و ایمان آیات قرآن سے ہے اور شیعہ مذہب کا ایمان روایات پر"۔ لیجیے جس پر افتخار تھا وہ سنت گئی حدیث رسولؐ پر اہل سنت کو ایمان لانے سے

انکار ہے اب یہ منصب صرف شیعوں کے قبضے میں ہے صحاح ستہ اور مسانید
اور تمام کتبِ احادیث بقول سنی مشتہر بیکار اور ناقابلِ عمل ہو گئیں کیونکہ سنیوں کا
ایمان روایات و سُنّتِ نبوی پر تو نہیں ہے صرف قرآن کی آیات پر ہے
وہ بھی نہ معلوم کیونکر کیونکہ قرآن بھی تو روایات ہی کے ذریعہ سے پہنچا اور آپ
اسپر ایمان نہیں لاتے "حسبنا کتاب اللہ" کے فقرے کی خوب داد دی جسنت جسنت
اگر یہ سچ ہے تو صبح کی نماز کی دو رکعتیں کیونکر معیّن کیں؟ قرآن میں تو اسکا ذکر
کہیں نہیں ہے یوں تمام عبادات تمہارے ہاتھ سے گئے یہ بھی بتاؤ کہ
قرآن نے تو حکم دیا تھا کہ "ما اتاکم الرسول فخذوہ" (رسولؐ جو تمہیں بتائے اسپر عمل
کرنا) تو پھر اس آیت پر کیونکر عمل ہوا؟ تم تو اقرار کرتے ہو کہ ہم سنت چھوڑے
ہوئے ہیں۔ اب نہ کتاب پر ایمان رہا نہ سُنّت پر نہ خدا ہی ملا الخ
اسے بھی غور کرنا کہ جب تم سنت کے منکر ہو تو رسول پر ایمان کیونکر لائے؟
یہ بھی غور کرنا کہ خلفائے ثلٰثہ کی فضیلت کا ذریعہ کیا رہا قرآن تو نام لیتا نہیں؟
یہ بھی غور کرنا کہ فدک کا دعوے اور مضبوط تو نہیں ہو گیا کیونکہ حضرت ابو بکر
کے پاس ایک ہی روایت تھی وہ بھی خبرِ واحد اور وہ بھی معارض آیہ "یوصیکم اللہ
فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" (خدا تم سے تمہاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا
ہے لڑکوں کا حصہ لڑکیوں کے حصہ سے دونا ہے پھر جب تم روایت پر ایمان
نہیں لاتے تو کہدو کہ حضرت ابو بکر نے ناانصافی کی ان عجیب عجیب
کی باتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ عثمان کے قرآن جمع کرنے سے
پہلے مرچکے تھے انکا ایمان (العیاذ باللہ) قرآن پر نہ تھا جبھی تو وہ ہم سے
پوچھتے ہیں کہ "اس قرآن کا پتہ لگا دو جس پر انکا ایمان تھا" سنیو! برائے خدا تم
ابن مجیب صاحب سے پوچھو کہ ہاں حضرت ابو بکر حضرت عمر بلکہ جناب رسالتمآب

کس قرآن پر ایمان رکھتے تھے؟ حضرت عثمان نے تو اُس وقت تک جمع نہیں کیا تھا
اگر وہ یہ کہیں کہ قرآن تھا اسپر ایمان تھا تو ہمارے کہے ہوئے قرآن پتہ لگ
جائے گا اور اگر کہیں کہ کوئی قرآن نہ تھا تو ان کے ایمان کو سلام کرکے چلا آنا۔
استقصا کو جسطرح ہمنے اپنی کتاب کہا تھا اُسی طرح یہ بزرگ اپنی کتاب
قرآن کو بتا رہے ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ استقصا کو تو ہم نے
اسلئے اپنی کتاب کہا ہے کہ وہ ہمارے ہمذہب عالم کی لکھی ہوئی ہے۔
کیا آپ قرآن کو فرما سکتے ہیں کہ وہ کسی سُنی خدا کی لکھی ہوئی کتاب ہے تاکہ آپکے
قول میں معنی ہوں؟ دل میں جو کچھ ہو چھپائے رہیے نہیں کہہ گزریگا چاہے ایمان رہے
یا نہ رہے خلفا کی شان تو بلند ہو جائے حضرت یہ خلافت نہیں ہے تاکہ آپ
زبردستی اسپر قبضہ کر لیجئے یہ (قرآن) بحکم حدیث ثقلین اہل بیت سے توام ہے
جو اہل بیت نبی سے متمسک ہے (قرآن) اُسی کی کتاب بھی ہے جب آپ
اہل بیت سے متمسک نہیں تو قرآن آپ کی کتاب ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ آپکا
ایمان بالقرآن قابل التسلیم ہے یہ تو قول رسولؐ ہے آپ اپنی ... سے
جو چاہے مقابلہ رسولؐ میں فرمایئے۔ دوسری بات یہ ہے ... ہم نے
نہیں دعوے کیا تھا کہ ہم قرآن سے تقیہ سمجھے۔ بلکہ یہ کہا تھا کہ آپ کے
امام بخاری نے تین آیتوں سے تقیہ کے حکم پر استدلال کیا ہے صفحہ
کا حوالہ بھی تھا۔ ان کو آپ کہدیں کہ امام بخاری صاحب! قرآن
تمہاری کتاب نہیں ہے۔ ... صرف یا ... کر لیئے ... ہے جیسا
وہاں کے لوگ قرآن کے نکات سمجھتے ہیں۔ ہم ... سمجھو گئے!! اس لئے
... ہیں کہ ذرا سمجھ بوجھ کر جواب دو، یہ تو ایک ... سی بات ہے
کہ اگر کل حضرات علمائے فرنگی محل نے تصدیق کر دی تھی۔ تو آج تکفیر کیوں نہ کی۔

کر دیتے حضرت دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ اب تو ہم نے اس قرآن کے پتہ لگانے کی ترکیب سنیوں کو بتا دی پھر اب تو تصدیق لکھوا دیجئے تاکہ امروہے کے مناظرے کا صفحہ آپ کو پھر دکھایا جائے ایک اور لطیفہ سنئے کہ جن دلائل سے ہم نے قرآن کی دشمنی سنیوں کے افعال سے ثابت کی تھی ان کا ایک بھی جواب نملا۔ لاجواب کا کیا جواب ہوتا لیکن فرماتے ہیں "وہ ہم نے قرآن جلا دیا تو قرآن کہاں سے آیا۔ اس کو دیکھکر اہل علم کیا کیا ہنستے ہوں گے حضرت آپ چھپانا چاہتے ہیں۔ کہ نہیں جلایا گیا۔ تو ہم بغیر ثابت کئے کب چھوڑتے ہیں۔ اچھا سنئے! سب سے پہلے بخاری صاحب کی صحیح پیش کیجاتی ہے۔ (باب جمع القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ مصر) تفسیر خازن صفحہ ۸ وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان تحرق (یعنی عثمان نے حکم دیا کہ ان کے قرآن کے علاوہ جو قرآن ہیں وہ جلا دئے جائیں") قالوا ان عثمان احرق بن مسعو د فلیس ذلک بما لیعتذر عنہ بل من اکبر المصالح (لوگ کہتے ہیں کہ عثمان نے ابن مسعود کے قرآن کو جلا دیا۔ پھر اس کے عذر کی ضرورت نہیں بلکہ قرآن کے جلانے میں بڑی مصلحت تھی") تاریخ خمیس عن مصعب بن سعد قال ادرکت الناس متوافرین حین احرق عثمان المصاحف فاعجبھم ذلک ولم ینکر ذلک منھم احد" (مصعب بن سعد کہتے ہیں۔ کہ میں نے بہت سے لوگوں سے ملاقات کی جب عثمان نے قرآنوں کو جلایا تھا لیکن یہ جلانا کسی کو برا نہیں معلوم ہوا") کنز العمال صفحہ

۲۸۱ و ۲۸۲ امر عثمان ان یحرق القرآن عثمان نے یہ حکم دیا کہ قرآنوں
جلا دیا جائے"، صفحہ ۳۰۹ مشکوۃ شریف۔ تاریخ ابو الفدا صفحہ ۱۶۸ ج ۱
میں ہے۔ ثم دخلت سنۃ ثلثین فیہا بلغ عثمان ما وقع فی امر القرآن من
اہل العراق فانہم یقولون قرآننا اصح من قرآن اہل الشام لانا قرأنا علی
ابی موسے الاشعری واہل الشام یقولون قرآننا اصح لانا قرأنا علی المقداد
بن الاسود وکذلک غیرہم من الامصار فاجمع رایہ ورائے الصحابۃ
علی ان یحمل الناس علی المصحف الذی کتب فی خلافۃ ابی بکرؓ و یحرق
ما سواہ من المصاحف التی بایدی الناس ففعل ذلک" (یعنی سنہ ۳۰ھ
میں عثمان کو یہ خبر پہنچی کہ اہل عراق کہتے ہیں۔ کہ ہمارا قرآن صحیح تر ہے
کیونکہ ہم نے اسے ابو موسیٰ کو سنا دیا ہے۔ اور اہل شام کہتے ہیں کہ
ہمارا قرآن صحیح ہے۔ کیونکہ ہم نے مقداد بن اسود کو سنا دیا ہے۔ اسی
طرح ہر شہر والے کہتے تھے۔ اسلئے عثمان اور دوسرے صحابہ کی رائے
ہوئی کہ وہی قرآن جو ابو بکرؓ کے عہد میں جمع کیا گیا تھا۔ جاری
کیا جائے۔ اور باقی قرآن جلا دئے جائیں۔ چنانچہ سب قرآن
جلا دئے گئے) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے قرآن
کو جمع بھی نہیں کیا بلکہ تمام قرآنوں کو جلانے کے لئے
جمع کیا گیا تھا۔ جو کچھ کام ہوا وہ پہلے ہی ہو چکا تھا ؏ ہر عیب کہ سلطاں بپسندد
ہنر است دیکھئے! فخر الدین رازی نہایۃ العقول میں فرماتے ہیں کہ
"تمام قرآنوں کو جلا دینا در حقیقت بڑی تعظیم کی بات تھی"! اچھا پھر اگر
ہم اور آپ بھی قرآن کی ایسی تعظیم کرنے والوں کے حق میں تمنا کریں
کہ خدا ان کی بھی ایسی ہی تعظیم کرے تو کیا بیجا ہوگا۔

اگر اتنی گواہیوں سے آپکا جلانا ثابت ہوا ہو تو خیر ورنہ اور شہادتیں بھی موجود ہیں۔ جو آئندہ طلب کرنے پر پیش کیجائیں گی۔ رہ گیا "تار گرہ ریش" جو بہت برا معلوم ہوا۔ وہ اس لئے لکھا گیا تھا۔ کہ کاتب اشتہار نے خود ہی اپنے کو آفتاب بنالیا تھا۔ اگر آفتاب ہیں اور ان میں کچھ بھی مشابہت ہوتی۔ تو ہم اسے کرن کہتے۔ ریش نہ کہتے۔ لیکن امیر المومنین کیلئے تو رسولؐ نے فرمایا تھا۔ کہ میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں۔ پھر ان کے نور کا کیا کہنا **ایسی حدیث تو آپ کے بڑوں کو میسر نہوئی**۔ آپ اپنا ذکر کرتے ہوئے شرماتے نہیں حضرت شجرۂ طیبہ اور چیز ہے۔ اور "لا یخرج الا نکدا"، اور شے ہے مے چراغ راکہ ایزد بر فروزد ہر کسی کہ پف زند ریشش بسوزد۔

نوٹ ۔ معززین اہلسنت! ہم نہایت ادب سے ملتجی ہیں۔ کہ ہم نے کبھی آپ کے یہاں کی باتیں بالاعلان نہیں لکھیں۔ اور ہرگز نہ لکھتے لیکن ہم سے زبردستی لکھوایا جاتا ہے۔ تو لکھتے ہیں۔ آپ خود دیکھ لیں۔ کہ بھگوڑا اور خائن پہلے کس نے لکھا ہے۔ (اور وہ بھی محض غلط) لہذا آپ ہمکو معاف فرمائیں گے۔

المشتہر الشاہر سید منظور حسین رضوی امروہوی۔ مطبوعہ نول المطابع لکھنؤ

اشتہار منجانب اہل سنت

شمشیر بوتراب بر اعدائے کتاب رب الارباب

یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔

ترجمہ۔ اے سلیمان تمہارا دین ایسا ہے۔ کہ جو اسکو چھپائے گا۔ اللہ اس کو عزت

دیگا۔ اور جو اسکو ظاہر کریگا اللہ اس کو ذلیل کریگا۔

جناب سید صاحب۔ سبحان اللہ۔ آپ لوگ جس قدر ہیں۔ وہ تقیہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور حضرات ائمہ علیہم السلام نے باعتقاد مذہب شیعہ تمام عمر ہی تقیہ و توریہ میں گذار دیں۔ جناب تو حضرت امام رضا علیہ السلام کے مبارک خاندان میں سے ہیں۔ کیا آپ اپنے بزرگوں کے طریقے کو ترک کر سکتے ہیں۔ ہر گز نہیں۔ معلوم ہوا کہ جس قدر آپ کی تحریر ہے سب میں تقیہ مع توریہ ادا کیا گیا ہے۔ اور اس میں دو پہلو ایک سچ اور دوسرا جھوٹ ضرور ہے۔ بارہ برس کیا بارہ ہزار برس میں بھی ہم جھوٹ اور سچ کا تمیز نہیں کر سکتے ہاں اگر علم ماکان یکون ہوتا تو شاید سمجھ لیتے۔ آپ کی تہذیب اور مہذبانہ طریقہ ماشاء اللہ جو ایک سید کی ہونا چاہیئے وہ ہے۔

اہل سنت کا ایمان قرآن پر ہے

ہم نے کلوخ انداز راسنگ میں بتا دیا ہے۔ کہ اہل سنت کا ایمان و عقیدہ آیات قرآن پر ہے۔ اور حضرات شیعہ کا ایمان و عقیدہ قول انسان پر۔ ہم آیات کو لکھ دیتے ہیں جس پر اہل سنت کا ایمان ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ترجمہ۔ بیشک ہم نے اتارا قرآن اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ ترجمہ۔ اور تحقیق وہ کتاب عزیز ہے نہیں آتا ہے جھوٹ اسکے آگے سے نہ پیچھے سے۔ اتارا ہے صاحب حکمت۔ اور صاحب تعریف کی طرف سے۔ مرقومہ بالا آیات سے معلوم ہوگیا۔ کہ پروردگار عالم قرآن کی محافظت کا خود وعدہ کرتا ہے۔ اور یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ اس میں جھوٹ آ نہیں سکتا۔ لہذا جب خدا خود محافظ ہو تو کسی بشر کی کیا مجال ہے۔ کہ اس میں

سے کچھ کم کرے۔ یا اس میں کچھ ملادے۔ اسی وجہ سے اہلسنت کا عقیدہ و
ایمان ہے۔ کہ قرآن میں کمی بیشی نہیں ہے۔ اور جو مذہب قرآن میں کمی و بیشی کا
عقیدہ رکھتا ہے۔ اس کو اہل سنت خارج از اسلام جانتے ہیں۔ اور یہی
مذہب اہل سنت کا آپ کے علامہ دہر جناب مولوی سید حامد حسین
صاحب نے کتاب استقصا میں تحریر فرمایا ہے۔ (کہ ازیں مصحف عثمانی
اہل سنت آنہا قرآن کامل اعتماد میکنند و معتقد نقصان آنرا خارج
از اسلام میپندارند) اہل سنت ان روایات کو جو کلام خدا کے خلاف
ہوں ہرگز ایمان نہیں رکھتے۔

حضرات شیعہ کا ایمان اُن روایات جو خلاف قرآن ہیں

حضرات شیعہ کا ایمان آیات قرآن پر نہیں ہے۔ اسلئے اول تو موجودہ
قرآن کو قرآن نہیں سمجھتے مصحف عثمانی جانتے ہیں۔ ملاحظہ قول سید حامد حسین
صاحب (ازیں مصحف عثمانی) دوسرے ان کے بزرگوں نے ازراہ تقیہ
توریہ سچ یا جھوٹ جو روایتیں لکھدیں ان پر ایمان ہے۔ اور آیات قرآن
سے انکار۔

ایہا الناس ناظرین! خدا فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا
له لحافظون **ترجمہ** بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن۔ اور ہم بیشک
ہیں اس کے نگہبان۔ خدا کے اس قول کے مقابلہ میں حضرات شیعہ
انسانی اقوال پیش کرتے ہیں۔ اور انہیں روایات پر ان حضرات کا دین
و ایمان ہے۔ اہل حق قول خدا کے مقابلہ میں خیالات انسانی کی کچھ وقعت
نہیں سمجھتے۔

امروہہ کے مناظرہ میں جناب صدرالافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا (کہ جس پر رسول کا ایمان تھا جس پر شہدائے بدر واحد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا۔ جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے۔ اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے) قریب ڈیڑھ ماہ کے سلسلہ اشتہاروں کا جاری ہے۔ اور حضرات شیعہ کی خدمتیں عرض کیا کیا جاتا ہے۔ کہ جس قرآن پر جناب مولانا صدرالافاضل صاحب نے ایمان بتایا ہے۔ اس قرآن کو اسلامی دنیا کے سامنے پیش فرماویں۔ کہ دونوں قرآنوں کا مقابلہ ہوکر کمی وبیشی اور جناب صدرالافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب اور ان کے تمام معاونین کی پیش کردہ روایات کی تصدیق تمام دنیا کے ہر مذہب وملت والوں کو ہوجاتی۔ اور مذہب شیعہ کی حقانیت مثل آفتاب روشن کے چمکتی لیکن **افسوس**

ع ۔ صد شب بحر گذشت وہمیں پیدا نیست۔ قیامت تک دوسرا قرآن حضرات شیعہ نہیں دکھا سکتے۔ اگر جناب صدرالافاضل سید سبط حسن صاحب حضرت امام جعفر وصادق علیہ السلام کے اس ارشاد پر عمل کرتے (جو ہم نے شروع اشتہار ہذا میں لکھدیا ہے۔ کہ حضرت امام جعفر وصادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اے سلیمان تمہارا ایمان ایسا ہے۔ کہ جو اس کو چھپائے گا۔ اللہ اس کو عزت دیگا۔ اور جو ظاہر کریگا۔ اللہ اسکو ذلیل کریگا) اور اپنے اس قرآن کو زبان مبارک سے نہ بیان فرماتے۔ اور دل ہی میں رہنے دیتے تو عزت ہوتی۔ اور ظاہر کرنے سے یہ ذلت ہے کہ وہ قرآن جس پر آپ کا ایمان ہے طلب کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی طرف سے خاموشی کے سوا اس مطالبہ کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ساری دنیا کو

معلوم ہوگیا۔ کہ حضرات شیعہ کا خالی دعوےٰ ہے۔ اور اس قرآن کا پتہ نہیں جس پر ایمان بتایا جاتا ہے۔ **موقع ہے کہ جلد اس قرآن کی جلوے سے** جس پر رسول کا ایمان تھا جس پر شہداء بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے۔ اسی قرآن پر آپ کا ایمان ہے۔ مومنین کے دلوں کو روشن فرمائیے۔ ورنہ نتیجہ صاف ہے۔ کہ قرآن سے خالی ہاتھ ہے۔

لالہ منگل سین صاحب کو ہم نے بزاز لکھا۔ جناب سید منظور حسین صاحب رضوی امروہوی آپ اس قدر رنجیدہ خاطر کیوں ہیں۔ اگر لالہ صاحب موصوف پیشہ بزازی نہ کرتے اور ہم لکھتے۔ اسوقت لالہ صاحب موصوف اور ان کے ہوا خواہ بُرا مانتے۔ اور آپ ذات میں کیا بٹہ لگ گیا۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جو بزاز قصائی درزی دھوبی جولاہہ کفر اور شرک سے تائب ہو کر خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاوے اس سید ہاشمی سے بہتر ہے جو کفر اور شرک کی بیماری میں مبتلا ہو۔ مصرعہ بندگی با پیمبر زادگی در کار نیست۔ شعر پسر نوح با بداں بنشست خاندان نبوتش گم شد۔

قرآن موجودہ کے متعلق اہل سنت اور حضرات شیعہ سے قیامت کے دن خدا کا سوال و فریقین کے جواب۔

سنیوں سے سوال اور جواب

سنیوں سے خدا قیامت کے دن سوال کرے۔ کہ امروہہ کے مناظرہ میں صدر الافاضل مولوی سید محمد حسن صاحب کے عام مجمع میں بتایا تھا

تم کو کہ اس قرآن میں کمی و بیشی موجود ہے۔ اور سید منظور حسین صاحب رضوی
امروہوی نے بذریعہ اشتہارات تم سنیوں کو تمہاری کتابوں سے پڑھا یا ہے
دکھائیں۔ اور سمجھایا لیکن کسی طرح نہ مانے۔ اور عقیدہ اور ایمان تمہارا
یہی رہا کہ قرآن میں کمی و بیشی کا ایمان رکھنے والا اسلام سے خارج ہے
بتاؤ سنیو تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ اس وقت سنیوں کی طرف سے یہ
جواب ہوگا۔ کہ اے مالک حقیقی ہم نے قرآن میں لکھا دیکھا۔ انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون ترجمہ بیشک ہم نے اتارا قرآن اور بیشک ہم ہیں
اس کے نگہبان جب تو خود وعدہ نگہبانی کرتا ہے۔ تو کسی کی مجال نہیں تھی۔
کہ کچھ تغیر و تبدل یا کمی و بیشی کرتا اے احکم الحاکمین ہم نے تجھکو تیرے کلام کو
سچ جانا۔ اور ان روایات پر عقیدہ نہیں رکھا۔ اب تو مالک ہے۔ جو
چاہے سزا دے یا جزا سنیوں کو قوی امید ہے۔ کہ مالک روز جزا ارشاد
فرمائے گا۔ کہ تم نے ہمکو اور ہمارے کلام کو سچ جانا جاؤ آرام کرو۔

شیعوں سے سوال و جواب

شیعوں سے خدا قیامت کے دن سوال کرے۔ کہ اہل سنت تم سے
کہتے تھے۔ کہ قرآن میں کمی یا بیشی کا عقیدہ رکھنے والا خارج از اسلام ہے
اور ہم نے قرآن میں کہا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ترجمہ
بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں لیکن
کسی طرح نہ مانے۔ اور یہی ایمان اور عقیدہ رکھا۔ کہ یہ مصحف عثمانی ہے
اس میں کمی و بیشی ہے۔ بتاؤ شیعو تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ اسوقت
شیعوں کی طرف سے یہ جواب ہوگا۔ کہ ہم نے اصول کافی میں دیکھا تھا قول

میں تفسیر صافی میں دیکھا کہ قرآن میں کمی ہو گئی۔ تم نے احتجاج میں تفسیر عباسی اور تفسیر صافی میں دیکھا کہ قرآن میں زیادتی ہو گئی۔ ہم نے تفسیر قمی میں دیکھا اصول کافی میں دیکھا۔ کہ قرآن کے الفاظ بدل گئے۔ اس لئے ہمارا ایمان او عقیدہ رہا کہ قرآن میں کمی و بیشی ہے۔ اور بدل گیا ہے۔ اس جواب پر خدا فرمائے کہ اے شیعو میرا کلام سچا تھا یا جھوٹا۔ ہم نے تو قرآن میں کہا تھا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ پھر کون تھا جو میرے کلام سے نکالتا یا ملاتا یا بدلتا۔ تم نے ہمکو اور ہمارے کلام کو جھوٹا جانا جاؤ اور اس کا بدلہ پاؤ۔

اس دنیا سے گذرنے کے بعد کچھ کام نہ آئے گا سوائے ایمان کے۔ موقع ہے کہ روانگی سے پہلے سامان سفر درست کیا جائے۔ کہ آخرت میں افسوس نہو۔ اگر خدا کو سچا اور بے نقص جانتے اور مانتے ہو تو اس کے پاک کلام کو بھی سچ اور ہر طرح کے عیبوں سے پاک جانو۔

حافظا وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

المشتہر۔ خاکپائے اہل سنت محمد نذیر لکھنوی مہتمم انجمن اشاعۃ الاسلام لکھنؤ۔

مطبوعہ مالک مطبع محمدی پریس بہادر لکھنؤ محلہ نواب گنج

اشتہار منجانب اہل تشیع

اہلسنت کا حشر

آج ہمارے سامنے پھر وہی رٹا ہوا آموختہ پیش ہے۔ جو بار بار تحقیقی جوابوں سے سبز ہے کئی طرح پامال ہو چکا ہے جسکی سرخی شمشیر ابو تراب ہے ۔ دیکھو خوش ہوا کہ یہ اشتہار اس اشتہار کے بعد نکلا جس میں سنیوں کی دشمنی قرآن

ہے۔ ثابت کردی گئی۔ اور یوں ثابت کی گئی۔ کہ لاجواب ثابت ہوئی
اب اس عداوت کے بعد یہ سرخی نکلی۔ اور اس سے بتا دیا کہ شمشیر بوتراب
انھیں لوگوں کے لئے ہے جو اعدائے کتاب خدا ہیں یعنی قرآن کے
جلانیوالے۔ قرآن پر نشتر لگانیوالے۔ قرآن بکری کو
کھلانے والے۔ قرآن کو پیشاب سے لکھنے والے
وغیرہ وغیرہ۔ اس سرخی سے یوں بھی تم خوش ہو گئے۔ اور یوں بھی کہ باری
شجاعوں سے باتیں کرنے کا نتیجہ کچھ تو نکلا۔ کہ تلوار کے نام سے نہاں آشنا
ہو گئی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ابوتراب کی شمشیر ان کے بیٹوں سے چھن کر
نکل کر غیروں کے ہاتھ میں پہنچی کیونکر؟ فدک چونکہ مال تھا۔ اس کا چھین جانا
آسان تھا مگر تلوار پر قبضہ مشکل ہے۔ وہ بھی ذوالفقاری تلوار اس کا چھیننا بھی محال
اس کا جلانا بھی دشوار جب اسے بڑے بڑے صحابہ کرام نہ لے سکے
تو اب اس کی تمنا میں کیوں انگشت نما ہو رہے ہیں؟ ہاں وہ شمشیر ابوتراب
اسی مستحق فرزند کی کمر میں اب لگا ہے جسے تم اپنی سرکشی اور نا عاقبت اندیشی
کی وجہ سے میدان مناظرہ میں بلاتے ہو۔ وہ بتادے گا۔ کہ اعدائے
کتاب رب الارباب کون ہیں۔

وہ اشتہار جس کا ہم جواب لکھ رہے ہیں۔ اس کو ہمارے سوالات
سے تو کوئی تعلق نہیں محض صدائے بے ہنگام ہے۔ لیکن چونکہ اشتہار
سے دنیا کچھ نہ کچھ علمی فائدے اٹھا لیتی ہے۔ اس لئے ہم ان مہملات
کا جواب بھی لکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ہم جواب سے قبل یاد دلاتے ہیں
کہ ہماری گذشتہ تحریریں مسلم ہو گئیں یعنی وہ خطرناک باتیں جو سنیوں
کی عداوت قرآن کی دلیلیں تھیں۔ وہ سب مان لی گئیں۔ وہ سنیوں

کی روایتیں جو قرآن میں کمی بیشی ثابت کرتی ہیں وہ تسلیم کر لیگئیں حضرات خلفاء کے معزز بیٹے بزازی، جیسا طبی، قضبانی وغیرہ تسلیم کر لئے گئے یہ بھی غالباً تسلیم ہے۔ کہ حضرت عثمان سے پہلے جو مومنین گذر رہے ہیں (چاہے وہ شہدائے بدر ہوں یا شہدائے احد) وہ سنی شہر کے نزدیک العیاذ باللہ مومن بالقرآن نہ تھے۔ کیونکہ وہ اس قرآن کو دیکھا نہیں سکتے جس پر ان کا ایمان ہو۔ انہیں لوگوں میں سنی شہر کے نزدیک جناب رسالتمآب بھی داخل ہیں۔ مہربانی کر کے صاف الفاظ میں لکھدیجئے کہ ان لوگوں کا ایمان کس قرآن پر تھا؟ اور ایمان تھا بھی یا نہ تھا؟ بالکل تصریح سے بتائیے گا تاکہ دنیا جان لے کہ آپ بڑے ایماندار ہیں

ایک نئی منطق یہ تسلیم کی گئی ہے۔ کہ جو چیز دیکھنے میں نہ آسکے نہ وہ ہے اور نہ اس پر ایمان ہوسکتا ہے۔ (اسی بنا پر تو ہم سے پوچھ رہے ہیں۔ کہ جس قرآن پر شہدائے بدر کا ایمان تھا وہ دکھاؤ) اس سنیوں کے قبلہ و کعبہ کے مسلمہ پر (۱) سنیوں کا خدا پر ایمان نہیں ہوسکتا (۲) جنت پر ایمان نہیں ہوسکتا (۳) دوزخ پر ایمان نہیں ہوسکتا۔ (۴) صراط و میزان پر ایمان نہیں ہوسکتا (۵) ملائکہ پر ایمان نہیں ہوسکتا۔ (۶) رسول پر ایمان نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ سب آج دکھائی نہیں دیتے اگر مولوی صاحب فرمائیں کہ ہمارا ایمان ان چیزوں پر ہے تو سنیو! تم ان سے کہنا کہ ہمیں ان چیزوں کو دکھاؤ اگر وہ نہ دکھا سکیں تو یہ بھی پوچھ لینا کہ پھر ہم آپ کے خلفاء پر کیونکر ایمان لاسکتے ہیں؟ وہ بھی تو غائب ہو رہے ہیں۔ یہ آپ نے شہداء کے قرآن دیکھنے کی کیوں خواہش کی؟ اہل سنت ایمان میں ایک دیکھنے کی شرط

لگا کر بظاہر منکر قرآن ہو گئے۔ کیونکہ سورۂ بقرہ کا شروع یہ ہے۔ الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب (یعنی قرآن قابل شک نہیں۔ اور یہ ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو پرہیزگار ہیں۔ اور غائب چیزوں پر ایمان لاتے ہیں) پھر فرمائیے۔ کہ اگر ایمان کے لئے دیکھنا شرط ہے۔ تو غیب پر ایمان کیونکر ہو سکتا ہے؟ آخر کو سورۂ بقرہ کے بھولنے سے اس مصیبت میں پھنسے نا۔ اب کہو قرآن پر تمہارا ایمان ہے یا ہمارا؟ جس کو آیت اپنے دامن میں جگہ دی وہی مومن بالقرآن ہے۔

(سنیوں کو دیدار کا شوق) یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بہت پہلے سے (جب سے سن لیا تھا کہ بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ سے خدا کے دیکھنے کی خواہش کی تھی) اس فرقہ میں خدا کے دیدار کی حسرت تھی۔ یہاں تک کہ دیکھ ہی لیا۔ آخرت میں تو ان کا دعویٰ ہے کہ کبھی دیکھیں گے لیکن وعدۂ فردا مشتاقان وصال کے لئے ایک جانگزا مانع تھا انھوں نے دنیا ہی میں دیکھ لیا۔ کچھ لوگ کم ہمت تھے۔ انھوں نے صرف خواب ہی میں دیکھا۔ جیسے امام احمد بن حنبل چنانچہ دمیری کی حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۱ پر مرقوم ہے۔ انہٗ رأی رب العزت فی المنام تسعاً وتسعین مرۃ الخ یعنی امام احمد بن حنبل نے خدا کو خواب میں ۹۹ مرتبہ دیکھا۔ دل میں سوچے کہ اگر اب دیکھا تو کچھ پوچھو نگا پھر دیکھا تو پوچھا کہ کیوں اے پروردگار! روز قیامت تیرے بندے کیونکر نجات پا سکتے ہیں؟ خدا نے فرمایا جو شخص صبح و شام یہ دعا پڑھے۔ (دعا اسی صفحہ پر مرقوم ہے) ہمیں مضمون نگار اس کی تصدیق ضرور کریں گے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ امام احمد بن حنبل سے بذریعہ مکاشفہ ذرا اتنی بات ضرور پوچھیں گے۔ کہ کیوں امام صاحب آپنے خدا سے کیوں نہ پوچھا کہ کیا بات ہے

لئے یہی دعا کافی ہوجائے گی۔ نماز روزہ اور تمام عبادتیں بیکار ہیں۔ جیسا کہ
شیعہ تقیہ کے باب میں روایت کرتے ہیں۔ کہ تقیہ میں دین کے نو حصے
ہیں۔ اگر یہی ہوگا۔ تو پھر شیعوں کو ہم کیا الزام دینگے؟ ہمیں امید ہے کہ جو
جواب امام احمد بن حنبل دیں۔ اس سے ہم بھی مطلع کئے جائیں۔ اور جو لوگ
اہلسنت بڑے باہمت تھے۔ انھوں نے خدا کو بیداری میں بھی دیکھا اور
خدا کا حلیہ بھی بتایا۔ ان میں سے **صاحب** تحفہ جنکو شیخ الاسلام بھی کہتے
ہیں یعنی **ابن تیمیہ** وہ بھی ہیں چنانچہ صدرالدین نے اپنی کتاب منتہی
المقال میں صاحب اتحاف العرفان کی عبارت نقل کی ہے۔ وقد تجاسر
ابن تیمیۃ الحنبلی عاملہ اللہ تعالےٰ بعدلہ وادعی ان السفر لزیارۃ قبر النبی
حرام وان الصلوٰۃ لا تقصر فیہ بعصیان المسافر بہ واطال فی ذلک بما تمجہ الا
سماع وتنفر منہ الطباع وقد عاد شوم کلامہ علیہ حتی تجاوز الجناب الاقدس
المستحق لکل کمال انفس وخرق سیاج الاکبریاء والجلال وحاول اثبات
ما ینافی العظمۃ والکمال الادعاء الجہۃ والتجسیم ونسبتہ من لم یعتقدہما الی
الضلالۃ والتاثیم۔ یعنی ابن تیمیہ حنبلی نے سخت جسارت کی ہے۔ خدا اس
کے باب میں اپنی عدالت سے کام لے۔ اور اس نے اس بات کا دعویٰ
کیا ہے۔ کہ رسول کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ اور نماز بھی
ایسے سفر میں قصر نہ کیجائے گی۔ کیونکہ ایسا سفر سفر معصیت ہوگا۔ اور اس میں
اس نے نہایت طول دیا ہے۔ جس کے سننے کے لئے کان تیار نہیں ہیں اور
طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے۔ اس کے کلام کا وبال اس پر پڑا یہاں تک
کہ اس نے پردہ کبریا و عزت چاک کرنا چاہا۔ اور خدا کے لئے کمال بالذات
کے لئے جہت و جسم تجویز کیا۔ اور جو جہت و تجسیم نہ مانے اسے گنہگار ٹھہرایا یہ

ابن تیمیہ صاحب منہاج قریشی بزرگ ہیں جنکا نام مولوی عبد الشکور صاحب بڑی عظمت سے لیتے ہیں) غالباً ابن تیمیہ کو یہ معلوم تھا کہ رسول کے پہلو میں خلیفہ اول و دوم بھی مدفون ہیں۔ ورنہ رسول اللہ کی زیارت قبر تو حرام نہ کرتے

ان داؤد الجواربی انہ قال اعفونی عن الفرج واللحیۃ وسلونی عما وراء ذلک وقال ان معبودہم جسم ولحم ودم ولہ جوارح واعضاء من ید ورجل وراس ولسان وعینین واذنین۔ (ملل ونحل شہرستانی صفحہ ۱۴۴)

یعنی داؤد جواربی نے کہا کہ خدا کے متعلق داڑھی اور شرمگاہ سے سوال نہ کرو اس کے علاوہ جو پوچھو بتاؤں گا۔ اس (خدا) کے جسم بھی ہے۔ خون بھی ہے۔ اعضا و جوارح بھی ہیں۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سر۔ دو آنکھیں دو کان بھی ہیں۔ نہ معلوم ناک کا ذکر کیوں چھوڑ دیا۔ تعالی اللہ عما یشرکون) حکی انہ قال ہو اجوف من اعلاہ الی صدرہ مصمت ماسوی ذلک وان لہ وفرۃ سوداء ولہ شعر قطط۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ (داؤد) یہ بھی کہتا تھا کہ خدا (العیاذ باللہ) اوپر سے سینہ تک خالی ہے۔ اور باقی ٹھوس ہے۔ اس (خدا) کے بال کالے اور گھونگھر والے ہیں۔ آجتک مذہب کے بعض افراد میں بہت ریشمی کی بو آرہی ہے)

ہر فقرہ کا جواب یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ الخ امام جعفر صادق کی حدیث ہے۔ اس کی ہنسی وہ اڑا سکتے ہیں جو قرآن پر عامل نہیں اور نہ اس پر ایمان لاسکتے ہیں کیونکہ پہلے اشتہاروں میں بتا دیا گیا۔ کہ بخاری نے کئی آیتوں سے تقیہ پر استدلال کیا ہے جن پر سنیوں کا ایمان نہیں لکھنے والو کیا تمہیں سورہ مومن بھی یاد نہیں تم تو کہتے ہو ہم بڑے حافظ

بار جھوٹے بھی تو سورۂ مومن ہی جھوٹے۔ اچھا ہم تمہیں یاد دلانے نیز اپنے اور
تصدیق قول معصوم کے لئے آیت پیش کرتے ہیں۔ وقال رجل مومن من
آل فرعون یکتم ایمانہ۔ یعنی ایک مومن شخص نے جو اپنے ایمان وغیرہ کو فرعون
وغیرہ سے چھپاتا تھا یہ کہا کہ وہ کیا تم اس جرم پر ایسے شخص قتل کرو گے جو
کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ دیکھو وہی تقیہ جس کی تم مذمت کرتے ہو۔ اس
کی خدا مدح کرتا ہے۔ خدا کے ساتھ رسول بھی اس تقیہ کرنیوالے کا مدح
ہے۔ اور فرماتا ہے کہ یہ صدیق تین شخص ہیں۔ مومن آل فرعون حبیب نجار
علی بن ابی طالب (دیکھو صواعق محرقہ صفحہ ۷۵) اگرچہ اس میں آپ کے
صدیق کا نہ ذکر ہے نہ نام ہے لیکن اس میں ہمارا کیا قصور رسول اللہ نے
یہ لقب سوائے مذکورہ بالا لوگوں کے کسی اور کو نہیں دیا۔ اور نہ کوئی اس
لقب کا مستحق تھا۔ ورنہ رسول اللہ اس کا نام بھی ضرور لیتے۔ **تم اپنے منہ میاں مٹھو**
سے چاہو صدیق کہو۔ دیکھو وہی ایمان کا جھگڑا قرآن میں ہے جو امام معصوم
کی حدیث میں ہے۔ پھر کیا اس کے معنی یہ کہئے گا کہ اہل سنت کا ایمان
قرآن پر ہے۔ [illegible] آپ [illegible] حالانکہ [illegible]
[illegible] مذہب نہیں ہے ورنہ جن کتابوں [illegible] ہم نے [illegible]
[illegible] مصنفین آپ کے علماء [illegible]
[illegible] عقیدہ [illegible] انسان [illegible]
[illegible] آیت [illegible]
[illegible] قرآن پر ایمان

رکھتے ہو (شرم) اور لطیفہ سنئے. فرماتے ہیں کہ "ہم آیات کو لکھتے ہیں جس پر اہل سنت کا ایمان ہے. انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل الخ ناظرین ملاحظہ فرمائیں. کہ اہل سنت اقرار کرتے ہیں کہ صرف دو آیتوں پر ان کا ایمان ہے. باقی قرآن پر نہیں، دوسری آیت وانہ لکتاب عزیز الخ کا لکھنا نافہمی کی دلیل ہے. کیونکہ یہ قرآن کے متعلق ہے اور جو چیز قرآن میں بڑھائی جائے گی وہ قرآن نہ ہوگی. رہ گئی پہلی آیت نحن نزلنا الذکر الخ اس سے مراد یہ نہیں. کہ وہ ضائع نہیں ہو سکتا. اگر ایسا ہوتا تو جلتا کیوں. پھٹتا کیوں. بکری کیوں کھا جاتی؟ اس سے یہ بھی مراد نہیں. کہ اس میں کمی نہیں ہو سکتی. اگر ایسا ہوتا تو تحریف کیوں ہوتی گذشتہ تحریفوں کو جانے دیجئے. سنی اشتہار کے حال میں تحریف کی وہ یہ کہ قرآن میں لکتاب عزیز ہے اور اشتہار کے کتاب عزیز لکھا ہے. پھر کیا اہلسنت یہ بھی کہیں گے. کہ خدا نے کیوں حفاظت اپنے قرآن کی نہ کی. اور حرف (لام) کیوں گر نے دیا. حضرات اہلسنت خوب غور کریں. کہ تحریف اسی کا نام ہے. جیسے کہ اشتہار سنی نے کی. اور جیسا کہ اس کے قبل ہوا. امام رازی تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۵۰۸ پر تصریح کرتے ہیں. کہ جو قائل تحریف ہیں. وہ اس آیت کو کب تحریف سے خالی مانیں گے" پھر جب آپکو آپ ہی کے علماء جواب دیتے ہیں. تو ہمارے جواب کی کیا ضرورت ہے. اور اگر مزید جواب کی ضرورت ہو تو اپنے حضرات دیکھو علامہ صاحب استقصاء ہو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے. کہ ان کا منشا یہ ہے. کہ حضرت عمر و عائشہ کو جناب

اعتقاد اہل سنت خارج از اسلام قرار دیں۔ کیونکہ یہ دونوں تحریف
کے قابل ہیں۔ لہذا جو آپ نے چاہا۔ وہ آپ کے بقول ہو گیا فرماتے
ہیں کہ "یہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں" قرآن پر ایمان لانے والو
قرآن میں سنو ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا یعنی اگر کوئی فاسق تمہیں خبر
دے تو اسے خوب جانچ پڑتال لو۔ اب قرآن کی صرف دو آیتوں پر ایمان رکھنے
والا تمہیں یہ خبر دے رہا ہے کہ "شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں" اور شیعہ
کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان قرآن پر ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہر آیت پر ہے تم
خود فیصلہ کر لو۔ **فرماتے ہیں** "اہل سنت خلاف قرآن روایتوں پر ایمان
نہیں رکھتے" **سچ کہو!** تو پھر موقع جہاد پر یہ آیت ہے۔ ومن یولہم یومئذ دبرہ
الخ یعنی جو اس دن پیٹھ پھیرے گا اس پر خدا کا **غضب** ہے" اب
ہرگز ان روایتوں پر ایمان نہ لانا جو تمہارے یہاں کے **بھاگ گئے** والوں
کی مدح میں ہیں۔ کیونکہ قرآنی آیت **ناراض** ہے اگر ایسا کرو تو ہم جانیں
کہ تم مومن بالقرآن ہو!!!

موقف حشر اور سنیوں سے گفتگو

وقفوھم انھم مسئولون۔ ان کو روک لو ان سے سوال کرنا ہے
دعجب نہیں کہ آواز آئے کیوں سنیو! تم میرے سامنے جھوٹ بولتے رہو
کہ شیعہ خطیب نے گھڑی روایات کو بستی امروہہ میں ذکر کئے تھے، حالانکہ تم
قرآن میں سن چکے تھے۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم کبھی تین آدمی
بھی مشورہ کے لئے نہیں بیٹھے۔ مگر یہ کہ خدا ان کا چوتھا ہوا (سکوت اور

شرمساری) ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم ۔ دیکھنے کا وقت
ہوگا جب گنہگار خدا کے سامنے سر جھکائے ہوں گے۔ غیبی آواز اچھا
یہ بتاؤ کہ قرآن میں کمی بیشی ہو تو قرآن کا کیا قصور؟ یہ تو ان کی خطا ہے۔
جنہوں نے کمی زیادتی کی ہو۔ (سکوت) غیبی آواز ۔ تم یہ کیونکر سمجھے کہ کمی
زیادتی نہیں ہے؟ **اہلسنت** اس لئے کہ تو نے کہا ہے۔ انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون یعنی ہم نے نازل کیا قرآن اور ہم اس کے نگہبان ہیں
غیبی آواز۔ عمر کو بلاؤ۔ آئے کیوں عمر! تم نے ابوبکر سے جو قرآن
کے متعلق کیا کہا تھا۔ فقال ان القتل استحر یوم الیمامۃ وانی اخشیٰ ان یستحر
القتل بالقراء بالمواطن فیذہب کثیر من القرآن ۔ کہا کہ روز یمامہ قاریان
قرآن کثرت سے قتل ہوئے۔ اگر یوں ہی تمام مقاموں پر ہوگا تو بہت
سا قرآن جاتا رہے گا۔ (صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۴۲) **غیبی آواز** کیا
تم کو انا لہ لحافظون نہیں پہنچا پہنچا کیوں نہیں۔ آواز ۔ پھر ضائع ہونے کا
خوف کیسا جو تم سے تو تمہارے پیرو اچھے۔ **عمر**۔ یہ لوگ آیت کے معنی
نہیں سمجھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آیہ رجم قرآن میں کیوں نہ ہوتی جس کا میں
راوی ہوں۔ **آواز**۔ کیوں اہلسنت تم اس کا جواب کیا دیتے ہو۔
اہلسنت ۔ جو قرآن میں کمی بیشی کا قائل ہے وہ کافر ہے۔ **عمر**۔ ہائیں!!
کیا ہم کافر ہیں؟ ۔ آپس میں تخاصم ۔ ان ذالک الخ۔ **آواز** ۔ اچھا
اہلسنت! اب تم بتاؤ کہ میرے کلام پر ایمان لاؤ گے؟ میں نے کہا تھا"
"ما کان لہم الخیرۃ"۔ آدمیوں کو امیر بنانے کا اختیار نہیں ہے۔ پھر تم نے اس

ـت کے خلاف کیوں کیا۔ (سکوت) میرے خلیل کو تم نے جھوٹا کیوں کہا (سکوت)
میرے رسول نے کیا تم سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ قرآن اور اہلبیت سے تمسک
کرنا۔ پھر تم نے قرآن کو جلایا کیوں؟ رسول کے گھر پر آگ لکڑیاں کیوں
لائے؟ اہلسنت ہم آواز ہو کر۔ ہم نے نہیں جلایا۔ عمر و عثمان نے جلایا
آواز۔ تم نے ابوبکر کے فدک والے معاملہ کو مان لیا۔ حالانکہ میری
کتاب میں ہے۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم۔ پھر جب میں نے خود وارث
بنایا۔ تو تم نے ابوبکر کی روایت پر کیوں یقین کیا؟ تم تو کہتے تھے
کہ قرآن کے مخالف روایت پر ہمارا ایمان نہیں۔ تو کیا تم مجھے بھی دھوکا
دیتے ہو۔ (سکوت) اچھا یہ تو بتاؤ پیشاب سے میری کتاب کو لکھنا
کیوں جائز رکھا؟۔ انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔ پروردگار
ہم نے اپنے بڑوں کی اطاعت کی انھوں نے ہمکو گمراہ کر دیا۔ آواز
قیل الدخلا۔ پھر تمھاری سزا یہ ہے۔ تم دونوں داخل ہو جاؤ تم
ہوؤں کی تمنا۔ پروردگار ہم ربوبیت کے قایل ہیں ہمیں اپنا
چہرہ تو دکھا دے۔ آواز۔ اخسؤفیھا ولا تکلمون!! دور ہو۔

حوض کوثر پر ایک پرہول منظر

آفتاب محشر کی کڑی دھوپ۔ شدت حساب و وقوف کی کاہش عرق
کا وفور تشنگی کو آگ کو بھڑکا رہے ہوں گے۔ وہاں کچھ لوگوں کو
(جن کے نام لینے کی ضرورت نہیں) حوض کوثر کی جھلک اور اس
کے گرد قدرت کے بنائے ہوئے ساغروں کی چمک نظر آئیگی۔

اسی کے ساتھ ہی ساقی وہ پینے والے جن کی یاد میں صبح ازل سے
دہن کوثر میں پانی بھر رہا تھا۔ گروہ گروہ اسطرح نظر آئیں گے۔ کہ انکے
چہروں کی چھوٹ آئینہ آب پر صیقل کا کام دیرہی ہوگی۔ اس کے کنارے
کوثر کا مالک (رسول) اور اس کا ساقی (علی) اس خدا داد منصب کا کام
انجام دیرہے ہونگے تشنگی میں منظر اپنی جانب جذب کریگا۔ اور مدعی نبوی
کا صحن سمجھکر کچھ لوگ اسکی جانب بڑھینگے۔ مگر توبہ اس منتخب لوگوں کا گذر
کہاں۔ وہ حوض کوثر کی طرف بڑھنا چاہینگے مگر خدائی فرمان انکو ہٹارہا ہوگا

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابی الحوض
حتی اذا عرفتہم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ یرد علی یوم القیمۃ رھط من اصحابی۔
فیجلون عن الحوض فاقول یارب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احد
ثوا بعدک (صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۹۱) انس ابی ہریرہ کہتے ہیں۔ کہ رسول
نے فرمایا کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہوں گے۔ اور بحکم خدا سے وہ
ہنکالے جائینگے۔ اسوقت میں کہوں گا کہ اے خدا یہ تو میرے اصحاب ہیں
جواب ملے گا کہ اے رسول تم نہیں جانتے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیا
کیا بدعتیں کی ہیں۔

موقف حشر پر [illegible] خطبہ

ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم

کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں۔ **شیعہ**۔ ان کنت قلتہ فقد علمتہ (میرے پالنے والے اگر میں کہتا تو ضرور جانتا) **غیبی آواز**۔ اہلسنت کہتے تھے کہ قرآن میں کمی بیشی کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔ حالانکہ تم انھیں کی کتابوں سے ان کے علماء کی روایتیں پیش کرتے تھے پھر بھی اہلسنت اپنے معتقدین تحریف کو اسلام سے خارج نہیں کرتے تھے۔ تم اس باب میں کیا کہتے ہو؟ **شیعہ**۔ ہم وہی کہتے ہیں جو تو نے کہا ہے "یقولون بافواہھم مالیس فی قلوبھم" وہ لوگ زبان سے کچھ کہتے ہیں۔ اور دل میں کچھ ہے۔ وہ اپنے حساب خدا کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ **غیبی آواز**۔ تم نے خلفاء ثلثہ سے کیوں علیحدگی اختیار کی؟ **شیعہ**۔ اسلئے کہ تو نے ملائکہ کو باوجود اس کے کہ وہ معصوم ہیں۔ اجازت نہ دی۔ کہ وہ اپنے لئے کوئی خلیفۃ الارض مقرر کرلیں۔ جبکہ تو نے فرمایا (انی جاعل فی الارض خلیفہ) یعنی ہم زمین پر اپنا جانشین بنانے والے ہیں" اور تو نے یہ بھی فرمایا (ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا) یعنی کبھی خدا کا راستہ نہیں بدلتا۔ ان باتوں سے ہم نے سمجھا کہ جب تو ہی خلیفہ بناتا ہے اور تیری عادت بدلتی بھی نہیں تو پھر تیرے سوا کون خلیفہ بنا سکتا ہے۔ لہذا ہم سمجھے کہ جس نے اپنے اختیار سے خلیفہ بنایا۔ اس نے تیرے حق پر قبضہ کرنا چاہا۔ اور وہ باطل پر ہے **غیبی آواز**۔ قرآن پر تم نے اپنی سمجھ سے عمل کیا یا کسی سے پوچھا بھی؟ **شیعہ**۔ تیرے نبی نے کہا تھا کہ میں

تم میں قرآن وعترت دو چیزیں چھوڑتا ہوں ۔ اسلئے ہم نے قرآن کو
انھیں سے سمجھا جس کو تو نے قرآن کے ساتھ کر دیا تھا ۔ غیبی آواز ۔
تم نے تقیہ کا جواز کیونکر سمجھا ؟ شیعہ ۔ تیرے قول سے ۔ الا من اکرہ
وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی ایمان کے بعد کفر جائز نہیں لیکن اگر کوئی
شخص مجبور کیا جائے ۔ اور اس کے دل میں ایمان اطمینانی ہو ۔
اور اس لئے کہ تو نے رسول کو غار میں چھپکر تقیہ ظاہر کرنے کا حکم
دیا ۔ اور اس لئے کہ تو نے ایمان چھپانے پر مومن آل فرعون کی مدح
کی ۔ غیبی آواز ۔ سلام علیکم ۔ فادخلوہا خالدین ۔ تم پر ہمارا سلام ۔ تم
بالکل پاک وپاکیزہ ہو ۔ اچھا تو اب ہمیشہ کے لئے جنت میں جا کر آرام
کرو ۔ المشتہر سید مشکور حسین نقوی امروہوی

مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ

اشتہار منجانب اہل تشیع

صاعقۂ طور

اشتہار کفر نظارت گذرا ۔ سوائے سوز دل کے دھوئیں کے سایہ کے
کاغذ میں کچھ بھی نہیں جو تمہارا [illegible] ۔ اس کے ذکر و تحقیق
کی آندھیوں سے یوں اڑ گئے ہیں جیسا کہ آپ کو نظر آ رہا ہے ۔ امام
غائب [illegible] کا قرآن وحی کے ہاتھوں کے سوا اور کسی کے ہاتھ میں
نہیں آ سکتا ۔ وہ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح رسول غائب ہو کر محفوظ

تھا۔ اور آیہ انا لہ لحافظون بھی اشارہ کر رہا ہے۔ اگر تم نہ سمجھو تو آیت بتلاتا
ہے۔ جب وقت ظہور آئے گا تو تمہیں قرآن اور ذو الفقار ساتھ
ہی ساتھ نظر آجائیں گے۔ (ذوقوا فتنتکم ہذا الذی کنتم بہ تستعجلون) (۲)
فرماتے ہیں۔ جو لوگ موجودہ قرآن کو ناقص اور مصحف عثمانی سمجھتے ہیں
ان کو بُرا جانو اور ان کی پیروی نہ کرو"۔ قرآن کی صفت موجودہ
لانا یہ بتاتا ہے کہ راقم اشتہار کو اب تک مونث اور مذکر میں امتیاز نہیں
حضرت قرآن مذکر ہے۔ ذرا دیکھ لیا کیجیئے۔ ہم مخاطب کی نصیحت پر
عمل کر کے قرآن کے ناقص بتانے والے کو نام بنام برا سمجھتے ہیں
اور ان کی پیروی نہیں کرتے۔ اور کچھ نام بھی لکھے دیتے ہیں۔ تاکہ
عالی فہم مخاطب کو ہم سے گلہ نہ رہے۔ ابن عمر خلیفہ زادے قرآن
کو ناقص بتاتے تھے۔ اور لوگوں کو اس کے کامل جاننے سے منع بھی
کرتے تھے۔ فرماتے تھے (لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ
ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظہر منہ) یعنی تم میں
سے کوئی یہ نہ کہے۔ کہ میں نے پورا قرآن پا لیا۔ اسے کیا معلوم کہ
پورا قرآن کیا ہے۔ (ارے) بہت سا قرآن جاتا رہا ہے۔ ہاں یہ کہنا
چاہیئے کہ جتنا ظاہر ہوا اتنا ہمیں ملا۔ درمنثور (۳) ابی بن کعب نے
پوچھا کہ سورۂ احزاب کتنا ہے؟ زر بن حبیش نے کہا کہ بہتر یا تہتر
آیتوں کا سورہ ہے۔ کہا یہ سورہ تو سورۂ بقر کے برابر تھا۔ اور ہم اس
سورہ میں آیہ رجم کی بھی تلاوت کرتے تھے۔ درمنثور (زر بن حبیش) ہا

کہا کہ آیۂ رجم کیا تھا؟ کہا کہ (اذا زنیا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم، دیکھو کتنی آیتیں نکل گئیں (اتقان)

(۳) عائشہ صدیقہ زادی فرماتی ہیں کہ رسول کے زمانہ میں سورہ احزاب کی دو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں لیکن عثمان نے قرآن کے وقت اتنی ہی آیتیں پائیں جتنی اب قرآن اب ثابت ہیں۔ اور انھیں آیتوں میں آیۂ رجم بھی تھا۔ (محاضرات راغب۔ اتقان۔ درمنثور) ہمارے مخاطب بات ٹالنے کے لئے فرماتے ہیں کہ وہ تیر شہاب ہیں اس روایت کا ترجمہ صحیح نہیں ہے نقل کا اصل نہیں ہے۔ ترجمہ کی صحت ثابت ہونے پر پانچ سو انعام بھی دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تیر شہاب میں یہ روایت قرآن میں کمی ثابت کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے۔ اگر اس روایت سے کمی قرآن نہ ثابت ہوئی ہو تو ہم ایک ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ اصل ترجمہ صحیح کو غلط کہنا۔ پھر آپ غلطی کا پتہ بھی نہیں بتاتے۔ پیروؤں کو بہکانے سے کیا فائدہ۔ یہ بتاؤ کہ تیر شہاب سے چوٹ لگی یا نہیں۔ کمی ثابت ہوئی یا نہیں (و نعم)

(۴) ابوموسیٰ اشعری کو ایک سورہ جو طول میں سورۂ براءت کے مانند تھا۔ بھول گیا۔ صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے۔ (لو کان لابن آدم وادیان من المال لابتغی وادیا ثالثا ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب) اور ایک سورہ اور بھول گئے جو مسبحات سے کسی ایک کے مشابہ تھا۔ اس میں صرف یہ آیت یاد رہی (یا ایہا

الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم ،
مستدرک حاکم۔ اتقان (ہ) امام مالک فرماتے تھے کہ سورۂ
برات میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب اس سورہ کا ابتدائی
حصہ ساقط ہوا تو اس کے ساتھ بسم اللہ بھی جاتا رہا۔ کیونکہ ثابت
ہوگیا ہے کہ سورۂ برات سورۂ بقر کے برابر تھا (اتقان) (ہ)
حذیفہ فرماتے تھے کہ اب تم سورۂ برات کی چوتھائی بھی نہیں پڑھتے
(اتقان) (۶) عمر فرماتے تھے کہ مجھے خوف تھا کہ لوگوں کو زمانہ
دراز کے گذرنے سے کہیں یہ کہنے کی نوبت نہ آئے۔ کہ ہم آیہ رجم
کو قرآن میں نہیں پاتے۔ اور وہ ایک فریضۂ خدا کے ترک کرنے
سے گمراہ ہو جائیں۔ جانتے رہو کہ رجم حق ہے۔ جو زانی محصن کے لئے
معین ہے۔ جب زنا گواہی یا حمل یا اقرار سے ثابت ہو جائے رسول
نے بھی رجم کیا۔ اور ہم نے بھی رجم کیا۔ دوسری روایت میں
فرماتے ہیں کہ وہ بھی منبر پر غالباً رئیس الاشہاد دیوان نبوی
میں سے جنکو خدا نے نازل کیا تھا۔ آیۂ رجم بھی ہے۔ اس آیہ کو ہم نے
پڑھا بھی اور سمجھا بھی اور یاد بھی کر لیا الخ (صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۱
و ۱۱۱) ان لوگوں میں سے جو بلحاظ اختصار نہایت کم تعداد میں ذکر
کئے ہیں جس کو کہئے آپ کی خاطر سے ہم بھی جز الحمد ہیں۔ اگرچہ انمیں
کا ایک اور ان کی طرح نہیں ہے۔ اب فرمائیے جو کسی کا قائل
ہو وہ کافر ہے" پھر فرماتے ہیں "جو حرف غلط تھے۔ ان کو

ردی میں ڈالدیا۔ جن امور کے جواب سے تم عاجز ہو ان کو غلط لکھدیا یعنی شیعوں نے جن باتوں سے تمہاری قرآن کی دشمنی ثابت کی تھی۔ وہ غلط تھیں۔ اگر تم اس کے ایک حوالے ایک نقل کو غلط ثابت کردو۔ تو **ایک ہزار روپیہ انعام** دینے کو ہم تیار ہیں جس قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ اسے ہم بار بار پیش کر چکے۔ اور یہ جواب ہمارا تفضلاً ہے۔ کیونکہ ہمیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ور نہ تم سے مطالبہ ہے۔ کہ جس رسول پر تمہارا ایمان ہے اسے پیش کرو۔ اور اس کی تفصیل اپنے حشر میں دیکھو **ہمارے سوالوں کی لڑیاں** (۱) تم رسول کے لئے جھوٹ بولنا تجویز کرتے ہو یا نہیں؟ (۲) رسول غار میں چھپے تھے یا نہیں؟ (۳) تمہارے خلفائے اسلام سے پہلے بت پرست تھے یا نہیں؟ (۴) تمہارے خلفاء میدان جہاد سے بھاگے تھے یا نہیں (۵) حدیبیہ میں حضرت عمر کو رسول کی نبوت میں شک ہوا تھا یا نہیں؟ (۶) تمہارے یہاں کی معتبر کتابوں میں قرآن کی تحریف و تغیر و کمی بیشی جو تبدیل کی روایتیں ہیں یا نہیں؟ (۷) تمہارے یہاں تقیہ جائز ہے یا نہیں؟ (۸) تم قیامت میں خدا کا ستہ دیکھو گے یا نہیں؟ (۹) عثمان نے قرآن جلایا یا نہیں؟ (۱۰) پیشاب سے قرآن کا لکھنا فتاوائے قاضی خاں میں ہے یا نہیں؟ ہمارے **سوالات** کا جواب نمبروار آئندہ اشتہار میں مع حوالہ کتب و تصریح مورخین و کتب عقائد اہلسنت دیدینا تب ہم تمہیں بتادیں گے کہ بحث فضول کے نتائج کس کے دشمن ہو گئے۔ ولا

یحق المکر السیئ الا باہلہ ایک کھلا اور سپید جھوٹ فرماتے ہیں یہ کہ شیعوں کا ایمان ہے۔ کہ موجودہ قرآن مصحف عثمانی ہے۔ ناقص اور ناتمام دیکھو اپنی کتاب استقصاد ازین مصحف عثمانی ناقص و ناتمام گذاشتہ!! کیا لکھنے والا یحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق نہیں ہے؟ کیا یہ نقل کا الاصل ہے؟ کیا جس امر کو وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو معنی اس عبارت کے لیتے ہیں۔ وہ یہی ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ اگر اس معنی کی صحت اس عبارت سے ثابت کردو۔ تو پانچ سو روپیہ نقد لیلو۔ خود عادت تحریف و کید و مکر میں مبتلا ہو کر ہمیں ایسے اتہامات کا نشانہ بنانا یہ کمال عاجزی کی دلیل ہے۔ ہم نے اس عبارت کے معنی اشتہار شت لعد از جنگ میں بتا دئے ہیں۔ صحیح بخاری کی جو روایتیں کمی قرآن کے متعلق ہم نے لکھی ہیں۔ کہدو کہ جھوٹ ہے! اور منثور میں جو روایتیں کمی کی ہیں کہدو جھوٹ! اتقان سیوطی میں کمی و بیشی کی جو روایتیں ہیں کہدو جھوٹ! محاضرات راغب میں جو روایتیں ہیں کہدو جھوٹ! مسند امام احمد حنبل میں جو روایتیں ہیں کہدو جھوٹ! تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی میں جو روایتیں ہیں کہدو جھوٹ! مستدرک حاکم میں کمی کی جو روایتیں ہیں۔ کہدو جھوٹ! تم کیا کرو تمہارے مذہب کی بنا ہی جھوٹ پر ہے۔ آج تک تم نے عثمان کے متعلق مشہور کر رکھا تھا۔ کہ قرآن انھیں کا جمع کیا ہوا ہے۔ ہم نے تمہاری تاریخوں سے ثابت کردیا۔ کہ ہرگز عثمان جامع نہیں ہیں

بلکہ انھوں نے صرف قراٰتوں کو چھوٹ نکلنے کے لئے جمع کیا تھا۔ جب حضرت
ابوبکر کے عہد میں ہوا تھا۔ (دیکھو تاریخ ابوالفدا) اب ہم اس کو بھی
تمہاری ہی کتابوں سے ثابت کئے دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی غلط ہے۔
کہ حضرت ابوبکر قرآن کے جامع تھے۔ کیونکہ صحیح بخاری میں ہے (ما ترک
النبی الا ما بین الدفتین) نبی نے اپنے بعد وہی چھوڑا ہے جو قرآن
کی دونوں دفتیوں کے درمیان ہے۔ پھر جب قرآن یونہی متروکہ
نبی میں سے ہے۔ تو کسی کو جمع کرنیکی فضیلت حاصل نہیں چاہیئے۔ وہ
لوگ اچھے ہوں یا برے۔ اس قرآن موجود میں کوئی قدح نہیں ہو سکتی
اور اسی بات پر شیعوں کا ایمان ہے۔ ان باتوں کو دیکھکر معلوم ہو گیا
ہے کہ جب اہل سنت کی مشہور باتیں خود انھیں کے بیانات سے
جھوٹ ثابت ہوئیں۔ تو غیر مشہور کا تو کیا ذکر ہے۔ قرآن سے ہمارا
ہاتھ کسی وقت بھی خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ توام قرآن کا دامن ہمارے
ہاتھ میں ہے۔ اور اہلبیت نبی مصحف ناطق ہیں جنہوں نے اسکے
احکام ہمارے لئے بیان کر دئے ہیں۔ ہاں آپکا ہاتھ خالی ہے کیونکہ
رسول کا سخن وقت نزع رسول یہ کہہ کے قطع کر دیا گیا کہ حسبنا کتاب
اللہ۔ یعنی آپ کے لکھنے اور فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہمیں
کتاب خدا کافی ہے۔ بھلا فرمائیے تو کہ فقط قرآن ان کو کیونکر کافی
ہو سکتا تھا۔ درآنحالیکہ کہنے والے کو لغت عرب میں اتنی واقفیت
بھی نہ تھی کہ کلالہ کے معنی بتا سکتے۔ استنباط احکام تو درکنار

چیز جب سے یہ آیا یہ قرآن بھی گیا۔ جس طرح عزت ہاتھ سے نکل گئی۔ وہی مثل ہوئی کہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اسی مثل ہے مرحبا مولوی روم کا ایک شعر یاد آگیا۔ جو فرقہ اہلسنت سے احترام قرآن کا پتہ دیتا ہے ؎ من ز قرآن مغز را برداشتم یعنی قرآن کا مغز تو میں نے لیلیا۔ اور قرآن کی ہڈیاں میں نے کتوں کے آگے پھینکدیں۔ (کہ وہ چبایا کریں) مولوی روم کے نزدیک قرآن میں صرف مغز ہی نہیں ہے بلکہ ہڈیاں بھی ہیں۔ وہ بھی کتوں کے چبانے کے قابل۔ یہ ہے سنیوں کا ایمان بالقرآن جو زمانہ کی لوح پر برسوں سے قایم ہے۔ اپنے شعروں پر اہلسنت کو خوب حال آتے ہیں۔ جو قابل دید سماں ہوتا ہے۔ اور پھر ہمارے سامنے دعوے ایمان بالقرآن۔ اے سبحان اللہ ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

تمنے جب استقصا کا مقابلہ قرآن سے کیا۔ اور بتایا کہ جس طرح استقصا تمہاری کتاب ہے۔ اس کے معنی تم سمجھتے ہو۔ ویسی ہی قرآن ہماری ایمان کی کتاب ہے۔ اس مقابلہ سے تو یہی سمجھ میں آتا ہے۔ کہ استقصا کو تم نے ہماری کتاب تسلیم کیا۔ اور قرآن کو اپنا۔ لو ہمارا جواب صحیح ہے۔ اب اگر قرآن کو تم اپنی کتاب نہیں تسلیم کرتے تو ہم اعتراض کو واپس لیتے ہیں۔ اب تو قرآن ہماری کتاب ہے۔ جب ہمنے لکھا تھا کہ یہ قرآن خلافت نہیں ہے کہ اس پر زبردستی قبضہ کر لیجیے اسپر ارشاد ہوتا ہے کہ "اگر خدا سنیوں کا طرفدار ہوتا تو قبول

تمہارے خلافت پر زبردستی قبضہ ہوتا"۔ اس کلمہ سے اہل سنت
کا ایک دوسرا اصول معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر زبردست کے
ارادے کے موافق کام ہو جائے تو خدا اس کا طرفدار ہوگا پس بنابر
مذہب اہلسنت خدا العیاذ باللہ یزید کا طرفدار ثابت ہوگا یعنی
پیغمبر کے مقابلہ میں خدا بادشاہ جابر کا طرفدار ثابت ہوگا۔ اسرائیلیوں
کے مقابلہ فرعون کا طرفدار ہوگا۔ پھر آج کل خلافت کے چھن
جانے پر جو فریاد و شور ہے۔ وہ محض فضول ہوگا کیونکہ خدا فریق
مخالف کا طرفدار ہوگا۔ بات دنا سمجھ کر لکھا کرو۔ ورنہ پاداش
پر نادم ہونا پڑیگا۔ امیر المومنین کی شجاعت اور بہادری رسول اللہ
سے زیادہ نہ تھی جب رسول نے برسوں شعب ابوطالب میں بسر کی ہجرت
فرمائی۔ غار میں چھپے تو یہ کون عاقل کہہ سکتا ہے۔ کہ معاذ اللہ رسول
شجاع نہ تھے۔ بلکہ بات یہ تھی کہ حکم جہاد نہ تھا۔ اب یہ مسئلہ کہ کیوں نہ تھا۔
اس کو خدا سے پوچھو۔ پس امیر المومنین باوصف شجاعت مطیع حکم رسول
تھے۔ جس وقت کے لئے حکم جہاد تھا جنگ فرمائی۔ جب حکم نہ تھا نہ لڑے
اب سوال کہ کیوں نہ لڑے۔ اور کیوں حکم جہاد نہ تھا۔ یہ رسول کے
واقعات کی طرح خدا ہی سے پوچھنے کے قابل ہے۔ اسکو فرار نہیں کہتے
جیسا کہ ہجرت کو فرار نہیں کہا جاتا۔ آپکے خلفاء نے یہودیوں
کے مقابلہ میں تو ثبات قدم دکھایا نہیں علی کا میدان تو اور چیز تھا۔
وہاں تو لوگ برہنہ ہو کر اپنی جان بچاتے تھے۔ دوسری بات

ہے۔ کہ کسی مظلوم کو صبر کرنے سے یہ کیونکر لازم آیا۔ کہ ظالم حق پر ہے؟
اگر تم امیر المومنین کے سکوت سے خلفاء کی حقیقت پر استدلال کرتے
ہو۔ اور ثابت کرو کہ امیر المومنین میں معاذ اللہ صفت صبر نہ تھی۔ اور یہ
امر دنیا کی قوت سے خارج ہے (وجزاہم بما صبروا جنۃ وحریرا)
تم ہم سے اس بات پر بگڑتے ہو۔ کہ سیدہ کو مظلومہ نہ کہو۔ فدک کے
چھین لینے کا ذکر نہ کرو ورنہ ہم (معاذ اللہ) امیر المومنین کو فرار سے نسبت
دیں گے۔ تم یاد رکھو کہ امیر المومنین کی شجاعت متواتر ہے۔ انکے
ساتھ فرار کی نسبت بےعقلی اور جہالت ہے جس طرح خدا کی قوت مسلم
ہے لیکن یقیناً کفار نے کعبہ کو غصب کرکے اس پر بت رکھکر قبضہ
کر لیا تھا۔ پھر کیا تم خدا کو ضعیف کہہ سکتے ہو؟ اگر اس غصب سے
خدا کی قوت میں فرق نہ آیا۔ تو یاد رکھو علی کی شجاعت میں اس غصب
سے بٹہ نہیں لگا جس طرح بت پرستوں کا غصب انھیں کے دامن
کا دھبہ تھا۔ اسی طرح ان غصب کرنیوالوں کے لئے یہ غصب
کلنک کا ٹیکہ ہے حضرت ائمہ مصالح پر جنگ کرتے ہیں اگر امیر المومنین
گھیرے ہوتے تو آج آپ یہی کہتے کہ مال و سلطنت کے لئے لڑے
لیکن صبر اسی طرح اپنے محل پر محمود ہے جس طرح محل جہاد پر
جہاد (مشتہر کفر کی گھبراہٹ) ہم نے وضو شکن میں تقیہ کے
متعلق لکھا تھا۔ کہ آپ کے امام بخاری نے تین آیتوں سے تقیہ پر
استدلال کیا ہے صفحہ کا حوالہ بھی تھا الخ۔ آپ اس کے جواب میں

فرماتے ہیں کہ وہ اس بعد جنگ میں کہاں امام بخاری کا نام کہاں صفحہ
وسطر کا حوالہ ہے۔ دروغ گویم برروئے تو الخ۔ یہ ہم نے کب لکھا تھا
کہ مشت بعد از جنگ" میں یہ مضمون ہے۔ یہ مضمون اس اشتہار میں
ہے جسے ڈر کے مارے تم آپ دیکھتے ہوئے گئے نہ اس کا نام لیتے ہو مگر
کیونکہ وہ ہمارا صف شکن اشتہار شیعوں کی دشمنی قرآن سے ہے
اس کو ملاکر (اگرچہ لاجوابی کا صدمہ تو ہوگا مگر) دیکھ لیجئے اس میں امام
بخاری کا نام بھی ہے صفحہ کا حوالہ بھی ہے۔ اب بتاؤ کہ دروغ اور
نافہمی کس کے حصہ میں ہے۔ شرم تو آئے گی۔ کاش حضرت عثمانؓ سے
حصول حیا میں استمداد چاہو۔ یہ ہے وہ مقام جہاں دروغ گورا
حافظہ نباشد کہا جاسکتا ہے۔ تمہارا یہ سوال [illegible]
ہے کہ۔ امیر المومنین نے کیوں نہ قرآن کو کامل فرمایا۔ خدا کا ارشاد
ہے۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں
اٹھاتا۔ یہ کیا ضرور ہے کہ کسی کے گناہ کی اصلاح دوسرے
کے ذمہ لازم ہو۔

حق بر زبان جاری۔ فرماتے ہیں لکھنؤ اور بارہہ اور امروہہ
کے سیدوں کے متعلق ان سب کے گھروں میں اور ہاتھوں
میں یہی مصحف عثمانی دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کو نمازوں میں
پڑھتے ہیں۔ پھر جب تم ہمارا یہ حال جانتے ہو تو کہ شیعوں
کا ایمان قرآن پر نہیں ہے؟ دیکھو اس کلمہ کو تمہاری

مولوی صاحب نہ دیکھ لیں۔ ورنہ وہ آدمی غیور ہیں لیجئے
اب تو ہم نے اپنے ایمان بالقرآن کا ثبوت آپ
ہی کے منہ سے دیدیا۔ اب تو علماء فرنگی محل سے
لکھوا دیجئے۔ کہ مولوی عبدالشکور صاحب کی شکست
تمام اہلسنت کی شکست ہے۔ رہ گیا مسئلہ بدا ہم
اس کو آج یہ کہکر چھوڑے دیتے ہیں کہ (یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و
عندہ ام الکتاب) خدا جس چیز کو چاہتا ہے مٹاتا ہے جسکو چاہتا ہے
ثابت کرتا ہے الخ۔ اس پر غور کر لینا۔ پھر جب تم مسئلہ بدا پر اپنے اعتراض
کو مفصل بیان کروگے تو ہم جواب اسی آیت سے دے لینگے۔ اب تو تم
تم کہدینا کہ ہم تو دو آیتوں پر ایمان لائے ہیں جس کا ذکر نمبر ۱ و ۲ ب
میں ہے!! نمبر ۲ میں ہم پر کئی الزام دئے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم گھبرا گئے
ہیں۔ ناظرین اشتہاروں کو دیکھکر اس کا فیصلہ کریں کہ کون گھبرایا ہے۔
دوسرا الزام یہ ہے۔ کہ ہم نے زبان درازی سے کام لیا ہے۔ ہم کہتے
ہیں کہ اگر ہم نے سنیوں کے سوا کسی شیعہ کے اقوال لکھے ہیں تو تم
شوق سے کہدو۔ کہ جن لوگوں نے یہ روایتیں جھوٹ
لکھی ہیں ان پر خدا کی لعنت۔ ورنہ زبان دراز تو آپ کے
سلف تھے جنہوں نے اپنے پیروؤں کو بھی چھوڑا۔ تیسرا یہ الزام ہے
کہ ہم نے حضرت عثمان کو قرآن جلا دینے والا بتلایا یہ ہذیان ہے حضرت
یہ وہ ہذیان ہے جسمیں آپ کے تمام محدثین و مورخین اور امام بخاری بھی

شریک ہیں۔ اگر آپ ان روایات کو جھوٹا ثابت کر دیں
تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جب رسول کی نسبت
ان کی موت کے وقت بڑے صحابی حضرت عمرؓ نے کہہ دیا کہ ان
الرجل لیھجر یعنی یہ مرد (معاذ اللہ) ہذیان بک رہا ہے (دیکھو نہایہ
ابن اثیر صحیح بخاری صحیح مسلم شرح ملا عکبری) تو ہماری طرف ہذیان کی نسبت
بہت آسان ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ جو شخص تمام مورخین کے
مقابلہ میں ان کے خلاف کہے باوجودیکہ وہ مورخ ہو۔ ہذیان
کو لوگ زیادہ یقین کریں گے!!!

بلکہ جبکہ الخ **امام المتقین پر دوشنبی ہوش معترض** تقی الدین القوم

نفس نبی کا خطاب آواز۔ خلفاء سے جنگ نہ کرنے پر جنہیں میرے
متعلق کچھ شک تو نہیں کیا۔ (شیعہ) آپ میں شک کا موقع ہی کیا تھا
ہم تو آپکو نفس نبی سمجھتے تھے۔ آپ میں وہی شک کریگا جس نے رسول کی رسالت
میں شک کیا ہو۔ ہم تو آپ ہی کے منہ کی بات سن چکے ہیں۔ کہ آپسے یہ
سوال کیا گیا تھا کہ پہلے خلفا سے آپ نے غصب حق پر جنگ کیوں نہ کی؟ تو اسکے
جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں نے چھ پیغمبروں کی پیروی کی ہے پہلے خلیل اللہ
کیونکہ انھوں نے کہا تھا۔ واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ (میں تمہیں
اور خدا کے علاوہ جنکو پکارتے ہو انکو بھی چھوڑتا ہوں) اگر کوئی کہے خلیل اللہ
نے بلا خوف کنارہ کشی کی تو وہ کافر ہے۔ اور اگر خوف کی وجہ سے کنارہ کشی
کی تو جب نبی پر اعتراض نہیں تو وصی کی کنارہ کشی پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

دوسرے لوطؑ کیونکہ انھوں نے کہا تھا۔ لو ان لی بکم قوۃ او آوی
الی رکن شدید (کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں کسی
رکن شدید سے پناہ لے سکتا) اگر کوئی کہے کہ لوطؑ میں قوت مقابلہ تھی۔
تو وہ کافر ہے۔ اور اگر قوت نہ تھی تو میں تو وہی ہوں مجھ پر کیا اعتراض
تیسرے یوسفؑ انھوں نے کہا۔ رب السجن احب الی مما یدعوننی
الیہ (پروردگار یہ عورتیں جو مجھ سے چاہتی ہیں اس سے تو قید خانہ ہی بہتر
ہے) اگر یوسفؑ کو کوئی شخص کہے کہ بغیر خوف گناہ انھوں نے قید خانہ میں
جانا طلب کیا تو کافر ہے۔ اور اگر خوف گناہ موجود تھا۔ تو یوسفؑ کی طرح
میں بھی معذور ہوں چوتھے موسیٰؑ کیونکہ انھوں نے ففررت منکم لما خفتکم
(میں نے تم سے فرار کیا جب میں تم سے ڈرا) دیکھو اس قسم کا فرار شان
نبوت کے خلاف نہیں۔ اور نہ ایسا صاحب عزم رسل بھگوڑا کہا جا سکتا ہے
فرار وہی معیوب ہے جو وجوب جہاد کے بعد ہو جیسا کہ احد و حنین میں
ہوا) اگر کوئی یہ کہے کہ موسیٰؑ کو کوئی خوف نہ تھا تو وہ کافر ہے۔ اور اگر خوف
تھا تو میرا بھی وہی حال ہے۔ پانچویں ہارونؑ کیونکہ انھوں نے اپنے بھائی
موسیٰ سے کہا (یا ابن ام ان القوم استضعفونی) اے میرے بھائی
قوم نے مجھے ضعیف سمجھا۔ اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ اگر کوئی کہے
کہ ہارون ضعیف نہ تھے۔ تو کافر ہے۔ اگر ایسا تھا تو میں بدرجہ اولے [illegible]
ہوں (میان رسول کے اس قول کو دیکھو۔ یا علی انت منی بمنزلۃ
ہارون من موسیٰ) اگر امیر المومنین میں یہ خوف نہ پایا جاتا تو منازل ہارون

میں ہاتے ایک منزلت ہوجاتی۔ امیرالمومنین بھی اپنے بہائی سے کہی کہہ سہتے ہیں یابن ام ان القوم الخ۔ پہچھیے رسول اللہ کے مگر آپ غار میں چھپے اور مجھے اپنے فرش پر چھوڑا۔ اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ بغیر خوف غار میں چھپے تو کافر ہے۔ اور اگر خوف تھا تو میں بھی معذور ہوں آواز ھذا لی قبلہ دیت۔ اسے چنتم یہ میرے ہیں انھیں چھوڑ دے۔

قاسم جنت و نار سے منبوں کی عرض داشت

واحفلہ لکم تحبستم وتذرالظالمین فیہا جثیا

آواز نسیتم لقاء یومکم ہذا آج کے دن کو بھول گئے تھے؟ جی نہیں تو۔ آواز تجھے سب سے موخر کیوں کیا؟ جواب۔ اسلئے کہ ابوبکر اجماع ہو گیا تھا۔ آواز کیا اس اجماع میں آپ بھی تھا؟ جی نہیں آپ تو نہ تھے (آواز) اچھا بات بنی میں سے کوئی تھا؟ جی کوئی نہیں (آواز) پھر اجماع کو حق کیونکر کہا؟ جی ہاں تو یقین حلوم ہمارے علما جانتے ہیں (آواز) پھر کس پر راضی ہو تمہارے کس عالم کو بلایا جائے (جواب) سنتے ہیں کہ امام بخاری صفت میں بڑے مشکم تھے کیونکہ انھوں نے اہلبیت نبی کے فضائل سب سے کم لکھے ہیں (آواز) بخاری کو بلاؤ حاضر۔ (آواز) تم نے میرے کتاب میں (انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی) ہنیں لکھا ہے؟ بخاری۔ جی لکھا کیوں نہیں؟ یہ دیکھئے میری صحیح جلد ۲ صفحہ ۵۶ میں مرقوم ہے۔ (آواز) ہارون وزیر موسی تھے یا نہیں؟ جی اس میں انکا اسکو ہے قران میں دعا ئے موسی میں ہے۔ (واجعل لی وزیرا من اہلی) آواز پھر

جب میں بمنزلت ہارون پر ہوں تو تم نے مجھے مؤخر کیوں قرار دیا (بخاری)
اس میں بڑے بڑے اصحاب نبی شریک تھے وہ اُسے بہتر جانتے ہیں
(آواز) سب میں زیادہ معزز تمہارے نزدیک کون شخص تھا (بخاری)
حضرت ابوبکر جنکے ہاتھ پر حضرت ابوبکر نے بیعت کی (آواز) ابوبکر کو بلاؤ (آئے)
(آواز) کیوں ابوبکر حدیث منزلت ہارون میرے متعلق رسول نے فرمائی
تھی یا نہیں؟ پھر تم نے اسکے متعلق کیا سقیفہ میں کوئی بات کہی تھی یا نہیں
(ابوبکر) بات یہ تھی کہ اسوقت نہایت جلدی تھی اور اسی وجہ سے
دفن و کفن رسول میں بھی شرکت نہو سکی۔ اسکے علاوہ بھائی عمر نے آکر
مجھے آواز دی کہ جلد سے جلد چلو طبیعت ملال بھی تھی۔ یہ سنکر اور گھبرا
گیا سقیفہ پہنچا۔ دیکھا کہ انصار چاہتے ہیں خلافت کو اپنی طرف کھینچ لیں
اور سعد بن عبادہ پر قرعۂ انتخاب پڑ رہے تھے۔ اس کارروائی کو دیکھکر
بھائی عمر اپنے دل میں ایک تردد اور فکر کی بات سوچ رہے تھے۔
وجیسا کہ طبری اور دیگر مورخین نے لکھدیا ہے جو بہت مشہور بات
ہے ہمیں نے یہ تقریر پیش کی۔ کہ ہم شجرہ نبی سے ہیں۔ اور پیغمبر
ہمارے ہی قبیلہ سے مبعوث ہوا ہے۔ لہذا خلافت ہمارا حق ہے
اور بھی بہت سی باتیں تھیں مگر جان استدلال یہی فقرہ تھا جیسا
کہ آپ نے بھی سنا ہوگا۔ اس فقرہ کو بھائی عمر نے بھی اپنا لیا تھا
بڑی بات تو تھی ہی۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر جھٹ سے بیعت
کرلی۔ ان کو بیعت کرتے دیکھ اور لوگ بھی راضی ہوگئے۔ لیکن

بعد میں بھائی عمر کے بھی یہ بات خلاف ہوئی۔ کیونکہ وہ بھی کہا کرتے تھے (کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وقی اللہ شرہا۔ الخ) یعنی ابوبکر کی بیعت ناگہانی بیعت تھی۔ اللہ نے اس کے شر سے بچالیا۔ اب جو ایسا کرے اسے مار ڈالنا۔ مگر اس وقت تو ایسا ہی بن پڑا (واذ احتجو بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ۔ تم نے دور کی قرابتداری سے استدلال کیا۔ اور شجر نبوت کے ثمر کو (جو) تجھے) چھوڑ دیا۔ یوم یعض الظالم علے یدیہ یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا وہذا لک الخ)

المشتہر سید منظور حسین رضوی امروہوی۔ (نولمطابع لکھنؤ)

التماس مؤلف

میں نے پچھلے صفحات میں ظاہر کیا تھا۔ کہ فریقین کے شایع شدہ اشتہارات کی تلاش میں مجھے ایک حد تک دقت اور تکلیف اٹھانا پڑی اور جب امروہہ میں اشتہار دستیاب نہوئے تو لکھنؤ پہنچکر مولانا عبدالشکور صاحب سے اشتہارات کے متعلق درخواست کرنا پڑی ہیں مولوی صاحب کا شکر گذار ہوں۔ کہ چند اشتہار مجھے انکے ذریعہ سے دستیاب ہوئے۔ بقیہ اشتہارات سید منظور حسین صاحب اور نیز دوسرے احباب سے موصول ہوئے۔ لیکن جو اشتہار کہ آخر میں درج ہوا ہے اسکے بعد کسی اور اشتہار کے شایع ہونے کی مجھے اطلاع نہیں ملی۔ اس

کے حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی۔ اب اگر روداد شایع ہونے کے
بعد بھی اشتہارات کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا تو میں انہیں
ضمیمہ کے طور پر چھاپکر شایع کر دوں گا۔ مجھے خاص طور پر روئداد کے
متعلق عرض کرنا ہے۔ اس میں وہی الفاظ اور خاص فقرے درج کئے گئے
ہیں جو مناظرین حضرات نے جلسوں میں بیان فرمائے تھے۔
یہ روئداد جلسوں کے وقت سے اخبار اتحاد میں درج ہونا شروع
ہوگئی تھی۔ اور اتحاد کے یہ پرچے جن کے اندر روئداد موجود تھی جلسوں
میں برابر تقسیم ہوتے رہے۔ اور اب تک برابر اتحاد میں درج ہو رہی
ہے۔ اخبار اتحاد امروہہ میں علاوہ اپنے مستقل خریداروں کے بازاروں
میں فروخت ہو رہا ہے۔ اس کی دہلی ایجنسیاں بھی موجود ہیں۔ اور اکثر لوگ
ان ایجنسیوں سے بھی پرچے خریدتے ہیں ہمنے اتحاد میں چند مرتبہ روئداد کی
متعلق فریقین کے مناظرین سے عرض کیا ہے۔ کہ جو کارروائی آپ حضرات
اتحاد میں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اگر اسمیں کچھ غلطی ہو۔ تو مجھے اس سے مطلع
فرمادیجئے تاکہ اصلاح کردیجائے لیکن حقیقتاً چونکہ تمام واقعات اور تمام تقریریں
وہی ہیں جو جلسوں میں کی گئی تھیں اسکی تردید کی ضرورت ہی نہ تھی اور اسی
وجہ سے مناظرین نے کوئی اعتراض نہیں کیا میرا خیال ہے روئداد شایع
ہونے کے بعد اشتہار بازی کا سلسلہ ختم ہوجائے گا مجھے آخر میں یہ بھی عرض
کرنا ہے کہ روئداد کے چھاپنے میں جلدی کی گئی ہے اور اس جلدی میں
چھپائی اور کاپیوں کی صحت کا انتظام کافی طور پر نہ ہوسکا۔ لہذا ناظرین معاف فرمائیں